

ماہنامہ تجلی دیوبند

اسلام آباد، پاکستان
کے لیے جاری ہے

مرتب: - عام عثمانی وزیر فضل عثمانی (فائزین دیوبند)

کلا تھ باردار ایچ سی
سہارن پور ایچ سی

بارہاڈاکٹری آزمائشوں سے گزرا ہوا



دیوار پر ایک ایسا نشان لگائیے جو دس گز سے نظر آئے۔ لیکن بارہ گز سے نظر نہ آئے۔
پھر ایک تولہ درخف پابندی سے استعمال کر ڈالئے۔ تب اگر یہ نشان بارہ گز سے نظر
آجاتا ہے تو یقیناً آپ کی نگاہ کو درخف نے بہترین

تقویت اور ترقی عطا کی ہے
اسلامیہ نیوز پیپر ایچ سی
کلا تھ باردار ایچ سی



چھ ماہ
تین روپے

تین شیشیاں یکجا
منگانیے پر محصولہ ایک
معاف

ایک تولہ
پانچ روپے

دار الفیض رحمانی دیوبند

محصولہ ایک
ہر

مزید تفصیلات مسائل کے آخری صفحہ پر
ملاحظہ فرمائیے

ضلع سہارن پور دیوبند

اپنے شہر کو ایکٹ یا اس پتے سے طلب فرمائیے

روح افزا

دُنیا کا بہترین تسکین دہندہ



روح افزا موسم گرما کا بہترین تھم ہے۔ سخت گرمیوں
جب طبیعت پریشان ہو۔ اور طبع سوکھ رہا ہو۔ روح افزا
کا ایک گلاس آپ کی نشانی کو دور کرے گا اور طبیعت
میں شگفتگی ترقی اور کام کرنے کی خواہش پیدا کریگا۔
قیمت فی بوتل دو روپے چار آنے
نوٹ۔ کتابچہ مشروب مشرقِ مہفت طلب فرمائیں۔



ہمدرد کو خانہ (دفتر) دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 دیوبند
 تحفہ

شمارہ نمبر ۳۲ جلد نمبر ۵

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
 عام سالانہ قیمت پانچ روپے۔ فی پرچہ ۱
 معززین سے سالانہ چندہ حسب استطاعت

اپریل تا مئی ۱۹۵۷ء

صفحہ	مصنف	مضمون	نمبر شمار
۱	ادارہ -	آغا رحمن	۱
۱۱	مفتی محمد شفیع	تجسلی کی ڈاک	۲
۲۴	جناب حافظ رجا پوری	ماہ رمضان کا خیر مقدم (تلم)	۳
۲۵	امام غفری پانچویں	غیضت کی کہانیاں	۴
۲۶	ملا ابن العربی	مسجد سے بیخارجہ تک	۵
۳۵	سیدہ نعمت (مصر)	مسلمان عورت (ترجمہ)	۶
۴۲	جناب شیخ احمد	سینما جی اور اسلام	۷
۵۲	بنیاد شمس جہاں	چاند اور شاعر (تلم)	۸
۵۳	مختلف شعراء	غزلیات	۹
۵۴	ادارہ -	کھسے کھوٹے	۱۰

دیوبند سے سالانہ چندہ اور شائع ہونے تک کسی آگے نہ بڑھائیں

توسیلہ نرسا اور خط و کتابت کا پتہ
 دفتر تجسلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)
 عام عثمانی
 زبیر فضل عثمانی
 پاکستانی حضرات، اپنا سالانہ چندہ منجھے کے تہ پر
 بھیج کر سید فضل عثمانی کو روانہ فرمادیں رسالہ جاری ہو جائے گا
 پتہ: جناب شیخ محمد سلیم اللہ صاحب پتہ چلیمنڈلا ٹنڈ
 کراچی پاکستان

عام عثمانی پرنٹر اینڈ پبلشر نے "محبوب المصباح پریس" دہلی سے چھپو کر اپنے دفتر تجسلی دیوبند سے شائع کیا۔

آغاز سخن

کے مالک ہیں اسی طرح ہر مرد شہ کے ارادت مندوں میں سے بھی کچھ لوگ خصوصیت کے مالک ہوا کرتے ہیں۔ اور اس خصوصیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ والد صاحب دہلی انجینئر تھے۔ بڑی خواہ تھی۔ نیک نامی تھی۔ اوسے آفسروں کی نظروں وقعت و عظمت رکھتے تھے۔ لیکن شیخ الہند کے صرف ایک اشاراتی جملہ پر منفیاً دے بیٹھے یہ جملہ من و عن تو مجھے یاد نہیں اور خود والد صاحب کو پوچھ کر لکھنے کی ہمت نہیں۔ کیونکہ انھیں اگر معلوم ہو جائے کہ میں کچھ باتیں ان کی تعریف و توصیف میں لکھنے بیٹھا ہوں تو یہ سطور ہی شاید نہ چھپ سکیں۔ اس لئے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شیخ الہند کا اشارہ کچھ اس طرح کا تھا کہ انگریزوں کی غلامی جہانگ مکن ہو چھوڑی جائے۔ چنانچہ والد صاحب نے استغفار دیدیا۔ پیشین کے بہت کم دن باقی تھے۔ اولاً تو استغفار منظور ہی نہیں ہوا۔ آفسروں نے سمجھا یا کہ تم صیبا مقبول اور سید انجینئر صیبا غضب کیوں کرتا ہے۔ لیکن یہاں تو نشہ ہی زور تھا۔

یہ سب سجادہ رنگیں کن اگر پیر صفاں گو پیدا

کسی طرح نہ ملے۔ تب سمجھایا گیا کہ الگ ہی ہونا ہے تو وہ پیشین لے لو جو پوری مدت سے کچھ پہلے ملازمت چھوڑ دینے پر اذروئے قاعدہ مل سکتی ہے۔ جواب دیا گیا کہ اگر پیشین ہی یعنی ہوتی تو استغفار کیوں دیا جاتا۔ انگریزوں کا پیسہ نہیں لینا ہے اسی کو ملازمت چھوڑی جا رہی ہے۔

مدت تک استغفار نام منظور کیے کے دائرے میں رہا۔ اور بھگانے بھگانے کی کوششیں کی گئیں مگر بے کار۔ اگرچہ صاحب اہل و عیال ہوسے اور ملازمت کے سوا قطعاً کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہوسے کے باعث یہ تڑک ملازمت اتہائی ہمت آ رہا اور

آغاز سخن میں ناظرین بار بار فدوی کی بیماری کا حال پڑھ چکے ہیں اور دعاؤں کی انتہا کو نہایت فرخ دلی اور خلوص سے شرف قبول بخشا ہے۔ لیکن آج میں اتہائی عزم و ملازم کے ساتھ انھیں اپنی نہیں اپنے والد محترم کی بیماری کی اطلاع ہے، ہاؤن اور مجرہ نیاز کی اتہائی کیفیت کے ساتھ ملتی ہیں کہ صحتی محبت اور خلوص سے ناظرین میں سے اکثر نے میری صحت کی دعا پر اپنے کچھ اوقات صرف کئے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شوق و حضور کے ساتھ وہ میرے والد صاحب قبضہ کے لئے دعائے صحت فرمائیں گے۔

تجلی کے حلقہ میں صد ہا ایسے افراد ہوں گے جو والد محترم حضرت الحاج مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی کی ذات گرامی سے نہ صرف واقف بلکہ ان کے حلقہ ارادت میں شامل اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ ان کے لئے تو کسی تعارف کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو حضرات واقف نہیں ہیں ان کی آگاہی کے لئے چند تعارفی الفاظ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ تعارف اس لئے نہیں کہ فدوی کو اپنی صاحبزادی کا مظاہرہ کرنا مقصود ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ جب تک کسی ہستی سے کم سے کم اجمالی تعارف نہ ہو اس کے لئے دعائیں وہ خلوص شوق پیدا نہیں ہو سکتا جو تعارف کے بعد ممکن ہے۔

تقریب خلافت کے بہرہ حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ والد صاحب ان کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ خاص کا لفظ میں نے اس کو کہا کہ خطبہ صحابہ کرام میں کچھ صحابہ نہایت ممتاز اور خصوصی مناقب

ان اسباب کی بنا پر میں اعتراف کرتا ہوں کہ حضرت موصوف ولی نہیں ہیں۔ قطب نہیں ہیں۔ ابدال نہیں ہیں۔ ہاں ایک اور غیر حاسیانہ اور غیر مقبول نقطہ نظر ہے جسکی بنا پر میں بطور غم و غور نہیں بلکہ بطور تحدیث نسبت اپنے آپ کو "ولی زادہ" کہہ سکتا ہوں۔ قرآنی نقطہ نظر۔ بے میل اسلامی زاویہ نگاہ۔

قرآن و سنت سے ولایت و قطبیت کا سب سے بڑا معیار جو ملا ہے وہ ہے زہد و تقویٰ۔ احکام الہی کی اطاعت۔ شریعت کی پابندی۔ یہ اللہ بات ہے کہ اطاعت و عبادت کے انعام میں اللہ جل شانہ کسی بندے کو مشیت ایزدی کے پورا کرنے کا واسطہ اور ذریعہ بنائے اور لوگ اسے کرامت کہیں لیکن مرد مومن ہونے کے لئے قرآن و سنت کا واحد معیار اطاعت احکام ہے نہ کہ کشف و کرامت۔ لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے جب جو پیش سنہالاد اللہ محترم کو شریعت حقہ کا تابع اور اطاعت خداوندی کا اسیر دیکھا۔ عزیز واقارب کے حقوق اسلام میں بہت ہیں۔ جن حقوق کو حضرت نے تمام عمر جس فراخ دلی سے پورا کیا اسکی تفصیل میں اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ اس سے بعض احسان ناشناسوں اور کم ظرفوں کو اپنی سبکی محسوس ہوگی۔ اور یوں بھی کہ احسان کا تذکرہ احسان کی قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے۔ تاہم اتنا اجمال ضرور کہوں گا کہ ہمارے خاندان کا کوئی گھر ایسا نہیں جس میں والد صاحب کے حسین سلوک اور فیضانِ باقری کی آیہاری سے آگاہ کوئی پردہ موجود نہ ہو۔ آپ کے چھوٹے بھائی علامہ شبیر احمد علیہ الرحمۃ نے جب یہ آرزو کی کہ اگر میری حواجج ضرور یہ کا کوئی انتظام ہو تو میں دارالعلوم دیوبند میں مفت پڑھانا چاہتا ہوں اس وقت آپ نے نہایت شفقت اور فراخ دلی کے ساتھ ان کی آرزو پوری کرنے کا اہتمام فرمایا اور اس کے نتیجے میں تقریباً پندرہ سال تک علامہ مرحوم نے محنت و علم دی۔ اگر سچ پوچھئے تو یہی وہ پندرہ سال ہیں جن میں علامہ مرحوم نے دریا سے علم کی جی بھر کے خواہی کی۔ اور علم بفضل کے اس منصبِ اعلیٰ پر پہنچے جس کی زندہ گواہی فتح الملہم شہجیح محمد سلیمان فوائدا القرآن اور دیگر چھوٹے چھوٹے علمی رسائل موجود ہیں۔

فکر انگیز تھا جس پر عزیز واقارب بہت پسند میں ہوئے۔ لیکن شیخ کے اشارہ کی تعمیل کرنے والے کو ذہن باتوں کی کیا پروا تھی۔ اسنے انگریزوں سے ترک مولائت کی تحریک کو تقاضائے حق سمجھ کر دنیاوی افکار و خدشات سے آنکھیں بند کر لیں اور اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس عزیمت و استقامت کے بدلہ میں اللہ جل شانہ نے ان میں انعام و اکرام کی بارش کی اور کبھی انھیں اپنے اپنے اصل پر متأسف ہونا نہیں پڑا۔

چنانکہ ولایت و بزرگی کا تعلق ہے آج کل کی عام ادبیت کے اعتبار سے میں اپنے والد محترم کو "ولی" اور "بزرگ" نہیں کہہ سکتا کیونکہ آج کل کی عام بزرگی کے لئے چند در چند کرامتوں اور خدائی قوتوں کا وجود نہایت ضروری ہے۔ آج کل کا بزرگ بیماروں کو شفا بے اولادوں کو اولاد بے روزگاروں کو روزگار دے سکتا ہے۔ دن کو تاسے دکھا سکتا ہے کشف کے ذریعے فراموش و واجبات نازل کر سکتا ہے۔ دوزخ اور جنت بانٹ سکتا ہے۔ حالانکہ میرے والد میں نہ تمام خصوصیات ہیں نہ میں نے ابھی انھیں کسی حاجت مند سے یہ کہتے سنا کہ جا! تیرا کام بوجھا بیگا۔ جا! تجھے جنت دی۔ اگر بعض لوگ ادھر ادھر سے سننا کہ آپ کے پاس آئے اور اپنا دکھنا رو کر عرض کیا کہ میں آپ اشارہ کر کے کام بنانا چاہتا ہوں۔ تو نہایت خلاف توقع جواب دیا کہ بھائی میرا اشارہ کیا کر سکتا ہے۔ میں دھاکوں گا۔ قبولیت اللہ کے ہاتھ پر۔ بعض نے کہا۔ تو بیزدی کیے۔ جواب ملا۔ میں یہ فن نہیں جانتا۔ کبھی تعویذ نہیں لکھے۔ فلاں صاحب کے پاس چلیے۔

کوئی شردہ انھوں نے زندگی بھر نہیں چلا یا۔ کسی باج کو ان کے حکم سے اولاد نہیں ملی۔ کوئی جن بھوت ان کے تعویذ سے نہیں اترا۔ یہی باتیں ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ عوام الناس میں ان کی پیروی اور ولایت مقامِ وحی نہ پاسکی۔ بلکہ نذر و عطا یا کے اعتبار سے بھی وہ خلسے میں تھے۔ پیروں کی عام تاریخ یہ ہے کہ ان کے گھر میں کھنے کی انہیں ہوتی چاہئیں اور جب وہ مریں تو اتنا چھوڑ جائیں کہ تین پشتوں تک ان کے وارثین کو کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہ ہو مگر یہاں اس کے برعکس تھے کہ بھی کوئی اترت تھا کبھی نظر نہ آتی اور اہل عیال دال روٹی سے لٹے نہ بڑھ سکے۔

ایک زمانہ۔ جو کئی سالوں پہلے تھا۔۔۔ ایسا گندہ ہے کہ اپنے خاندان ہی میں نہیں پوری برادری اور گنتے میں جہاں کوئی لڑکا پڑھنے سے بھاگا اور اس کے گھر والوں نے اسے مولوی عطلو جی کے یہاں بھیجا۔ آپ ان دنوں بسندہ لازمت لکھنو، ہردوئی اور دیگر مقامات میں قیام پذیر رہا کرتے تھے۔ کوئی بھی آجاسے۔ مسکراتی آنکھیں اور شفقت آمیز نظر زئیل اس کے استقبال اور پذیرائی کے لئے تیار رہتے تھے۔ کیا محال جو کسی کو الگ چھوڑ دینی کی زحمت اٹھانی پڑتی ہو۔ سالوں رہو۔ پڑھو۔ سزے کرو۔ رزق آسمان سے آ رہا ہے۔ کوئی قیمت نہیں کوئی مشرطہ نہیں!۔

بات لمبی جاتی ہے۔ کہتے کا حال یہ ہے کہ اسلام حقوق العباد اور حقوق اللہ کی جو تفصیلی پیش کی ہیں ان کو اپنا سنے میں فدوی نے والد صاحب کو ہمیشہ پیش پیش پایا۔ نماز، جماعت کے ایسے عاشق کہ سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا صحت۔ جب تک کوئی بے بس کر دینے والا عذر نہ ہو کیا محال جو جماعت چھوٹ جائے۔ روزہ کے ایسے پابند کہ ضعیفی و کم سنائی کے اس دور میں بھی جب اسلام "مشیح فانی" کہہ کر رخصت و وسعت دیتا ہے ترک صوم منظور نہیں کیا۔ شکار، گھر گھر دیکھ لگے۔ ایسے اور بعض خطرناک حالتوں میں زبردستی ترک کر دیا۔ حاجت مند اور توبہ یا مراد حاصل کرنے آئے تو بے شک توبہ سے لگے گا۔ لیکن اگر ناپائیدار کی حاجت ہو تو کامیاب جاسے گا۔ تہجد، استراحت، چاشت وغیرہ کی تفصیل ناممکن ہے۔ سچ یہ ہے کہ نوافل اور عبادت مستحبہ کی مصروفیت و اہتمام میں اگر آدمی فرائض و واجبات کو ناقص چھوڑے تو وہ بہت خسارت میں ہے۔ اس کے برعکس فرائض و واجبات کی تکمیل اور عبادت مستحبہ میں کسی خسارت کا باعث نہیں۔ یہاں دونوں ہیں۔ فرائض و واجبات بھی اور نوافل و مستحبات بھی۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے کہا کہ انجینئر صاحب! آپ اپنا خرچ کیسے ہیں کچھ آل اولاد کے لئے بھی جمع کیا ہے۔ بینک میں حساب کھول لیجئے۔

جو اب دیکھا کہ بھائی بینک میں تو برابر جمع کردہ ہوں۔ انھوں نے پوچھا کہ نے بینک میں؟ فرمایا ایسا بینک ہے جہاں شرح سود بڑی نفع کی ہے۔ ایک کے دس ملتے ہیں۔

وہ چونک کے پوچھنے لگے ایسا کونسا بینک ہے؟
 بولے۔ آخرت کا بینک۔ ایک نیکی کی دس نیکی
 ٹھیکروں کے بدلے میں اعلیٰ سونا۔
 وہ شاید بگڑنے کے کہنے لگے۔ آخرت تو بعد میں ہے۔ دنیا کا
 بھی کچھ لحاظ چاہئے۔

فرمایا۔ میں اللہ کے بندوں کی غزاری کرتا ہوں۔ کیا
 اندر میرے بال بچوں کو رزق نہ دے گا۔!
 یہ روایت باللفظ نہیں۔ کیونکہ بات پرانی ہو چکی۔ لیکن
 اس کی معنوی روشنی میں یہ اندازہ شکل نہیں ہے کہ خدا پر کامل عمل
 دیکھنے والا ذہن دنیا دارانہ اندازہ فکر سے کتنے مختلف اندازہ میں
 سوچتا ہے۔

طویل قیام و وجود اور صوم و اعتکاف کی شکل نہیں ہیں جتنا
 مشکل دنیاوی معاملات اور جزئی احوال و واقعات میں اسلام کی
 صحیح تفاسیروں کو پورا کرنا ہے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ موجودہ تہذیب
 کے پیدا کردہ معاشرے میں اور اس معاشرے میں جو اسلام پیدا
 کرنا چاہتا ہے کتنے واضح امتیازات ہیں۔ آج کی شہری تہذیب
 انسان کو ذاتی آرام و راحت ذاتی مفاد اور ذاتی مقاصد کے
 حصول کی جدوجہد میں اس طرح لگ کر رہتی ہے کہ اجتماعی مفاد اور دیگر
 کے آرام و راحت کا دم بھی دماغوں سے خارج ہو جاتا ہے شہروں
 کی اونچی اونچی بلڈنگوں کے فلٹیوں، روموں اور کھولوں میں رہنے
 والوں کا حال دیکھئے وہ اپنے متعلق کمروں میں ساہا سال موہنے
 تلے ہسپاروں کا نام تک آپ کو نہ بتا سکیں گے۔ وہ اس بلڈنگ
 میں رہنے والے کسی شخص کی موت کا حال اخبار میں پڑھ کر ایسا کوئی
 تصور نہیں کریں گے کہ ہسپاروں سے میل جول اور تعزیرت و غزاری
 بھی انسانی حسد نفس میں داخل ہے۔ ان کی قرابت اور قرباری
 کی ڈور صرف اپنی اولاد یا ماں باپ سے آگے نہیں پڑھتی۔ بلکہ
 بعض حالات میں اولاد اور والدین کے حقوق بھی آئی تو ہر شہریوں
 میں کھو جاتے ہیں۔ سنسنی اور خاندانی زندگی کی جگہ ہسپاروں کی
 غیر خاکی زندگی لئے رہتی ہے۔

اس کے برعکس اسلامی تہذیب میں اجتماعی مفاد کو سمجھنے
 بند کرنے قدرتی رشتوں کو بھلا دینے ہسپاروں سے بیگانہ و اجنبی

ہے اور زندگی کو تباہ کر دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ انسانوں کی باہمی تجواری محبت پر خلوص تعاون اور خاندانی زندگی کا علمبردار ہے۔ وہ خون کے رشتہ سے لے کر ہمسائیگی اور انسانیت کے رشتہ تک باہمی تعاون و ہمدردی کا دائرہ وسیع کرتا ہے۔

والد محترم نے اسلام کے اس تقاضے کو زندگی بھر جس طرح پورا کیا اس کا کچھ اندازہ آپ گذشتہ سطور کے بعض اشارات سے کر چکے ہیں۔ کچھ اندازہ اس سے کیجئے کہ ہم چھ بھائی ہیں۔ چار کی شادی ہو چکی ہے بہت بال بیٹے ہیں۔ آج کے تمدن کا تقاضا تھا کہ شادی ہونے ہی ہم کو الگ کر دیا جاتا یا کچھ دنوں بعد ہی لیکن دس بیس سال ہو گئے انھوں نے ہمیں الگ نہیں کیا۔ ہمارے تمام اخراجات کی کفالت اسی طرح کرتے رہے جس طرح نئے بچوں کی کرتے ہیں۔ ذاتی آرام و راحت اور ذاتی نقطہ نظر کے لحاظ سے ایک ہر ماہ آدمی کے لئے بیسویں افراد کی معیشت کا بوجھ اٹھانا مشکل ہوتا ہے اس کا اندازہ کچھ اہل کنبہ ہی کر سکتے ہیں۔ ہمارے سن بلوغ تک خوشحالی رہی ہے۔ لیکن بلوغ اور شادی کے بعد اپنی خوشی سے صرف اسلام کی پسند کا لحاظ کر کے یہ بوجھ اٹھانا ان لوگوں کے سوا کس کے نہیں جو ایمان کی دولت سے بالمال ہیں اور متاع دنیا کو حقیقتاً متاع قلیل سمجھتے ہیں۔ حج سے بھی کئی نئی زندگی بھی اسباب کی حد تک والد ہی کے احسان کی برکت ہے۔ اگر وہ ہر طرح کی تنگی اور تنگرائی کے باوجود ہم بھائیوں کی روزی اور دیگر ضروریات زندگی کی کفالت نہ کرتے تو تجلی کا کاروباری دائرہ مالی نفعیت کے لحاظ سے اتنا وسیع نہیں تھا کہ ہم لوگوں کی ضروریات زندگی کو ادائیگی سے ادنیٰ سیاحت تک ہی اجازت دے سکتا۔ ہمیں مجبور ہونا پڑتا کہ پیٹ کی خاطر کوئی اور دھندا ڈھنڈورا والد کی شفقت ہی کا کرم ہے کہ ہم میں سے وہ افراد بھی جو بیٹے ہیں، منازل حیات سے گذر چکے ہیں۔ اپنے آپ کو بچہ ہی محسوس کرتے ہیں۔ اور آپس میں ہم ایک دوسرے سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ چار ہی کسی بھی تنگ دود کا مرکز اپنا اور صرف اپنا مفاد نہیں ہوتا۔ بلکہ پورے گھر کو ایک وحدت ایک اکائی تصور کر کے سمجھتے ہیں اور یہی تصور وسیع ہو کر ہمیں عام انسانوں کی فلاح و تجواری اور معاشرہ کی علمبردار تہذیب کے گہرے احساس کی طرف ایجا بنا ہے۔

فی الحقیقت تمام انسانوں کی باہمی ہمدردی و تعاون اور امن و اصلاح کا مدار ہی اس پر ہے کہ انسانانیت ہی سے دوسروں کو مفادات حقوق اور عدل و انصاف کا لحاظ رکھے۔ اونچی کلا میں پاس کرنے سے پہلے آلف بت کی مشق ضروری ہے۔ جو شخص اپنے حقوق سے ماہل ہیں وہی خون کے رشتوں اور ہمسائیگی کے حقوق کو نصفانہ طور پر نہیں سمجھا سکتا اس سے وسیع تر معاشرے کی فلاح و بہبود اور عالمی اخوت و محبت کی امید رکھنا سراسر اب سے موجوں کی امید رکھنا ہے۔ آج کی تہذیب اس داخوت انسانیت و شرافت اور اخلاق و انصاف کے نعرے تو بہت زور زور سے لگاتی ہے۔ لیکن اس کے طور طریق اس کے ضابطے اس کے اثرات ابتدا ہی میں حقیقی وسعت نظری اور ایثار و سیرت شریفی کے بیچے اُدھیر دیتے ہیں شروع ہی سے وہ نفسا نفسی کا سبق دیتی ہے۔ انفرادی آزادی اور ذاتی مفادات پر اجتماعی زندگی کا مفاد قربان کر دیتی ہے۔

حائل کلام یہ ہے کہ میں نے والد محترم کو چھوٹے چھوٹے معاملہ تک میں ایک مرد مومن کے سوا کچھ نہیں پایا۔ انسانیت و اخلاق تو بہر حال انسان کا خیر ہے۔ انبیاء کے سوا کون مہصوم ہو سکتا ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس مرد مومن کی فروغ میں ہمیں سے انگی رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ رب العزت کی بارگاہ میں اسے کیا پیش آئے گا۔ تاہم ہمارا کام تو یہی ہے کہ اپنی بصارت و بصیرت کی حد تک جو کچھ دیکھیں اور کہیں اسی کے مطابق رائے قائم کریں ہماری رائے یہ ہے کہ اس مرد مومن کی زندگی صرف ہمارے گھر ہمارے کنبہ کے لئے مفید تر ہے۔ بلکہ ہندو پاک میں پھیلے ہوئے ہزار ہا متوسلین و معتقدین کے لئے بھی ایک نعمت و رحمت ہے ایک موج فیض ہے جو طوفان کی طرح پڑھتا نہیں، مگر کشت بیمان کو نہایت خوبی سے سینچنے والی ہے۔ ایک طاقتور روحانی بہو پروردگار اور نبی کے موجودہ دور میں اگرچہ عربوں کی بلند پروازیوں سے خطا شہرت و نمود میں اونچا نہیں آڑا جس کی کرامت و اعجاز نے مخلوق کو خود اکی بجائے اپنے آستانہ پر نہیں جھکا یا جو مرادیں ان سے سکا جو تقدیر میں تبدیل سکا جو محمد عربی صائم غامض میں سرور کو میں ہادی و ہادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ غلام اور اشارے کے ایک بے بس بندے کے سوا کچھ نہیں سکا۔ لیکن جو اشارہ اللہ العزیز

بارگاہ رب العزت میں سرخرو ہو گا۔ جو میدانِ خشم میں داد و عشرت کی شہ عیادت سے نوازا جائے گا۔

مجھے خوف ہے کہ بعض ناظرین میرے زاویہ نظر اور خیال رائے کو صرف ایک بیٹے "کا زاویہ نظر" سمجھ لیں بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں اسلامی آئین نہیں آنتا لیکن خدا شاہد ہے کہ ان سطور کے لکھے وقت میں جذباتی جانبداری اور "انہیت" کی سطح پر نہیں ہوں۔ بلکہ اپنے مشاہدات و خیالات کو صرف اس غرض

سے ہدیہ ناظرین کر رہا ہے کہ حالات سے آگاہی کے بعد دعاؤں میں خلوص و خشوع بڑھ جائے۔

ہیں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی میرے بیان سے والد کی عظمت و خیرگی کا شائبہ اٹھائے۔ ہاں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ خاص توجہ اور تفریح کے ساتھ ان کی صحبت و زندگی کے لئے دعا کی جائے۔ یہ مجھ پر احسان ہو گا۔ عام عثمانی۔ ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء

اہمیت ضروری

اگر اس گول دائرہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے تو بھجور ○ کہ آپ کی مدت خریداری اس پر چھ پر ختم ہے۔ اب آپ یا تو اگلے سال کی قیمت پانچ روپے مئی آڈر سے بھیجیں یا خط سے دی پی کی اجازت دیں، خلاف خواہستہ اگر کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہیں ہے تب بھی ہمیں مطلع فرمادیں، اگر آپ خاموش رہے تو ہم اٹکا جوں کا توڑ دی پی سے رواد کرینگے جو فلک خرچ ملا کر آپ کو \$1000 کا کرکے وصول کرنا ہو گا، اس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔

واضح رہے کہ سچے میں جو تین اشاعتیں نامہ ہوتی تھیں وہ آپ کے حقہ میں بڑھا کر ہی مدت خریداری کا حساب کیا گیا ہے، امید ہے کہ فوری توجہ سے کام لیں گے، اور اس ہیمنے کے ختم سے پہلے اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمادیں گے۔ پاکستانی حضرات اپنا دیرینہ تعلق پاکستانی پتہ پر بھیجیں جو فہرست مضامین کے صفحہ پر ملتا ہے اور ہمیں اطلاع دیں۔

قرآن بدو ترجمہ

ترجمہ شاہ رفیع الدین و مولانا اشرف علی رحمتہ اللہ علیہما۔ شروع میں بے حد مفید اور پر از معلومات مقدمہ شامل ہے۔

العلم والعلماء

کاغذ رنگین لکھا گیا چھپائی واضح۔ تصدیق جلد کر بیچ آٹھ روپے آٹھ آئے (جلد اولیٰ گیسو روپے)۔ ویسے عرب کے مشہور عالم علامہ ابن عبد النہر کی معرکہ الما کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا سلیس اردو ترجمہ۔

یلم فضیلت علم اور اہل علم کی عظمت اور زمرہ رازیوں کا جامع بیان بہترین دینی و تاریخی واقعات سے لبریز۔ قرآن و سنت اور ائمہ کا روح نواز تذکرہ، سفر نامہ امام شافعی وغیرہ صفحات ۱۶۶ منوعہ قیمت چار روپے آٹھ آنے

صلیہ کا پستہ

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور۔ یو۔ پی

تجلی کی ایک

شہر الٰطہ۔ ایک دفعہ میں تین سوالوں سے زیادہ ہرگز نہ پھیں۔

(۲) سوالات مختصر اور تحریر خوش خط ہونی چاہئے ٹیکسٹ لکھے ہوئے قابل جواب نہ ہوں گے۔

(۳) جنسی مسائل اور عسر و ناسی آئینہ سوال نہیں شائع کئے جائیں گے۔ اگر کوئی جنسی مسئلہ ضروری دریافت طلب ہو تو جوابی خط لکھئے۔

(۴) فوری اشاعت کا مطالبہ نہ کیجئے۔ اپنے نمبر پر اشاعت ہوگی۔ اور ضروری نہیں کہ آپ کے تین سوال ایک ہی بار شائع ہوں۔

(۵) سوال کے خط میں دیگر دستری امور مت شامل کیجئے۔ ورنہ جواب نہ ملے گا۔

(۶) اپنا پورا پستہ اور نام صاف لکھئے۔ ورنہ سوالات شائع نہ ہوں گے۔

نشر الٰطہ کی پابندی نہایت ضروری ہے

سوال ۱۰۔ از عنایت اللہ۔ لاہور۔

تجلی کی کئی ساعت اشاعت میں "اہل حدیث" کے بارے میں آپ کی مخالفت نے اسے چڑھا کر حیرت جوئی۔ تحریریں اہل حدیث کی عزت و عظمت اور بلند مرتبت کے بارے میں سلف صالحین اور ائمہ و اقیانہ کے اقوال و اعمال کتب معتبرہ میں ملتے ہیں۔ ان کے برعکس آپ کی مخالفت نہ تحریر بھی کو نہیں ہر اس شخص کو حیرت بخشاں دے گی جسے سلف صالحین کے علم و تقویٰ پر ہیرو ہے اور انھیں آپ سے ہزار گنا بہتر جانتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں ان بزرگوں کا اہل حدیث کی عزت کرنا اور ان کی بڑائی تسلیم کرنا غیر دینی فعل تھا۔ کیا آپ کے اجتہادات ان سے زیادہ قوی اور معتبر ہیں۔ کیا آپ کو اہل حدیث کی مخالفت زیب دیتی ہے؟ افسوس کہ ہمیشہ ستر مسائل میں آپ کی رائے اور فتاویٰ میرے نزدیک بہت عمدہ اور بر محل ہونے کے باوجود اہل حدیث کے بارے میں معاندانہ شوکتی تعلق پست نہیں آئی۔ حالانکہ میں "اہل حدیث" نہیں ہوں "اہل حدیث"

کے خصوصی عقائد سے تفصیلاً واقف ہوں۔ لیکن ابھی ایک پڑھنے نظر سے گذرے ہیں جس میں منبر لکھا ہوں کے حوالہ سے دکھلایا گیا ہے کہ امام مالک نام ابو حنیفہ نام احمد حسن بصری اور ایسے ہی بہت سے اکابرین "اہل حدیث" کی کئی قدر عزت و قدر کیا کرتے تھے۔ تب آپ میں کچھ میں آتا کہ آپ کس دلیل سے "اہل حدیث" کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا تجلی میں وضاحت کی زحمت فرمائیں گے۔ واضح رہے کہ میں ہی نہیں بہت سے اہل علم اس باب میں کئی سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ اور جو اندازہ آپ کی بے لاگ حق گوئی کے بارے میں قائم کیا گیا تھا اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ کو بھی اسی فرض دار اندازہ ہی تعصب کا امیر خیال کرتے ہیں جو آج کل علماء میں قائم ہے۔

جواب ۱۰۔

ہم نے تجلی کی کئی اشاعتوں میں "اہل حدیث" کے بارے میں جو عمل اظہار رائے کیلئے اس تمام کو اگر آپ خالی الذہن ہو کر ملاحظہ فرماتے تو یقیناً اس فیصلہ پر نہ پہنچتے جس پر اب پہنچے ہیں۔

اہل حدیث ہوئی یا اہل شریعت۔ جماعت اسلامی واسے ہوں۔ یا جمیع اہل علم واسے۔ جیسے براہ راست نہ کسی سے مخالفت ہے نہ دشمنی۔ چاہے میں نظر شخصیتیں اور جماعتیں تھیں۔ بلکہ اصول اور کلیات ہیں۔ ہم جب بھی کسی کی مخالفت یا موافقت کریں گے انھیں اصولوں اور کلیوں کی بنیاد پر کریں گے۔ ہم اپنی عقل اور علم کی کسوٹی پر مشرک آن و سنت کی روشنی میں ہر مسئلہ کو جانچتے ہیں اور جس فیصلہ پر پہنچتے ہیں اسے بغیر دروغ عایت کے ظاہر کر دیتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ فیصلہ میں ہم سے نادانستہ غلطی ہو جائے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم اپنی کو عقلی و دماغی کمزوری باعث شکر کر رکھا جائے۔ لیکن انسان چونکہ اپنی قوت و استطاعت کی حد تک ہی مختلف ہے اس لئے جو کچھ ہم ایمان داری اور غلوں کے ساتھ درست سمجھیں اسے واضح کر دینا چاہا فرض ہے اور ہمیں امید ہے کہ اللہ جل شانہ کی رحمت کا ملہ ہمارے نادانستہ گناہوں اور بے خبری کی لغزشوں کو معاف کر دے گی۔ اور ہمیں چاہئے غلوں سے اجتناب اور تحقیق حق کی جدوجہد کا عملہ دے گی۔

موجودہ اہل حدیث کے ہائے میں ہماری رائے کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے آپ ہمارے بنیادی نظریات کو سمجھ لیں۔ ہمارے نزدیک صرف اور صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس کے ایک ایک لفظ کی تفسیر لایتنا اور لازماً ہر انسان پر ضروری ہے قرآن۔ سنی نوع انسانی کے لئے واحد راہ نجات۔ قرآن خدا سے قادر و توانا کا اٹل اور آخری مہینام۔ اس قرآن میں جو کچھ کہا گیا وہ لفظ بلفظ شومشہ بہ شومشہ حق ہے۔ اس پر عمل ایمان لانے کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حدیث پر ایمان لانا اور ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خود مشرک آن پر ایمان لانا ہے۔ ہم کا آنکھوں سے صادر ہونا بدلائل عقیدہ ثابت ہو جائے اس کو نہ ماننا گویا قرآن کو نہ ماننا ہے۔ قرآن ہی کا علم ہے کہ رسول کی اطاعت کرو۔ اس کے احکام کو جو حی جانو۔ اس کے فیصلوں پر دل میں میل نہ لاؤ۔

اس کے بعد رسول ہی کے قول و عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و اعمال اور تعامل بعد کی سنتوں کے لئے نمونہ اور مثال ہیں۔ ان سے پرگمانی ان سے گریز ان سے

صرف نظر ان کی تفسیر ان کی تکذیب درحقیقت رسول کے قول و حکم کی تکذیب ہے اور رسول کے قول و حکم کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے آنکھوں پر ہی کے ارشادات مبارکہ اور عمل مقدس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جن معاملات میں تم اللہ اور اس کے رسول کا صاف فیصلہ نہ پاؤ یا جس مسئلہ کو اپنے موجودہ حالات سے مطابقت دینے میں تمہیں شہرتی پیش آئے اس کے لئے تم پہلے صحابہ کے اقوال و افعال پر نظر فرماؤ اور اس کے بعد بھی اگر مسئلہ صاف نہ ہو تو ان اہل علم و درایت کو دین کا تقویٰ جن کی نیکی جن کی دین واری ضرورت و مستم ہو۔ جو خدا کا خوف اور دین کا علم رکھتے ہوں۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جسے اختیار کر کے مسلمان زندگی کے ہر گوشہ کو اور ہر چھوٹے بڑے معاملہ کو دین کے رنگ میں رنگ سکتے ہیں اور اللہ کی مکمل اطاعت کے ذریعہ کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ گویا قرآن پر ایمان لانے کا لازمی اور قطعی طور پر لازمی نتیجہ آنکھوں کی اطاعت اور بعدہ صحابہ اور ائمہ و علماء کی عظمت و برتری کو تسلیم کرنا ہے۔ یہ گواہیاں ہیں اس ذخیرہ کی جسے مسلمان اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے اپنے پاسے حیات میں ڈالتا ہے۔ تاریخ کے تیرہ چودہ سو سالہ دور میں سے اگر ہم درمیانی روابط کو ہٹا کر صرف قرآن یا صرف حدیث کو تمام چھوٹے بڑے معاملات میں پرہیزگار حکم مان لیں تو ایک طرف ہمارے سیکڑوں جزئی مسائل دین کی طرح سے محروم ہو جائیں گے۔ دوسری طرف ہم ایک عظیم تاریخی ذخیرے کو برباد کر دینے کے مجرم بنیں گے۔ تیسرے ہم اجتہاد و فقہ کی راہ میں نفسانیت اور خود رانی کے فتنوں کو مکمل آزادی دیدیں گے ہمارے مثال اس شخص کی سی ہوگی جو زمین کو ہٹا کر چھت پر پہنچتا چاہتا ہے۔ اور جو درمیانی تاروں کے بغیر زمین سے برقی قوت حاصل کرنا چاہتا ہے اور دنیا کے کسی بھی علم و فن کسی آرٹ کسی ہنر کے بابہ میں جب ہمارا یہ طریق کار نہیں تو ایک اسلام ہی کے لئے ہم اس طسہ دین کا رکنوں کیوں مناسب تصور کریں۔

فقط نبی سے پہنچنے کے لئے اس بات کو اور نہ باہر واضح طور پر یوں سمجھئے کہ ہم اصل اصول اور حرف آخر تو بلاشبہ قرآن ہی کو مانتے ہیں۔ اور سادگی و اطاعت خدا ہی کا واحد حق سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح ایک مشرک پر پہنچنے کے لئے "سدا سنسزل" پر چلنا ناگزیر ہے اسی طرح مسلمان کی مکمل میل اور اسلام پر مکمل ایمان کے لئے رسول اللہ کا

اور فرصت کئے کئے ہے۔ پانچویں خود راہی اور چوتھے نفس کو دخل کی روک تھام کے کیا ذرائع ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن کی آیات سے بھی اہل باطل اپنے مطالب کی کوڑی لاکر استہلال کی عمارت بناتے ہیں تو احادیث کے سبب میں وہ کونسی آیت ہے جو ہر سامی مجاہد اور شہید کو اپنی پیندہ اور جہاد کے مطالب اور احادیث کے انتخاب اور سن مانی تا بیانات سے لے لے گئی۔

یہ زیادتی اشارات میں ان کی روشنی میں ہر تھکدار اور اہل حدیث ہونے کے مذکورہ بالا سبب کے قیام اور فرسادہ آسانی کھ سکتا ہے۔ یہ کہنا بڑی حماقت ہے کہ ہم تو قرآن و حدیث کی تابع ہیں اماموں کی پیروی اور فقہاء کی تقلید کیوں کریں۔ افسوس اللہ کے بند دم کب کہتے ہیں تم قرآن و حدیث سے ایک سچ بھی ہٹو۔ پیروی تو اصل میں قرآن و حدیث ہی کی کوئی ہے اور جو مقلد اپنے امام یا کسی بھی عالم کو بجا سے واسطے کے اصل قبلہ و کعبہ سمجھے وہ تو کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ لیکن جس طرح ایک قافلہ سالار کے پیچھے چلنے والوں کی پیروی حقیقت میں قافلہ سالار ہی کی پیروی ہوتی ہے۔ اگر میر کاروان ایک میل آگے ہے اور اس کے پیچھے ہزاروں لوگ بل تپے ہیں تو ان ہزاروں کے پیچھے چلنا بھی بیکار و بے ہی کے پیچھے چلنا ہے۔ کوئی بھی اتنی یہ نہیں کہے گا کہ جو لوگ بیکاروں کے عین پیچھے ہیں وہی اس کے پیرو ہیں اور جو لوگ عین پیچھے ہیں بلکہ پیچھے والوں کے پیچھے ہیں وہ پیرو نہیں ہیں۔

تقلید پر اعتراض کرنے والے بالعموم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن و حدیث ہمارے سلسلے آگے تو آخر اور مجتہدین سے کیا سرکار۔ جب میر کاروان سلسلے ہے تو درمیان واسطیوں کی ہم عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے بند قرآن و حدیث تو عموماً اور کافر جاہل اور عالم سب کے سامنے ہیں ہی قرآن و حدیث میں جن کی آڑ میں ایک کافر اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ ایک منافق اپنے مطلب کی دلیلیں لاتا ہے۔ ایک جاہل کے لئے یہ صرف کاغذ کے سوا کچھ نہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس اتنا علم اور اتنی فلسفہ ہے کہ اس بے کنار سمندر سے موتی لے سکے تو تم کب کہتے ہیں کہ مت لاؤ۔ اگر تمہیں ایسا نڈاری سے یقین ہے کہ خواہش نفسانہ کے دخل کے بغیر تم کسی سلسلے میں قرآن و حدیث سے براہ راست استنباط و

واسطہ لازی ہے۔ اور رسول اللہ کے واسطے سے صحیح مقصد حاصل کرنے کے لئے ان درمیان کی آڑیوں اور وسیلوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جن کے بغیر صحیح نامک رسول اللہ کے اقوال و اعمال کی کوئی نسبت پہنچی ممکن نہ تھی۔ قرآن یا سنت نے جن معاملات میں اصرار فیصلے کر دیئے ہیں انہیں تو ہم براہ راست ہی ماننے پر مجبور ہیں۔ لیکن جن معاملات میں قرآن و سنت کے فیصلے واضح نہ ہوں ان کے لئے صحابہ کا قول و عمل اور مسلمان و حدیث کے ماہرین کا اجتہاد و استدلال اور فیصلہ و قیاس بلاشبہ ہمیں روشنی دکھانے اور صراطِ مستقیم پر چلانے کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ توفی و نجات کی تشریح و توضیح میں قابل و کار کا مشورہ اور ماہرین قانون کی رائے۔

اس تشریح کے بعد موجودہ اہل حدیث کے معاملہ پر غور کیجئے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ "اہل حدیث" آج کل کہتے کئے ہیں اور کہتے کئے ہیں جن کے اختلاف نے اس خاص نام کا گروہ پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف دلیل سے اندر کے مال کا صحیح پتہ نہیں چل سکتا "اہل قرآن" یا "اہل حدیث" ہونا صرف اصطلاحیں ہیں۔ جب تک ان اصطلاحوں کے صحیح مفہوم اور حدود و تعمیر کا پتہ نہ چل جائے کوئی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا۔ لفظی اعتبار سے "اہل حدیث" نہایت پست و پیدہ نام ہے۔ کون بدوین ہے جو حدیث جیسی مقدس چیز سے منسوب ہونے کو قابل اعتراض ٹھہرائے گا۔ لیکن اگر اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ علمِ حدیث کو مشرب و مدون کرنے والے تمام عالی قدر مدعین اور صحیح و غلط کی چیز کا بنیاد و معیار قائم کرنے والے تمام علم اور مسائل زندگی کے لئے احادیث کی شرح و منشا کے مطابق ذروی قوانین اقتد کرنے والے تمام فقہاء اور مجتہدین قابل نظر اندازی ہیں۔ اور ہر مسلمان کو تمام مسائل کے اخذ و استنباط میں براہ راست حدیث پر توجہ ہونا چاہئے۔ تو سوال بالکل دوسرا ہو جاتا ہے۔

غور فرمائیے۔ اول تو مسلمانوں میں کتنے ہیں جو عسری زبان کی واقفیت رکھتے ہیں۔ دوسرے کثیر کتب احادیث کا حصول عام کے لئے کہا تک قریب امکان ہے۔ تیسرے غلط و سچ ضعیف و قوی اصح و حسن کی تمیز کے لئے عوام کے پاس کیا ذرائع ہیں۔ معمولی سی عربی و فارسی اور سرسری مطالعہ سے تو یہ تمیز نہیں ہو سکتی۔ چوتھی چیزوں حدیثوں پر بیک وقت نظر رکھتے ہوئے مسائل کے استخراج کی اہلیت

اس پر کئی بار تجلی میں گفتگو ہو چکی ہے۔ چاہے قیاس میں اولیٰ
یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں۔ قابل اعتراض بیٹھ کر پڑھنے والے بھی
ہیں۔ ان نغلیوں کا ترک گناہ نہیں ہے۔

سوال: — (ایضاً)

قسم اور غیر عوم کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر شادی شدہ
لڑکی کسی وجہ سے اچانک بیماری یا کسی اور حادثہ سببے راختہ
گر پڑی ہو تو وہاں اُس کے باپ کو حق ہے کہ جا کر لڑکی کی نجات داری
کر سکے یا اس کے کپڑوں کو درست کر سکے؟ غرض کہ عوم اور غیر
عوم کی بنیاد پر باپ کا موقف تحریر فرمائیں؟

جواب: —

کسی حادثہ کے موقع پر باپ تو کیا اگر کوئی غیر محرم تطہیٰ اجنبی
شخص بھی نیک نیتی کے ساتھ امداد پر آمال ہو اور غیر امدادی طور پر ستر
کا کوئی حصہ نظر چاہے یا جسم چھو تا ضروری ہو تو ہمارے قیاس میں
کوئی گناہ نہیں۔ بے پردگی کو بھی ہم حادثہ کے موقع پر عصیت تصور
ہیں کرتے۔ البتہ فسادِ نیت کے ساتھ ایک نگاہ بھی داخل گناہ
ہوتی ہے۔

سوال: — از محمود حسن۔ کانپور۔

جماعت اسلامی (ہند) کے رہنماؤں کو یو۔ پی گوڈرنشٹ نے
بلا کوئی جرم عامہ کے ہونے گرفتار کر لیا ہے۔ آپ اس کی کیسا
توجیہات کہتے ہیں؟

ان گرفتاریوں کے سلسلے میں ہند کے مسلم اخبارات نے کسی
نہ کسی پہلو سے اپنے کالموں میں تذکرہ کیا۔ لیکن جمعیت طلباء کا آرگن
"الجمعیۃ" تقریباً بالکل خاموش رہا۔ اس کی کیا وجہ ہے مفصل
جواب تحریر فرمائیے۔

جواب: —

گوڈرنشٹ آخستہ گوڈرنشٹ ہے۔ پاکستانی گوڈرنشٹ اگر بغیر
جرم کے پھانسی اور جودہ سالہ قید کی سزا دے سکتی ہے تو بھارت
گوڈرنشٹ کیا بغیر جرم ظاہر کے گرفتار بھی نہیں کر سکتی؟ ہم جیسے
کس کھیت کے بھوسے ہیں جو سرکاری کارگزاروں کی توہین کر سکیں۔

اُن کا جو فرض ہے وہ اہل بیامت جانیں

اپنا پیغامِ محبت ہے جہاں تک پہنچے

اجتہاد کے رہی ہو۔ تم نے امرائے میں بھی دکاوش کی ہے تو بے شک
تم اجتہاد کرو۔ لیکن یہ کیا کہ محض معمولی سی واقفیت زبان اور ادب کو
مطالعہ کے بل پر تم آئن تمام ائمہ و مجتہدین کو طفلی کتب اور ناقابل
التفات ٹھیرا دیتے ہوں جنہوں نے اس بحر کی خواہی میں اپنی پوری
پوری زندگیاں صرف کر ڈالی ہیں۔ جنہوں نے اس منار کا سینہ
چسبہ کر روشنی کے سینار بنائے ہیں۔ جنہوں نے اس سونے کو
علم و دانش اور شفقت و کادوش کی بجلی میں تپا کر کھوٹ جو صاف
کیا ہے۔

میں اہل حدیث کے اسی بیان کردہ مفہوم پر اعتراض تھا
اعتراض ہے اعتراض رہے گا۔ اس سے ہٹ کر اگر کوئی اور مفہوم
چاہے برادران کرنا ہوتے ہیں تو جب تک اس کی وضاحت نہ ہو
ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں نہ ہم جماعتی حیثیت سے اس حدیث
کے دشمن ہیں۔ ہم تو اسلام کے ذریعہ اصولوں کے دوست اور
ان سے ٹکرانے والے اصول و فروع کے حریف ہیں۔ جو بھی جماعت
ان تصادم اصول و فروع کو اپنا سے گی، اسی پر ہمیں اعتراض ہوگا
جو اسلامی اصولوں کو لے گی اس کی ہم طرفداری کریں گے۔
و باللہ! المستعان۔ نہ بھوننا چاہئے کہ "دیوبندی مسلک"۔

دیوبندی علماء کی اندھی پیروی۔ "دیوبندیہ" ہلنے تڑو ایک
کوئی چیز نہیں۔ فردھی مساک کے غیر اہم اختلافات کی بنیاد پر اسلام
میں فرسے اور کتے بنا بنا کر اختراق و نزاع کا پھیلا تا تباہ کن فصل
ہے۔ اہل حدیث یا کسی بھی جماعت کے لوگ جب تک اسلام کے اہم
بنیادی نظریات سے خوف نہ ہوں ہرگز دشمنی یا منافرت کو لائق
نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے بھائی اور ہم تہسہ ہیں۔ سب کو مل جیل کر
ملک و ملت کی فلاح کے کاموں پر توجہ دینی چاہئے۔

سوال: — از محمد اسحاق۔ لال منیر ہاٹ۔ ضلع رنجپور (پاک)

وتر کے بعد جو دو رکعت نماز نفل کی ادا کی جاتی ہے۔ کیلئے
کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتے ہیں؟ عموماً لوگوں کو بیچ کر ہی پڑھتے دیکھتے
ہیں۔ اور کیا اس کے چھوڑ دینے سے انسان گنہگار بھی ہو سکتا ہے۔
یاد رکھنا نفل کی طرح پڑھنے سے ثواب اور نہ پڑھنے سے کوئی گناہ نہیں

کے۔ بر ہے؟

جواب: —

"انجینئر" کی خاموشی کے اسباب مرکزی دفتر جمعیتہ العلماء دہلی سے دریافت کیجئے۔ ہمیں کوئی علم نہیں۔

سوال: — (ایضاً)

ہند کے مسلمانوں کا مستقبل شاندار کس طرح ہو سکتا ہے؟
روشنی ڈالئے۔

جواب: —

بعض اہل نظر کا خیال ہے "ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل نامی کتاب صبح و شام تلاوت فرمائیے۔ بعض کہتے ہیں جمعیتہ العلماء کی مہربانی کیجئے۔ بعض گاندھی کیپ کو اس کا ذریعہ سمجھتے ہیں بعض "جین سنگھی" بن جانے میں مستقبل کی روشنی دیکھتے ہیں۔ ہم حکمت و سیاست سے نابلد ہیں۔ صرف آنا جانتے ہیں کہ مسلمان ہندوستان کا ہویا افغانستان کا عراق کا ہویا مصر کا۔ بحیثیت مسلمان اس کی دنیاوی اور دینی فلاح و ترقی کا مدار اسلامی احکام کی مکمل تعمیل پر ہے۔ دنیا کے عمومی حکمرانوں کی فراہم کرداری کیجئے تو وہ طرح طرح کے اغاثات سے نوازتے ہیں۔ اللہ جو سب سے بڑا حاکم اور ستم خیزی ہے اس کی فراہم کرداری کریں گے تو انعام و اکرام کے دروازے کھلنے لگیں ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اسلامی احکام سے مراد صرف نماز روزہ نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر گوشے اور ہر شعبے میں قدم بہ قدم مکمل اطاعت زندگی اس مکمل ایمان۔ مکمل انقیاد و فرما برداری ہے۔

سوال: — از محمد سلیم خاں۔ یعنی تال۔

سات سو چھیاسی (۷۸۶) جس کو اکثر لوگ کسی مضمون کو لکھنے سے قبل کارڈ لفافوں پر لکھ دیا کرتے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ سیدھا سادا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہیں لکھتے۔ مفصل مطلع فرمائیں۔

جواب: —

وقت پلانے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اگر پوری بسم اللہ لکھنی لازم کر دی جاتی تو نسبتاً بہت کم لوگ اس کی طوالت میں پڑتے۔ ۷۸۶ کے اختصار نے بسم اللہ کو رائج و شائع کرنے میں بہت مدد دی ہے۔

سوال: — (ایضاً)

کیا مسلمان عورتوں کو نرسوں بن کر سرکاری ہسپتالوں میں

لکھنے عام مرلیوں کی خدمت کرنا جائز ہے؟ از روئے شرع اس کا جواب تحریر فرمائیں۔

جواب: —

مرلیوں کی تیار داری اور ذہنی خدمات اسلام میں نہایت پسندیدہ ہیں۔ لیکن مغربی فکر و تہذیب پر لپٹاؤ و ناپسندیدہ چیز کو "مس" سرور۔ اور جنسی کشش کے پانوں میں ڈھلنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ نرس، نرس کم اور مٹھا طیس زیادہ ہوتی ہے۔ جوان تو جوان بوڑھے بھی ایک دفعہ کو ان کے ناز و انداز کے لباس اور لمس سے جذبات کی سرد جنگا ریلوں میں تازہ پیش محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اسلام ایسے کسی جذباتی کھیل کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔ پردگی کے عام مفاسد سے قطع نظر موجودہ نرسنگ کے آداب و اصول ہی اسلامی اخلاق پر کاری دار کرنے والے ہیں۔

سوال: — (ایضاً)

براہ کرم بذریعہ تجلی مطلع کریں کہ کیا وہ جسے جو لوگ خدا کی عبادت نہیں کرتے وہ خوش حال ہیں اور جو لوگ زیادہ تر خدا کی عبادت کرتے ہیں وہ پریشان حال ہیں؟

جواب: —

یہ ضابطہ تو آپ نے غلط بنایا۔ دیوندا آئیے تو ہم آپ کو دکھائیں کہ بہت سے عابدین و عطا رکھنے خوش حال ہیں اور غیر عابد عوام کتنے بد حال۔

خیر۔ تو جملہ معترضہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ دنیاوی راحت و آرام کا تعلق عبادت یا عدم عبادت سے نہیں۔ یہ تو قسمت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ فیسے اللہ سے محبت کرنے والوں اور انعام آخرت پر یقین رکھنے والوں کے لئے دنیاوی عیش و آرام کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتے۔

سوال: — از عبد ہارون۔ کوہنڈہ۔ اعظم گڑھ

۴۴۴ راج سلسلہ کو مدد سے بیت العلوم دسرا تیرہ اعظم گڑھ کی طرف سے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا تھا جس میں حضرت مولانا ابوالفتح صاحب شاہ چچا پوری ناظم جمعیتہ العلماء صوبہ یو۔ پی۔ حضرت مولانا ابوالفتح صاحب شاہ چچا پوری، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نجم دارالعلوم دیوبند اور حضرت

یہ بھی کہا گیا کہ مودودی صاحب حضرت غم کو بھی نہیں ملتے
لیکن کہاں دہلی و فریب و دلع سازی کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو پاتا
الغرض متنقہ طور پر یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ :-

- (۱) جماعت اسلامی نہیں بلکہ یہ مودودی جماعت ہے۔
- (۲) تمام گمراہ کن جماعتوں سے زیادہ جھلک ہے۔
- (۳) مودودی جماعت کے لوگوں میں ایمان نہیں۔
- (۴) اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہی جماعت ہے۔
- (۵) حضرت عمر فاروقؓ کی حکومت لانے کا یہ جماعت
دعویٰ کرتی ہے۔ حالانکہ یہ دہلی و فریب ہے۔ اسی خوش کن نعرہ
کی آڑ میں وہ گمراہی پھیلا رہی ہے۔

(۶) مودودی کتابوں کا ہرگز مطالعہ نہ کرو ان خوش نما
الفاظ میں نہ رہو۔ ان کتابوں پر لات مار دو۔ دفن کر دو۔
جلا دو۔

(۷) اگر سمجھانے پر باز نہ آئیں تو مودودیوں سے قطع تعلق
ہو جاؤ۔ اور ان کا زور ختم کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کرو
(۸) مدرسہ الاصلاح (سراٹیر اعظم گڑھ) جس کے چند
اساتذہ اور اکثر طلبہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کی
منظومیں کو پھینچ کیا گیا کہ اگر ایک ماہ کے اندر اندر مودودی جماعت
سے مدرسہ کو پاک نہ کر دیا گیا تو اس کے خلاف ہر طاقت استعمال
کی جائے گی۔ ایک پرائیویٹ گھنگو میں حکومت کی طاقت بھی
استعمال کرنے کی دھمکی دی گئی۔

یہ بھی کہا گیا کہ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ رسولؐ میں خود
کوئی اہلیت نہیں تھی۔ اگر عرب کے چند بڑے بڑے سرداروں
کا تعاون نہ حاصل ہوا ہوتا تو ہرگز وہ کام انجام نہ پاتا جو تاریخ کی
صفحات پر موجود ہے۔

ان تہتر برسوں کے بعد سے قلع کی عام مسلم آبادی عجیب
کشش میں مبتلا ہے۔ ہر اجلاس میں جماعت اسلامی کے لوگ بھی
موجود تھے۔ لیکن ان کی طرف سے خاموشی کے سوا کوئی چیز نہیں
پیش کی گئی۔ جماعت اسلامی کے لوگوں کا یہ طسہ زہر عمل عوام کو
مزید شبہ میں ڈال رہا ہے کہ اگر علماء کرام نے دستور کی غلط تفسیر
کی تھی تو کیوں نہیں بر عمل اعتراض پیش کر کے انھوں کو اپنی عقائد

مولانا حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بھی
گراں قدر ہستیوں نے شرکت فرمائی۔

مدرسہ کے سرپرست حضرت مولانا سید الغنی صاحب
مولانا تھانویؒ کے جید تعلقہ ہیں۔ پھر تو مدرسہ کا سالانہ
جنبہ ہر سال ہوا ہی کرتا تھا۔ لیکن اس سال یہ جلسہ برقرار نہ رہا۔
کے سلسلہ میں خاص اہتمام سے منعقد کیا گیا تھا۔ چنانچہ تمام
تقریریں جماعت اسلامی کو گمراہ ثابت کرنے اور اسکی بیخ کنی کی
لئے کی گئیں۔ تقریروں میں ایک عبارت خاص طور پر زیر بحث
رہی۔ وہ عبارت درج ذیل ہے :-

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بناوے۔ کسی کو
تقید سے بالاتر نہ سمجھو۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک
کو خدا کے بناوے ہوئے اس معیار کا مل پر جانچو اور پرکھو۔
اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ
میں رکھو۔"

یہ عبارت دستور جماعت اسلامی میں نیساوی عقیدہ
کے دوسرے جز یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح
کہتے ہوئے دفعہ کے تحت موجود ہے۔

اسی عبارت کی روشنی میں ثابت کیا گیا کہ مودودی صاحب
حضرت محمدؐ کے علاوہ تمام دوسرے انبیاء اور صحابہ کرام کو نہ تو
معیار حق مانتے ہیں۔ نہ ان نفوس قدسیہ کو تقید سے بالاتر سمجھتے
ہیں اور نہ ان کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا صحیح سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد قرآن و حدیث کی روشنی میں صحابہ کرام کی
فضیلتیں بیان کی گئیں اور مختلف طریقے سے ثابت کیا گیا کہ صحابہ
کرام معصوم تو نہ تھے۔ لیکن محفوظ تھے۔ اور وہ تقید سے بالاتر
ہیں۔ اور معیار حق ہیں۔ اور ان کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا ضروری
ہے۔ صحابہ کرام کو معیار حق نہ ماننا اللہ اور رسول کے خلاف
کھلی بغاوت ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے معیار حق اور معصوم
ہونے پر سنہ قرآن و حدیث سے دلائل پیش کئے گئے اور کہا گیا کہ
دستور جماعت اسلامی کی مذکورہ عبارت صاف بتاتی ہے کہ وہ
پیغمبروں کو بھی معیار حق نہیں مانتے اور نہ تقید سے بالاتر سمجھتے
ہیں۔ اور یہ اللہ کے احکامات کی کھلی جھوٹی خلاف ورزی ہے۔

کی صحت کا اعلان کیا۔

کیا واقعی دستور جماعت اسلامی کی مذکورہ بالا عبارت سے
مگر یہ کہ ہے۔ اور کیا واقعی ان لوگوں کا نشانہ مگر اچھی پھیلا تا ہے ؟
تو فریق ہے کہ جناب والادلائل کی روشنی میں ہماری رہنمائی
نہیں کریں گے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ رسالہ توحیدی
حق بات کے سلسلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اسی حق پرستی
سے امید لگا کر ہم آپ کے پاس تخریر کر رہے ہیں۔
تقریروں کا خلاصہ لفظ بلفظ نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بلغار سے جو جماعت اسلامی کو فنا کر دینے کی جدوجہد میں سربراہا شخص
غضب نبی ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین داروں کی مختلف
جماعتوں اور علماء کے مختلف فرقوں کو اب کوئی دوسرا کام نہیں
رہا جو کرنے کے قابل ہو۔ بس جماعت اسلامی کو فنا کر دینا ہی وہ
راہ نجات ہے۔

دوسری طرف تماشایہ ہے کہ جماعت اسلامی کے ہتھیے اور
بے وسیلہ حضرات باوجود بے سروسامانی اور بے انگلی کے میدان میں
ٹٹے ہی ہوتے ہیں ہتھیے ہی نہیں مانتے ہی نہیں۔ سہ
کشاکش خس ودریا ہے دیدنی کو تکر

جواب:

نارہ تہنگ نظر نے مجھے کا فر جانا
اور کا فر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں
عجیب تماشایہ ہے کہ پاکستان
کی مسلمان حکومت تو جماعت
اسلامی دالوں کو اس جرم
میں گرفتار کرتی ہے کہ
یہ ملّاؤں کی جماعت ہو
جو پاکستان کو جہد و تہذیب
و تمدن کی نظر فریب بلنگا ہونا
سے عروم کر کے صبر پارسی
پرانے نظام زندگی کی وادی
میں لیجانا چاہتی ہے۔ ہندوستان
کی سیکولر حکومت اس نے ان کے عمارت کو

حکیم الامت مولانا اشرف علی کی شہرہ آفاق تصنیف

تفسیر بیان القرآن مکمل

آج بھی مکتبہ تجلی سے مل سکتی ہے۔ بارہ حصوں میں مکمل۔ کاغذ
لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ ہدیہ غیر مجلد ساٹھ روپے۔ مجلد اعلیٰ ستر روپے
(۳۱ مئی تک خصوصی رعایت کے طور پر حصول ڈاک معاف)
آرڈر دیتے ہوئے کم سے کم میں روپے پینسی بھیجے جو دی پی پی میں کم
کر دیے جائیں گے۔ (نیچر)

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (روپی)

انگھ رہے ہیں زمانے سے چند دہولنے
بہر حال جلد ایک دن آئے ہے
حب خالق کو نبی کی عدالت میں
بہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا
دینا ہوگا اور باطن میں
چھپے ہوئے جذبوں اور
نینوں کو ٹھونکا جائے گا۔
اسی دن یہ فیصلہ ہوگا کہ
کون کتنے پائی ہیں۔
دستور کی جس عبارت
کو آپ نے نقل فرمایا ہے اس پر
ہمارے علیٰ محترم جو کچھ بھی کہیں
اضیں اختیار ہے۔ لیکن جن مسلمانوں نے

اسلام کو صرف اللہ کے لئے قبول کیا ہے اور جو دیکھنے
والی آنکھیں سمجھنے والا دماغ اور احساس کرنے والا ضمیر رکھتے ہیں وہ
خالی الذہن ہو کر ایمان و دیانت کے ساتھ بغیر ہوسے کہ یہ الفاظ
کس کے ہیں اس عبارت پر غور فرمائیں اور قرآن و سنت کی روشنی
میں دیکھیں کہ کیا یہ عبارت واقعہ قرآن کی کسی آیت یا سنت کے
کسی امر یا اقتضائے سے منکر رہی ہے؟ کیا واقعی سرور کو نبی ہونے
محترم حضرت نبی الخاتم فداؤ اتی دانی کے علاوہ بھی کوئی ہستی اس
لائق ہے جسے مہیار حق بنایا جائے؟ حضور کے صحابہ یا امت کی
علماء و صلحا کی تقلید و تعمیل اگر کی جاتی ہے تو کیا اصل مقصود اللہ اور

حراست میں یعنی ہے کہ اس کی تنگہ میں یہ فرقہ پروری
کے جرم میں جو اسلام کا سبق پڑھا کر عمارت کے معصوم باشندوں کو شہد
کرنے کی فکر میں ہے۔

”اہل قرآن“ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی والی رجعت پسند
ملّا ہیں۔ جو اسلام کو انتہائی محدود و ذلیل نظر سے دیکھتے ہیں اور حدیث
کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی والے ائمہ و فقہاء کو اس سے زیادہ
بلند مقام دیتے ہیں جتنا کہ دینا چاہئے۔ قادیانی فرقے ہیں کہ اگر میں
چلے تو اس جماعت کو کچا چبا جاؤ۔

عسریں چاروں طرف سے مخالفت و معاندت کی ایک

رسول کی تعمیل و اطاعت کے سوا کچھ ہوتا ہے؟ کیا کسی صحابی یا امام کی بات اگر مانی جاتی ہے تو اس کے سوا بھی کوئی منشور ہوتا ہے کہ یہ صحابی اور یہ امام اللہ اور اس کے رسول کی ہی بات ہم تک پہنچا رہا ہے؟ کیا کسی بات کے خلاف قرآن و سنت ہونے کی دلیل یا کر بھی مسلمان کو اسے صرف اس لئے حق سمجھ لینا چاہئے کہ اس کو حق کہنے والا کوئی بڑا عالم یا بزرگ ہے؟

"تنقید" کا جہانگ تعلق ہے آپ غور فرمائیے کہ اسلام نے ہمیں کیا عقیدہ دیا ہے۔ "تنقید" کسی شے کے حسن و قبح کو ظاہر کرنے کا نام ہے۔ جس شے کو ہم تنقید سے بالاتر کہیں گے وہ وہی شئی ہوگی جس میں یہ دونوں پہلو موجود نہ ہوں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ معصوم تھے۔ ان سے برائی کا صدور ممکن نہ تھا اس لئے انہیں تنقید سے بالاتر کہنا عقیدت اور سنت ہے۔ لیکن انبیاء کے علاوہ جو کہ کوئی ہستی ایسی نہیں جس سے برائی اور خطا کے صدور کا امکان نہ ہو اس لئے اسے تنقید سے بالاتر نہیں کہا جاسکتا۔ اگر کہیں تو لازمی عقیدہ یہ ہوگا کہ انبیاء کی طرح اس کی بھی عصمت کا قائل ہونا پڑے گا ورنہ انحالیکہ انبیاء کے سوا کسی کو معصوم جانا مستفہ طور پر داخل گمراہی ہے۔

"معصومیت" سے مراد "محموظ" کی اصطلاح نکالنا مسلمی کارنامہ ہو تو ہو، لیکن جس طرح عصمت انبیاء کا عقیدہ مسلمانوں نے ہمیں دیا ہے اس طرح "محموظیت" کا کوئی عقیدہ نہیں دیا۔ تاہم سچ و آمانہ شہادتیں کہ صحابہ کرام اور ائمہ و اقیامہ پر گزشتہ ائمہ و ائمتہ فی صدی محفوظ عن الغلط نہیں تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کی عظمت و تقدس کا پلڑا اتنا ٹھیک ہوا ہے کہ چند معمولی خطاوں اور ذرہ گنداشتوں کو نہ ہونے کے برابر سمجھا جاسکتا ہے۔ نیز ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی لغزشوں کو ڈھونڈنے اور نشانیاں کرنے کی فکر میں نہ لگیں۔ بلکہ ان کی بے مثال نیکیوں اور خوبیوں کو سامنے رکھیں اور جس طرح شفاف سمندر میں چند تونہ رنگ پانی کی بے داغ سپیدی کو تباہ نہیں کرتا۔ بلکہ خود ہی اس میں مل چوکر کالعدم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صحابہ یا ائمہ و اقیامہ سے اگر بظاہر بشریت کہیں باہر چوک ہوئی ہے تو اسے ان کے دامن عظمت و تقدس کا داغ نہیں کہا جاسکتا۔ ان جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دو صحابیوں میں کسی

مسئلہ پر اختلاف راستے ہے۔ عبد اللہ ابن مسعود کچھ کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ کچھ فرماتی ہیں۔ ابن عمرؓ کی کچھ رائے ہے۔ ابو جہرؓ کچھ اور فرماتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اپنی قوت فکر و تنقید کو کام میں لاکر ایک ہی کی بات ماننی ہوگی۔ سب ایک ہی مسئلہ پر وقتاً دراز میں ہوں تو اگرچہ صحابہ کرام کی نیک نیتی اور دیانت و امانت یقینی طور پر مسلم ہونے کی وجہ سے کسی بھی راستے کو داخل نگناہ و خطا نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ لیکن جہانگ حقیقت اور امر واقعہ کا تعلق ہے دو متضاد باتوں میں ایک ہی درست ہو سکتی ہے۔ دوسری لاتر مانا درست ہوگی۔ ایک کو اختیار کرنے سے دوسری کا ترک لازم آئے گا۔ اسے دوسرے غلطوں میں یوں کہیں گے کہ ہم نے فلاں صحابی کی رائے کو ترجیح دی اور فلاں کی رائے سے غور نہ کیا۔ اسی کا نام ہے حق اختیار و تنقید۔ یہی وہ راستہ ہے جسے ائمہ و فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ جو لوگ تنقید سے بالاتر نہ ہونے کا مطلب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کا منشور صحابہ کرام کی انفرادی رائے ہی ہے اور ان کی عظمت و تقدس کا مذاق اڑانا ہے وہ یقیناً زبان و ادب اور الفاظ و معانی سے انصاف نہیں کرتے۔ اور ایک ایسا عقیدہ زبردستی جماعت کی طرف منسوب کرنے میں جس پر جماعت کا کوئی بھی فرد قائم نہیں ہے۔

"ذہنی غلامی" کے خلاف جو تنبیہ دستور میں کی گئی ہے اسے اس کھینچ تان کر کوئی چاہے کیسے ہی برے معنی پہنادے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مناسب حد و تنگ آزادی فکر و نظر آج کی دنیا کے مسلمانوں میں سے ہے۔ اور اسلام اس میں سب سے آگے ہے۔ ذہنی غلامی ہی وہ چیز ہے جس نے ایک قرآن کے ماننے والوں اور ایک عمل کے پیروں میں فرقے، کتبے، دھڑے اور کتبے پیدا کیے۔ ایک حنفی کا ذہن اگر امام ابوحنیفہؒ کا فہم نہ ہو تو امام صاحب کے ہر قول کو وہ وحی آہی کار و جہ نہیں دے سکتا۔ حال یہ ہے کہ ہم اماموں اور مجتہدوں کا سہارا تو لیتے ہیں۔ اس لئے کہ شریعت کی صحیح راہ معلوم ہو اور قرآن و سنت کی تعمیل ہو سکے۔ لیکن ہم میں سے اکثر فریغ و شور و طوطیوں پر اہل مقصد کو بھول کر امام کے ہی غلام اور تابع ہو رہتے ہیں۔ اس غلامی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں کسی دوسرے امام کے پیروں کوئی بات جہاں سے خلاف آہی ہمیں عقیدہ آیا۔

جنگ تھی۔ منافرت پھیلی۔ ذہنی غلامی دلوں پر مہربان لگاتی۔ اور آنکھوں پر ٹیٹیاں بانہتی ہے۔ خدا کے سوا کسی کے حکم پر آنکھیں بند کر کے عمل پیرا ہونا فرج اسلام کے خلاف ہے۔ اور آنکھوں کی اطاعت اور اہل علم سے تحقیق کرنا بھی خدا ہی کے حکم کی پیروی کی خاطر ہے۔

میں یہاں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام نے تعلیم ابن تیمیہؒ ابن جوزیؒ مولانا محمد قاسمؒ مولانا اشرف علیؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تحریروں سے دسیوں مثالیں اپنی پیش کر سکتا ہوں جن میں عین ہی عقیدہ الفاظ اہل کریشیاں کیا گیا ہے جن میں اللہ اور رسول کے سوا کسی کی بھی غیر مشروط اطاعت کو گمراہی بتایا گیا ہے جن میں حق کا معیار امتہ قرآن و سنت کے سوا کسی کو نہیں مانا گیا جن میں انبیاء کے سوا ہر انسان کی "عصمت" کا کھلا انکار ہے۔ جن میں ذہنی غلامی کو خطا اور عقول و شعور کے ساتھ اسلام کے صراطِ مستقیم پر چلنے کو عین ہدایت ٹھہرایا گیا ہے۔ جن میں ہر شے کو اس کی مناسب حدود میں رکھنے کا سبق دیا گیا ہے۔ لیکن ان مثالوں سے بات بہت طویل ہو جائے گی۔ میں مثالوں کی بجائے مسلمانوں کے با شعور طبقے سے پوچھتا ہوں کہ اس سے زیادہ صحیح و درست بات اور کیا ہوگی کہ ہر شے کو اس کے صحیح مقام اور درجہ میں رکھنا چاہئے۔ یہی بات ہے جو ہمارے دیوبندی اسلاف نے آنحضرتؐ کو عالم الغیب کہنے والوں کے مقابلہ میں بھی کئی بار الفاظ بدل کر دہرائی ہے۔ یہی اصول ہے جو عقل و علم کی کسوٹی پر سونپی صدی کھرا اترتا ہے۔ اس اصول سے بیٹھے والوں کا حال قرآن نے بار بار بیان کیا ہے۔ عام انسانوں کا تو ذکر کیا۔ اگر انبیاء کو بھی ان کے مقام بشریت سے ہٹا کر عیسائیوں کی طرح اللہ کا بیٹا بنا لیا جائے تو اسلام اسے کفر ٹھہراتا ہے۔ انیسویں صدی کے آج ہمارے اکثر و بیشتر مسلمان انبیاء تو انیسویں صدی کے بزرگوں اور اولیاء اللہ کو مقام بشریت بلند اور محفوظ... عن الخطا ٹھہرائے بیٹھے ہیں۔ یہ ذہنی غلامی نہیں تو کیا ہے۔ یہ گمراہی نہیں تو گمراہی کسہ کہتے ہیں۔

آنحضرتؐ کے سوا دوسرے انبیاء کو معیار حق مانتے نہ مانتے کی بات عجیب کبھی گئی۔ کیا مخالفت کا اس سے بھی برا پہلو کوئی ہوگا کہ جس بات کو ہم خود فیصلہ کن طور پر لیتے آئے ہیں اسی کو دوسرا

کے تو باعزت اعتراض ٹھہرا دیں۔ قرآن نے حکم دیا کہ تمام انبیاء حق پر تھے اور ہم نے بلاچون و چرا مان لیا۔ لیکن اسی کے ساتھ قرآن نے یہ بھی کہا کہ اللہ کا حکم خود کا فیصلہ محمد کی شریعت محمد کا دین حریف خود ہے اس حکم کے بعد کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ ہم محمد کے سوا کسی دوسرے نبی کو معیار حق مانیں۔ کسی دوسرے نبی کی تعلیمات اور اسوۂ مقدس کو ہم اس کے اپنے زمانے کے اعتبار سے بے شک سونپی صدی دست دینی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن آج ہم نے سو کو لٹا دیا جسے جس کی بیسیں تعلیمات اور تمام اسوۂ فیصلہ کن طور پر کتابوں میں محفوظ ہو۔ کون سا آسمانی صحیفہ سوائے قرآن کے ایسا موجود ہے جو تحریف سے بچ رہا ہو۔ کو لٹا دیا ایسا ہے جس کی امت نے حدیث و سنت کو زندہ و قائم رکھنے کا اہتمام امت محمدی کی طرح کیا ہے۔ ہاں قرآن یا حدیث سے کبھی گزشتہ نبی کا کوئی فعل و عمل معلوم ہو جائے اور قرآن و سنت نے اسے منسوخ نہ کیا ہو تو بے شک وہ ہر طرح قابل تسلیم اور واجب التحکم مولانا مودودی یا جماعت اسلامی کے خلاف تبلیغ کی ہم جاری کرنے والوں کے پاس ہے۔ تو ہمیں کہتے کہ خدا خواستہ ان کی سنتوں میں فتور ہے۔ یا وہ قرآن و سنت کے اسرار و نکات سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ مخالفت کا جو طریقہ اور انداز احمد نے اختیار فرمایا ہے اس پر نظر ثانی ہونی چاہئے فی الحقیقت اگر کوئی عقیدہ یا عمل قابل گرفت ہو بھی تو اس کو دلیل و منطق سے واضح کرنے کے عوض جذباتی مخالفت اور غیر معتدل نکتہ چینی اصلاح و تمہیری بجائے ضاد و تخریب کا ذریعہ ہونی چاہئے اور ہمیں اعتراض کیا جا رہا ہے اس کی عزت و مقبولیت بڑھتی ہے اور اعتراض کرنے والوں کا وقار گھٹتا ہے۔

مزید بحث و تجسس سے بچنے ہونے جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے لٹریچر سے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ یہ اقتباسات واضح طور پر جو عقائد سامنے لاتے ہیں وہ اگر قرآن و سنت کی مطابق نہ ہوں تب آپ یقیناً انھیں مردود ٹھہرائے۔ لیکن اگر قرآن و سنت ہی کی تائید ہوتی ہو اور ان کی روشنی میں یہ حقیقت عیان ہو جائے کہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی نہ تو صحابہ اور ان کے اقتبا کو حق ٹھہراتے ہیں نہ کوئی نیادین قائم کرے ہیں تو انھیں گمراہ و مردود یقین کرنے سے پہلے مزید تحقیق و تلاش کیجئے۔

مولانا مودودی کے بارے میں ہزار شاگرد وہ آنکھوں سے رو بہ
گوئیں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ "ان میں خود کو کوئی
اہلیت نہیں تھی اگر..."

بڑا ہی بشارت انگیز اور عجیب و غریب ہے۔ خدا گواہ ہے اگر ہم
مودودی کی تحریر میں آنکھوں سے متعلق ایسا تحریف آمیز ایک جملہ۔
ایک لفظ ایک حرف نہ جنتے تو ہم بلا ادنیٰ تاویل ان کی تمام تحریریں
کو درجہ شیطانی قرار دے کر منہوں و مردود ٹھہرا دیں۔ لیکن ہمارے
"ناقص نظریں" آج تک ایسی کسی عبارت تک نہیں لکھی ہیں۔ اور شاہد
فرشتے والوں سے اس کتاب یا مضمون کا نام پوچھتے ہیں میں...
رک ایک الفاظ درج ہیں۔ اگر واقعہ وہ مل گئے تو آپ دیکھیں گے ہم
سے زیادہ ان کا مخالف اور کوئی نہ ہوگا۔ اور تجلی کے صفحات میں مودودی
کی گمراہی بے دینی کا ڈھنڈورا پیٹا جائے گا۔ ہمیں تو آنکھ مودودی
کی تحسیر یوں ہر آنکھوں صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ لاسے اس کا
نیت لبا ب رہے کہ اللہ کا یہ سب سے عظیم و مہموم بندہ غیر شرعاً اظہار
کاستحقاق اور بے چون چہر اس کے ہر حکم پر تسلیم کر دینا جزو ایمان
اور اس کے اسوۂ حسنہ کی پیروی باعث نجات و حیات اور اس کی
مقتد میں داخلہ پر اسلام و ایمان کا مدار ہے۔ بڑا احسان ہوگا اس شخص
کا جو ہمیں اس جن ظن سے نکال کر مودودی کی گمراہ کن اور باطل تحریروں
سے واقف کرے۔ فی الحال تو ہمارے سامنے جو کچھ ہے اس میں سے
چند نمونے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ غیر جانبداری اور دیانت
کے ساتھ کسی نتیجہ پہنچنے اور یہ ہرگز نہ بھولنے کہ اصل مقصود مولانا
مودودی یا ان کے معترضین کی حیرت یا ہار نہیں بلکہ آخرت کی فلاح
اور ایمان کی سلامتی ہے۔ جس بات کو آپ کے دل و دماغ حق مانیں اسی
کو قبول کیجئے۔ خواہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کی طرف سے پیش کی گئی ہو۔
بنیادی عقیدہ
ایمانت اسلامی کا بنیادی عقیدہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ہے۔ یعنی صرف اللہ ہی ایک
الہ ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
رسول ہیں۔ (دستور)

جب ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو تمام باطل موجودوں کو چھوڑ کر صرف
اللہ خدا کی بن گئی کا اقرار کرتے ہیں اور جب "محمد رسول اللہ" کہتے
ہیں تو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے رسول ہیں۔ رسالت کی تصدیق کے ساتھ خود بخود یہ بات ہم
پر لازم ہوجاتی ہے کہ خدا کی ذات صفات اور افعال اور کتب آسمانی
اور انبیاء اور آخرت کے متعلق جو کچھ اور جاننا چاہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تعلیم فرمایا ہے اس پر ایمان لائیں اور خدا کی عبادت فرمائیں
برادری کا جو طریقہ آپ نے بتایا ہے اس کی پیروی کریں (دینیات احکا)

(مؤلفہ مولانا مودودی)
خدا کے رسولوں پر ایمان
خدا کے رسول دنیا کی تمام قوموں کے
اسلام کی تعلیم دی تھی جس کی تعلیم لینے کے لئے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس لحاظ سے خدا کے تمام رسول ایک ہی
گروہ کے لوگ تھے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی جھوٹا
قرار دے تو گویا اس نے سبک جھٹلایا۔ اور کسی ایک کی بھی تصدیق کرے
تو آپ سے آپ اس کے ساتھ لازم ہوجاتا ہے کہ سب کی تصدیق کرے
غرض کیجئے دس آدمی ایک ہی بات کہتے ہیں جیسا آپ نے ایک کو بھی تسلیم
کیا تو خود بخود آپ سے باقی تو کو بھی سچا تسلیم کر لیا۔ اگر آپ ایک کو جھوٹا
کہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے خود اس بات ہی کو جھوٹ قرار
دیا ہے جسے وہ بیان کر رہے ہیں اور اس سے دوسروں کی تکذیب لازم
آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری
ہے۔ جو شخص کسی رسول پر ایمان نہ لائے گا وہ کافر ہوگا۔ خواہ وہ باقی
تمام رسولوں کو ماننا ہو۔ (دینیات۔ مؤلفہ مولانا مودودی)

تمام انبیاء کی اتباع ضروری ہے
ہمیں اس لئے کہ انبیاء
علیہم السلام واجب الاتباع
ہیں۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی چاہیے ہے کہ اسی طریق پر
علیہم جو تمام انبیاء کا طریق تھا۔ جب قرآن کے ذریعے سے ہم معلوم
ہو جاتے کہ اس معاملہ میں کسی نبی نے کوئی خاص طریق عمل اختیار کیا تھا
اور قرآن نے اس طریق کا نہ کوئی نسخہ بھی نہ قرار دیا ہو تو وہ ویسا ہی
دینی طریق کا رہے جیسا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنوں ہو۔
(رسائل و مسائل ص ۱۱۱)

دین کے اصل ماخذ
ماخذ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلافت راشدہ کا تعالٰیٰ حجت ہی
انہما ماخذ خلافت راشدہ

اگر کوئی انبیاء اور رسول کی شخصیتوں کو اور ان کے تاریخی کامیابیوں کو محض ایک تاریخی حقیقت کے اعتبار سے جانتا اور جانتا ہو تو یہ ہرگز اس کے مومن اور برسرِ ہدایت پہنچنے کے لئے کافی نہ ہوگا۔ راہِ راست پر صرف وہ ہے جو انھیں خود اپنا رہنما تسلیم کرے اعتقاد و عمل کے ہر گوشے میں ان کی پیروی قبول کرے ان کی ہدایات کو بے خطا مانے جو کچھ ان سے ثابت ہو اس کے آگے سر جھکا دینے میں چون و چرا نہ کرے۔ اور صرف "مذہب" ہی کے معاملہ میں نہیں۔ بلکہ تہذیب و تمدن، معاشرت اور معیشت، سیاست و حضارت، قانون و عدالت اور نظریات و افکار سامنے معاملات میں بھی انکو حتمیہ ہدایت تسلیم کرے اور اس طرح اپنی پوری زندگی اپنی پوری صلاحیتیں انہی کی رہنمائی میں بہرہ ور کرے بے چون و چرا انکی پیروی میں لگ جائے۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۸ - عدد ۵)

ہم اپنی جماعت کو اسلامی جماعت کیوں کہتے ہیں
ہم اپنی اس جماعت کو "اسلامی جماعت" اور اس جماعت کو "اسلامی تحریک" کہتے ہیں کیوں کہ اس کا عقیدہ نصب العین نظام جماعت اور طریق کار بلا کسی کمی و بیشی کے وہی ہے جو اسلام کا چشمہ رہا ہے تو اس کے سنی اسلامی جماعت کے سوا کوئی دوسرا نام نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ عین اسلام کے نصب العین کی طرف اسلامی طریق ہی پر حرکت کرتی ہے تو اس کی تحریک اسلامی تحریک کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(ردود اخصلاہ اول، ۶۰، ۶۱)

داعی حق اکابر امت کی پاکیزہ زندگیوں کو سامنے رکھئے
اسلام نے ہمارے سنا انسانیت کا آئینہ بندھ دیا رکھا ہے جسکی ابتداءئی منزلیں بھی غیر اسلامی مذاہب و ادیان کے معیار کمال سے اونچی ہیں اور یہ کوئی خالی معیار نہیں ہے۔ بلکہ عمل کی دنیا میں انبیاء و کرام اور اکابر صحابہ اور صلحائے امت کی پاکیزہ زندگیوں اس کی جہد یوں کی نشان دہی کرتی ہیں اس معیار کو آپ ہمیشہ نگاہ میں رکھیں یہ آپ کو کمالیت کی نقطہ نظر سے بچائے گا۔ اپنی اپنی کا احساس دلائے گا۔ اور ترقی کی کوششوں کو ہر وقت اتنی بلندی پر آپ کے سامنے پیش کرتا رہے گا کہ عمر بھر کی جدوجہد کے بعد بھی آپ بھی فحوس کو سیکھ کر بھی بہت سی

کا تعال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی اسٹیٹ کو خلفائے راشدین نے جس طرح برپا کیا اس کے نظائر اور اس کی روایات سے حدیث، تاریخ اور سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور یہ سب چیزیں ہمارے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسلام میں یہ اصول شروع سے آج تک تسلیم رہا ہے کہ دینی احکام و ہدایات کی جو تعبیریں صحابہ کرام نے بالاتفاق کی ہیں (جیسے اصطلاح میں اجماع کہا جاتا ہے) اور دستور اور قانونی مسائل کے جو فیصلے خلفائے راشدین نے صحابہ کے مشورے سے کر دیے ہیں وہ ہمارے لئے حجت ہیں، ان کو جو کانون تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ انھارے کسی معاملہ میں متفق ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک مستند تعبیر قانون اور دستور بنی عمل ہے۔ جہاں ان کے درمیان اختلافات ہوئے ہیں وہ اپنی امت معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں دو یا دو سے زیادہ تعبیر دینی گواہیوں سے ہے۔ اور ایسے معاملات میں دلیل سے ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ مگر جہاں ان کے درمیان کامل اتفاق ہو گیا ہے وہاں ان کا فیصلہ لازماً ایک ہی تعبیر اور ایک ہی طریق عمل کو صحیح اور مستند ثابت کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست شاگرد اور ترمیمت یافتہ تھے اور ان سب کا متفق ہو کر دین کے معاملہ میں غلطی کرنا ان کے بچنے میں زیادہ صوابیہ ہٹ جانا قابل تسلیم نہیں۔ (ترجمان القرآن جلد ۲۸، سولنا نمونہ ۱۵)

تمام رسولوں پر ایمان لانا صحیح مطلب
ایمان بالرسول کا مطلب یہ ہے کہ جو

اسلامی کے ان رہنماؤں کو مان لیا جائے جو ہر دور میں اللہ کی طرف سے اضافی دنیا کی ہدایت، قیادت اور رہنمائی کرنے کے لئے، سوچ ہو کر آتے رہے ہیں۔ جب کبھی انسان اپنی غلطیوں اور خود فریبیوں سے باز آکر اللہ کی رضا اور خود اپنی فطرتِ پاک سے مطابقت اپنی زندگی کی تشکیل کرتا جائے گا تو اس کے لئے، اگر یہ ہو گا کہ انھیں حضرات کی پیروی قبول کرے اور اقتدار کے لئے انھیں کی ہدایات اور عملی نمونے تلاش کرے۔ پھر چونکہ تمام انبیاء و کرام کے بعد آفرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ اور آپ پوری انسانیت کی طرف سے پیچھے گئے ہیں۔ اس لئے اسلامی زندگی کے تمام پہلوؤں اور دعوت اسلامی کے تمام مراحل کے لئے صحیح لاخلاق عملی نمونے مل سکتے ہیں۔ لیکن

جال میں سنا نا چاہئے۔

علماء کو مطعون کرنا

ہمارا شیوہ نہیں خواہ آپ کو کتنا ہی بیخ پیچھے آپ سے

سرخ و سفوس تک محدود رکھیں۔ اور نفرت تک ہرگز نہ پہنچیں

زیادہ لفظی نہ کریں جو اس سے پہلے لوگ کرتے رہے ہیں کہ انھوں نے

بعض علماء کی زیادتیوں پر یہ گرا کر تمام علماء کو مطعون کرنا شروع کر دیا

اور پھر اس حد پر بھی نہ گئے اور خود علم دین ہی کو ہدف طعن بنا ڈالا۔

آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ علماء کی اکثریت خدا کے فضل سے حق پسند

اور حق پرست ہے اور ان میں سے بہترین رفیق آپ کو ملے ہیں اور

لتے جاتے ہیں۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۸- عدد ۲۰ ہدایات)

مناظروں سے احتراز کیجیے

اجماعت کے ارکان کو ایسے تمام

مسلمانوں میں ایک فرقہ بندی لے والے ہوں اپنی مسازیں عام مسلمانوں

سے الگ نہ چڑھئے۔ نماز میں اپنی جماعت الگ نہ بنائیے۔ بیٹھیں اور سنا کر

نہ کیجئے۔ جہاں تحقیق کے لئے نہیں، بلکہ ضد اور مخالفت کی بنا پر اس

تحریک کو مدحت یا بوجھ میں لایا جائے وہاں صبر و ضبط سے کام لیجئے۔

البتہ جہاں کوئی شخص تنجیدگی سے طالب تحقیق ہو وہاں اپنی ناپی میں

استدلال کیا جاسکتا ہے۔ مگر جب بحث میں گری آتی محسوس ہو تو سلسلہ

بحث بن کر شیخ کیونکہ مناظرہ وہ بلا ہے جس سے ہزار فتنے پیدا

ہوتے ہیں اور کوئی ایک فتنہ بھی فرو نہیں ہوتا۔ (ردود اھل سنت)

پیر ہیں چند مثالی داستانے اس انبار کے جس کے ایک ایک خانہ

کو ہر شائقِ باحکمت کچھ کھتا ہے۔ غور فرمایا جائے کہ ان اقباسات

میں کس حد تک انبیاء و صحابہ اور اولیاء و ائمہ کی تحقیر اور کس حد

تک تعظیم ہے۔ کہاں تک اسوۂ رسول اور آثار و صحابہ اور انبیاء و ائمہ

منزلیں چڑھنے کے لئے باقی ہیں۔ (ترجمان القرآن جلد ۳۸- عدد ۲۰)

اسماعیہ علماء و وصلیاء

اعلماء اور صلحاً کرام کو ہادی ماننا کوئی گناہ

نہیں۔ بلکہ غیر عالم اور غیر صالح کو لانیم

ہے کہ ان کی بات ماننے اور ان کے پیچھے چلے۔ البتہ ان کے قول کو

اللہ کے قول کی طرح ماننا ضرور گناہ ہے۔ اسی طرح یہ درست ہے کہ

کتاب اللہ کو چھوڑ کر بزرگوں کی پیروی کرنا گمراہی ہے۔ لیکن جو

شخص یہ سمجھ کر بزرگوں کی پیروی کرے کہ وہ خود کتاب اللہ کا علم

نہیں رکھتا اور بزرگانِ ملت کے جو طریقے اختیار کئے ہیں۔ وہ

کتاب اللہ کے مطابق ہیں وہ ہرگز کسی جرم یا گناہ کا مرتکب نہیں

ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ صرف اس قدر

ہے کہ اس نے پیروی کے لئے جن بزرگوں کو چن لیا ہے۔ ان کا

انتخاب درست نہیں ہے۔ (رسائل و مسائل حضرت مولانا

محمد امجد علی صاحب دہلوی)

مخالفین کے سلسلہ میں حجت اسلامی کا رتبہ

مقبول اختلاف کا تعلق ہے جس کا مقصد سمجھنا اور سمجھانا ہے اور جس

کے پیچھے نیک نیتی کے ساتھ حق پسندی کام کر رہی ہو۔ ایسے اختلاف

کو نہ تو ہم نے کبھی برا سمجھا ہے اور نہ انشاء اللہ کبھی برا سمجھیں گے۔

مگر ان مخالفین کی عظیم اکثریت جس طریقے سے ہماری مخالفت

کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہم پر بھیونے الزامات لگاتے ہیں۔ ہماری

طرف غلط باتیں منسوب کرتے، ہماری تحریروں کو توڑ مروڑ کر اپنے

منہ سے معنی پہناتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اولین ہدایت ہے

رفقہاء جہاد با پر کنٹرول رکھیں

ہے کہ آپ کسی حال میں متعلق نہ

ہوں۔ اپنی زبان اور مزاج پر قابو رکھیں۔ اور جب کبھی ہشتہ حال کی

کیفیت ابھرتی محسوس ہو اسے مزاج شیطانی سمجھ کر ان کی پناہ لگیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کام کو خراب کرنے کے لئے شیطان ہی یہ چیل

چل رہا ہے۔ وہ ایک طرف مخالفین کو جابجا کر گناہ سے اعلان سے

بے جا حملے کر دالتا ہے۔ اور دوسری طرف ہمیں اکسانے کی کوشش

کرتا ہے تاکہ ہم جواب اور جواب الجواب میں الجھ کر رہ جائیں۔ اور

کسی طرح یہ کام نہ کہنے پائیں۔ جو اسے سخت ناگوار ہے۔ ہمیں اس کی

اور جہد بات کے دھاروں کا ترخ عقل و علم کی طرف موڑے۔
کتنی رجعت پسندانہ ہے یہ بات کہ جماعت اسلامی کے شریح
کے مدال عدسے روکنے کے لئے عوام سے کم دہش وہی الفاظ
کہے جاتے ہیں جو کہ اعراب قرآن اور ارشاد نبوی کی سستا
سے باز رکھنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ آج کی جمہوری دنیا میں کم سو
کم آئینی اور ظاہری حد تک تو اس طرز مخالفت کو اتہاسی
تنگ نظری اور ظلم اور تشہیں اعتراف نکست ہی کہا جائیگا۔

أَقْصَرَ أَوْ نَالُوا الْحَقَّ نَهًا وَأَوْ نَالُوا الْبَابِلَ

بِاطِلًا - وَرَاهِدْنَا بِلَئِيلَ

جَوَابًا لِمَنْ سَفِهَ

موجودگی میں برسہا برسہا جماعت کا عالی مقام علماء کو
ٹوکنٹا ایک فسادِ عظیم کے سوا کیا نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ جماعت
اسلامی دلوں کو اگر کوئی طاقت کی دھکی دیتا ہے یا حکومت کا
خوف دلاتا ہے تو اخلاقی اور جمہوری اعتبار سے بے فعل کنتا ہی
پست کیوں نہ ہو۔ لیکن یاد رہو اور دور از کار نہیں کہا جاسکتا۔
ہم افراد جماعت کی خاموشی سکوت اور صبر و تمکین کو نہایت
پسندیدہ اور ان کی دعوت حق کے عین مطابق سمجھتے ہیں۔ اچھا
ہی کیا جو وہ اجلاس میں کچھ نہ بولے ورنہ مخالفت براحوالاً مخالفت
کے علمبرداروں سے منصفانہ انہماقیہ تقویٰ کی بجائے کفر کے فتروں
الحاد کے فتروں اور جبر و تشدد ہی کے العامت ملے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس آپس کے نفاق و منافرت سے بچائے

رمضان آداب

اس مبارک مہینے کو کس طرح گزارنا چاہیے، اس کے
فضائل، اس کے آداب، اس کی برکت و عظمت،
اس کے مسائل وغیرہ، تمام تفصیلات کے لئے کتاب
"فضائل رمضان" طلب فرمائیے، قیمت صرف ۱۲
شکوہ، جواب شکوہ | علامہ ڈاکٹر اقبال کا شکوہ اور جواب شکوہ
مع تراذ و دعا، اعلیٰ درجہ کی رنگین خوش نٹ

چھپائی اور سفید کاغذ پر چھوٹے سائز میں قیمت ۱۲

میران الحقوق | عورتوں مردوں، زن و شوہر اور اولاد و اولادین
وغیرہ کے باہمی حقوق کی شرعی تفصیل قیمت ۱۳

مع درود و تسبیح و عہد نامہ شرم، بیگزین کاغذ اور عکسی

درود و تاج | چھپائی، قیمت صرف ۵

دارالعلوم ایک نظر میں :- جن لوگوں نے دنیا کی مشہور دینی

درمکھ "دارالعلوم" سنیں، دیکھی ہے ان کے لئے قلبی سیر کا کھنڈ قیمت ۱۲

دارالعلوم کی بی بی خصوصیات، خصوصیات مذکورہ، سفید کاغذ، اعلیٰ درجہ کی خوش نٹ قیمت ۱۲

شاہنامہ جدید اسلام

دعائے عثمانی

آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے کیا حالات
پیدا ہو گئے؟ حضور کے عاشق صحابہ نے کس بہیمانہ صبر و ضبط
فہم و تدبیر، اور جوشِ عمل کا ثبوت یا غلافت راشدہ کے
قیام کی کیا صورت ہوئی؟

ان تمام احوال کو استہجائی تاریخی صحت کیسا شعر کی وجد
آفریں زبان میں ملاحظہ فرمائیے۔

بقول حضرت ماہر القادری، جو جلیل و بیکہ حریر آدش سپر پر
ولکش طباحت کیساتھ، قیمت تجدید و درنگاؤ سٹ کورہ پانچ روپے

ملنے کا پتہ ہے

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور دیوبند

ملنے کا پتہ :- مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور۔ دیوبند

ماہِ رمضان کا خیر مقدم

از: حافظ دھام پوری

”شاعری“ کی حد تک ہم حافظ صاحب کے جذبات کی قدر کرتے ہیں، لیکن حقیقتاً آج کے مسلمانوں کی اکثریت کے خیالات و احساسات کی یہ صحیح ترجمانی ہے، کیا آج کا مسلمان واقعی رمضان کے مبارک مہینہ کو اسی زوایۂ نظر سے دیکھتا ہے جس سے ہماری شاعر نے دیکھا ہے؟۔ کاش وہ دیکھتا!۔ مگر نہیں دیکھتا۔ گئے جنے غریب افراد کو پھر کون کون کی قوم اس مہینہ سے خائف نظر آتی ہے اور یہ خوف بغارت و بے حیائی کا لپٹا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ مسلمانوں کے دروں پر پڑے ہیں کون کون سے۔ مسلمانوں کے دروں پر پڑے ہوئے پر پڑے ہوئے زبان حال سے ان گھٹیا درجہ کی طوائفوں کا افسانہ دہراستے معلوم دیتے ہیں، جن کی بڑکابیاں صرف ایک پردہ لٹکالینے سے ان کے قانون و اخلاق کی ان میں شاہ ماہ عام پر جائز ہو گئی ہیں! یہ حال آنکھیں بند کرنے سے کورج کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں آتا، اسی طرح مسلمانوں کی عیسیٰ و بے دینی سے ماہ رمضان کا تقدس کم نہیں ہو سکتا وہ ایک سچے مسلمان کے لئے ایسا ہی مہینہ ہے جیسا ہماری شاعر نے کہا ہے (د. ح. ۷)

مومن کے حق میں زیست کا ہیغام آگیا

تسکینِ روح، قلب کا آرام آگیا

دور بہارِ گلشنِ اسلام آگیا

پھر ماہِ مستمرم بصدِ اکرام آگیا

داہن میں اک خزینہٴ رحمت لئے ہوئے

شان و وقار و عظمت، دشوکت لئے ہوئے

اپنے جلو میں یکن و سعادت لئے ہوئے

پھر ماہِ مستمرم بصدِ اکرام آگیا

قریبین و جلوئے عرفان لئے ہوئے

ساتھ اپنے اک تعلیٰ ایماں لئے ہوئے

بارخِ جہاں میں فضلِ بہاواں لئے ہوئے

پھر ماہِ مستمرم بصدِ اکرام آگیا

اب ہر طرف ہے وردِ خدا کے کلام کا

ہے نغمہٴ بیزباں پروردِ اسلام کا

ماہِ صیام پھر بصدِ اکرام آگیا

یہ ترتیب بلند ہے ماہِ صیام کا

غیفلت کی کہانیاں

۱۔ مس اصفری یا توسید، ڈھاکہ، جمعیہ مروڑ

تارہ خواہی داشتن گرداغبائے سینہ را گلے گلے بازخوان این قصہ پارینہ را ہماری زندگی کے صرف اپنی نعمات کو زندگی کہا جاسکتا ہے جو آخرت کی کوستی میں خرچ کئے جائیں اور یہ فنا فی اللہ اور ملکوتی زندگی کا حصہ ہے، اور بے حقیقت ہے، جیسا کہ رب لعزت اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَا الْخَلْقُ إِلَّا رَعْدٌ نَّزَّلْنَا الْوَيْلَ وَاللَّعْنَۃَ... ترجمہ: اور تمہیں ہے زندگانی لگیل اور جی بہلانا ہمیں اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اتہاع ضروری ہے اور جہانگ غیر فنا فی کہانیوں کی اشاعت کا تعلق ہے اسے ایڈیٹر تجلی شخص اسی مقصد کے پیش نظر شائع کرتے ہیں۔ اب کوئی چاہیے تجلی کے نایاب اوراق پر بکھرے تھے موتیوں کو سمیٹ کر اپنا دامن بھر لے، ان موتیوں کی چمک دمک میں گمراہ مسلمان اپنا راستہ تلاش کرے اور صراحتاً مستقیم پر گامزن ہو، صراحتاً مستقیم کے پہلو رسول عسری کے بودیہا پر کرام اور اہل بات المؤمنین ہیں۔ ان کے بعد دیگر صحابیات کا درجہ ہے ان کے چند سبق آموز واقعات پیش کر رہی ہوں، جس کے مطالعہ کی آج ہماری بہت ساری بہنوں کو ضرورت ہے۔ (د اصفری ماہی)

۱) حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بڑی نبی دیا کہا ز عورت تھیں،

ماہِ خدایں اول اول نایاب قول کر خرچ کر تیں، مگر جب سے تاجدار دین نے فرمایا کہ حساب نہ لگایا کرو جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کرو، جب سے اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنے لگیں، اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کر لے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے دیا وہ جوئے اور بچے کا انتظار نہ کیا کرو، اگر ضرورت سے تریا دتی کا انتظار کرتی رہو گی تو ہموکا نہیں اور اگر صدقہ کرتی رہو تو صدقہ میں خرچ کرنے سے نقصان میں نہ پڑو گی،

۲) حضرت اسماء بنت زیدہ انصاری صحابیہ حضور را قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ کی قربان، میں مسلمان عورت ہوئی کی طرف سے بطور قاصد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، آپ کو اللہ جسے شاد نے مرد اور عورت دو توں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ پہا ورا اللہ پر ایمان لائیں۔ لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکالموں میں گھری رہتی ہے، ہر دوں میں بند رہتی ہے، مردوں کے گھروں میں گڑھی رہتی ہے، اور ہم ان کی ادلاؤ کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں، ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے تو اب کے کاموں میں ہم سے بڑے رہتے ہیں

حضرت اسماء کے اس واقعہ سننا ورت میں مسلمان مرد عورت کے لئے ایک سبق ہے، کاش مسلمان عورتیں ماہِ خدایں خرچ کرنے

اس کو برداشت کرے کہ خاندان کو بھی محسوس نہ ہونے سے چونکہ حضرت ابوطالبؓ کا روزہ تھا اس لئے خیال کیا کہ خیر ہونے پر کھانا بھی منگوا ہو گا۔

عورتوں کے لئے کارآمد کتاب

انیس خواتین

محنت طلب فرمائیے

اس کتاب میں بالوں، مہاسوں، دانتوں اور عورتوں کی دیگر کی مخصوص بیماریوں کا بہترین علاج درج ہے۔ جو خواتین چاہتی ہیں کہ ان کے بال لاشبہ اور ان کا چہرہ خوبصورت گورا ہو جائے، کوئی نسوانی مرض ان کو درست نہ کر دے تو یہ بھی کھیلنے لگے وہ اس کو ضرور منگائیں، اس میں بہت کٹر دل پر بھی مفید مضمون ہے۔

منگوانے کا پتہ: **سیکیم محمد عظیم نسیمی** امرہ ضلع مراد آباد دیوبند

ادارہ اشاعت اسلام آباد اور مقتدر علماء کی زیر سرپرستی صرف اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ موجودہ کفر و کفر و الہاد کے تاریک دور میں علماء حق کی زبیر تصانیف عوام تک پہنچائے اور اس تاریک دور کو صالح لٹریچر کی مدد سے نور اور روشناس بنائے۔ ایسے ادارہ کے لئے یقیناً معادین کی سخت ضرورت ہے، اسلئے امریکن، ادارہ کی طرف سے مخلصانہ گزارش ہے کہ آپ ہر طرح اس دینی اور علمی ادارہ کی بقا و استحکام کی پوری پوری کوشش فرمادیں۔

اکابر علماء امریکی تصانیف مہینہ کر نیکافاض انتظام ہے
المشتر: زاہد حسین، ناظم ادارہ اشاعت
اسلام سعید منٹل، تارکلی دلاھود

جس کی نماز میں شریک ہوتے ہیں، باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ بیماریوں کی خیانت جنازوں میں شرکت کرتے ہیں، حج پر جہت کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے ہیں، اور جب رفق عمر و یا جہاد کو جانتے ہیں تو ہم تو تین ان کے مالوں کی حفاظت، ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں، ان کے لئے کپڑے بناتی ہیں، کیا ہم تو اب میں ان کے شریک نہیں؟

سرور صالح نے فرمایا غور سے سن اور سمجھ، جن عورتوں نے جھک کر بیویاں بن کر کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاندان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کی خوشنودی کی تلاش اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔

(۳) حضرت صفیہؓ، سیدہ امین کی بیوی تھیں، جنگ احد میں شریک ہوئیں، اور جب مسلمانوں کو شکست ہوئی، درجھاگئے تو وہ برصغیر کے منہ پر مار کر واپس کرتی تھیں، غزوہ خندق میں حضورؐ پر لڑنے سب تروتا کہ ایک قلعہ میں بند فرمایا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ قلعہ چھوڑ دیا، یہ وہ دن تھے یہ موقع بہت غنیمت تھا، یہودی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لئے قلعہ پر پہنچا، حضرت صفیہؓ نے کہیں سے دیکھ لیا انہوں نے خیر کا ایک ٹھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کچل دیا!

(۴) حضرت ام سلمہؓ، حضرت انس کی والدہ جنھوں نے بعد میں حضرت ابوطالبؓ سے نکاح کیا، جن سے ایک صاحبزادہ ابوبکر پیدا ہوئے، جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو ان کے ماں کا صبر مسلما خطہ فرمائیے، بجائے روتے بیٹھنے کے ان کو نہلا یا ٹھلا یا کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا۔ رات کو خاندان نے بچہ کا مال پوچھا، تو فرمایا اب تو سکون ہے معلوم ہوتا ہے بالکل اچھا ہو گیا، صبح کو جب اٹھیں تو کہنے لگیں کہ ایک بات دیا فت کرنی تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو ناگھی پیستہ دیدے پھر وہ اسے واپس لینے لگے تو وہ آپس کر دینا چاہیے یا اسے روک لے واپس نہ کرے، حضرت ابوطالبؓ نے فرمایا ضرور واپس کرنا چاہیے روکنے کا کیا حق؟ یہ سگرا ام سلمہؓ نے کہا تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا وہ اللہ سے لے لیا۔

بڑے صبر کی بات ہے کہ اپنا بچہ مر جائے اور ایسی طرح

(مستقل عنوان)

مسجد سے منجانب تک

از مکتبہ ابن العرب ملکی

نے بفضلہ تعالیٰ اردو اور مسلمان دونوں زندہ ہیں۔

یکم اپریل ۱۹۵۲ء — جاگیر بھارت سرحدی سٹڈن جی نے ۲۳ فروری ۱۹۵۲ء

کو ایوان عام میں فرمایا۔

”کچھ میلہ ایک عظیم تو ہم ہے۔ کیونکہ وہاں جان بولنے
خیال کرتے ہیں کہ گنگا میں ایک دو ڈیکیاں لگانے
سے وہ سوگ میں چلے جائیں گے۔ یہ ایک غفلتوں
اور سہرا سرخلاف غفلت غفیدہ ہے۔“

بس کیجئے پندت جی! آپ کے مریدوں کو تہہ ہونے لگو گا
کہہں آپ مسلمان تو نہیں ہو گئے۔ اور اگر مسلمان ہو گئے تو اس طرح
کی باتوں پر تو ہمیں مذہب کے قانون کی روش سے نہ صرف آپ پر غفلت
چسلا دیا جائے گا۔ بلکہ آپ کا گمراہ آپ کی عزت آپ کی دولت
کو ضلے جائے گی۔

ہمارا بھارت روحانی دیش ہے۔ ہر وہ بات جو خلاف عقل
اور رنگ فطرت ہونے کے باوجود مذہبی عقیدہ بنائی گئی جو۔ بڑی
آسانی سے روحانی لہجی جاسکتی ہے۔ آپ کس کس بات کو
خلاف عقل اور بیوردہ کہیں گے۔ قبروں پر چادریں پڑھتی ہیں یہ
بھی روحانیت ہے۔ جنوں پر چڑھاوے چڑھتے ہیں یہ بھی روحانیت
ہے۔ قوالیوں میں طوائفیں نچائی جاتی ہیں یہ بھی روحانیت ہے۔

منادوں میں رنگ پوجا جوتی ہے یہ بھی روحانیت ہے۔ اور تو
اور آپ کے دیش میں نادرز ان گنے پھرا بھی روحانیت پر مسلمانوں
کے اسلاف کی توہین و تحقیر بھی روحانیت ہے۔ ناچنا گانا بھی
روحانیت ہے۔

تو حاصل کلام یہ کہ روحانیت کے خلاف فیشن اپیل قسم کی
تقریر بازی کے بجائے آپ اپنا دھندہ کیجئے۔ ابھی نزلہ گر اسنے کے

۲۳ اپریل ۱۹۵۲ء — صاف کہا چارے اتر پر دیش کے وزیر
اعلیٰ جناب پنت جی نے کہ۔

”سرکاری ملازمتوں اور زندگی کے دوسرے
شعبوں میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہیں۔“

بیشک محفوظ ہیں۔ مثلاً اور برلا کی دولت بھی اتنی مضبوط
تجربوں میں محفوظ نہ ہوگی جتنی مضبوط آہنی فولادی لٹھی ہانڈر جی
تجربوں میں بھارتی مسلمانوں کے حقوق محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔
نہ صرف تجربہ یوں بلکہ ان پر سنتری بھی ایسے ایسے گرانٹوں جھیلنے
گئے ہیں کہ کیا مجال کوئی ڈاکو ادھر کا رخ بھی کر سکے۔ کبھی کبھار
کوئی سہرا بھرا عذار حق تجربہ یوں میں سوراخ کر کے گران ہا ہر
نکالتا ہے تو فوراً سنتری سنگین کی نوک سے پکڑ کر دے کر اسے
اندھ کر دیتا ہے۔

پنت جی نے مسلم اقلیت کو یہ بھی یقین دلایا کہ اس کیساتھ
انصاف کیا جائے گا۔

ہزار ہزار شکر یہ۔ ہمیں تو پہلے ہی چارے ایک باریک
میں بزرگ نے ”مسلمانوں کا روشن مستقبل“ نامی کتاب لکھ کر یقین
دلادیا ہے کہ مسلمان سوریج کی طرح چمکنے والے ہیں۔ میں ذرا اس کا
انتظار ہے کہ کب یہ ”خواب کا مستقبل“ حال کا جامہ پہنچا اور کب
انصاف کے الف پہ کوئیں پھوٹیں۔

پنت جی نے یہ بھی کہا کہ اسے مسلمانوں۔ سرکاری ملازمتوں
اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں تم اپنی ترقی کے امکانات کو

بالکل محفوظ رکھو۔

بات بڑی منطقی اور خوبصورت ہے۔ سقراط نے کہا۔
خدا جھوٹ بول سکتا ہے!۔ بقراطے نے کہا تو خدا یا اللہ ایہ تو
خدا کی توہین ہے۔ سقراط بولے۔ تو بہن کو جب ہو جب خدا
جھوٹ بولے۔ ہم تو صرف امکان کا ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی
”بولتا“ نہیں بول سکتا ہے!۔

تو نپت جی کا اور شاہ منطوق و فلسفہ کی کسوٹی پر سو فیصدی
کھرا ترنا ہے۔ اور اگر کسی احمق کو اس میں کچھ جھوٹ نظر آئے تو
کچھ لینا چاہئے کہ بعض چیزیں بچاؤ اور ساٹھویں صدی کھوٹی
ہونے پر بھی سو فیصدی کھری جوتی ہیں۔ جیسے کہ ہمارے دیش کا
گٹھ دالار دیر کہ اس کے کھرب ہونے کا معیار ہی یہ ہے کہ
کھوٹا ہو!

لیکن یہ جو سہ کاری ملازمتوں کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے
زندگی کا ذکر فرمایا گیا ہے اس میں خاکسار ملا ابن العرب علی
کو کچھ کام ہے۔

شعبہ اگر شعبہ الرحمن کے کسی بھائی ہند کا نام ہے تو یہ سب
پاکستان چلے اور جو وہاں رہے وہ مشری چوڑھ اور مشری
پودھری بن گئے۔ اور اگر ”شعبے“ کے معنی اب بھی وہی ہیں جو
لغات فیروزی میں لکھے ہیں تو کاروباری شعبے میں آزادی سے
پہلے ہی مسلمان دکاندار نوے فیصدی مشریمانوں کو نزدیک
اچھوت کا درجہ رکھتے تھے اور اب تو بھگوان کی کرپاؤ آزادی کا
ایچی دور ہے۔ سچ سچ کے اچھوتوں کی ساری چھوت سمٹ سٹاکر
مسلمانوں ہی سے لپٹی جا رہی ہے۔

ایک نیا شعبہ زندگی الیکشن بھی ہے۔ اس شعبہ میں مسلمانوں
کے حق کا یہ حال ہے کہ ہاں سبھائی اور جن ٹنگھی امیدوار کے مقابلہ
میں اگر کوئی ازلی کا ٹنگھی مسلمان کھڑا ہو جائے تو اہل سے اہل
جسڈی گڈی کا ٹنگھی جہلشتے اپنے دونوں کو دھرم کاٹنے میں
تولنا شروع کر دیتے ہیں۔ گاندھی کیسے اندر اندر گود سے
کی نچ کھلاتی ہے۔ کھدو بھنڈا کی اوٹ میں چھپی ہوئی ہاں جھٹ
انگڑائیاں لیتی ہے۔ اور دل کی ڈیبیا میں چھپا ہوا جہاں کوئی
بے مصرع پڑھتا ہے۔

اسنے مرکز کی طرف مائل پروانہ ہے حسن ا



۳۳۱ پر جن لکھتے۔ اطلاع ہے کہ حکومت پاکستان سفاکین کی
تیاری کے سلسلہ میں ایک انگریز ماہری خدمات حاصل کریں۔

زندہ و پائندہ باد! اسلامی قانون اور انگریز ماہرا
بلکہ سیلون سے بھی ایک ماہر صاحب کی خدمات مستعدا
نی گئی ہیں۔ اس جو دیت طبع اور فن کاری پرستقبل کا مینو رخ سر چھٹے
ہوئے کھٹے گا کہ ایشیا میں خوابوں کا ایک جزیرہ تھا پاکستان جس کے
حاکم تھے اہل ایمان۔ انھوں نے چودھویں صدی کا سب سے
حیرت ناک کارنامہ یہ انجام دیا کہ ایک کافر سے اسلامی آئین جو
چھوڑا۔ یعنی اندھے سے موٹی پروانے۔ گونگے سے نغے سوانے
اندھیرے سے نور نچوڑا۔ سنگھیلے سے اکسیر بنایا۔

میرا خیال ہے یہ پانچ کھنڈ میں حالاً ہوا آئین اسلام جب
سود سے کی صورت میں تیار ہو جائے تو اس کی چھائی کے لئے
کسی امر کی ماہر طباعت کو بلا نا چاہئے۔ اور چھپ چکے تو اس کی
جلد بندی کے لئے روس کا کوئی ماہر تجبید مناسب ہوگا۔ پھر اس کے
نفاذ اور صحیح انطباق کے لئے چاند کے کسی ماہر کو دعوت دینی چاہئے
کیونکہ اس وقت تک امریکہ و اسے چاند کی دنیاسے رابطے قائم کرلی
ہوں گے۔ اور قرآن و سنت کی ترقی یافتہ صحیح ترین تعبیر و تعلیم کے
لئے چاند سے نئے مولوی ملا تشریف لایا کریں گے۔

جیب سامے سے مرٹلے طے ہو جائیں تو اس عظیم و مقدس آئین
کی حفاظت کے لئے شیطان کو صدر جمہوریہ بنا دینا چاہئے۔ اور
ملکت کا نام رکھنا چاہئے۔

”آسمانی قرآنی ایمانی ترقی پسند ہندوب و کل مطلق
مرقع بین الاقوامی وسیع النظر سو فیصدی جمہوریہ“
یہ کرنے کے بعد ان سلسلے کے قیدیوں کو رہا کر دینا چاہئے جو
اسلامی حکومت قائم کرنے کی ضد میں جیل خانوں میں مشرہے ہیں
اور کہنا چاہئے کہ۔

”واب حکومت اسلامی قائم ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا کھلتے پھر اور“ اولی الامر کی اطاعت و ایک
انج نہ ہوا“

۱۴ اپریل ۱۹۷۷ء - آپ نے بھی اشتہار پڑھا ہوگا۔
”مرده زندہ ہو گیا“

معلوم ہوتا ہے ہماری آنجنابی احرار صاحب نے بھی تنہا کیا
دعا استعمال کر کے اچانک زندگی حاصل کی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ
کہ تقسیم کے بعد مسلمانوں میں جو اشتہار دوزان پیدا ہو گیا ہے اس کو دور
کہنے اور مسلمانوں کی حالت درست کرنے کے لئے مجلس احرار
پھر میدان میں تشریف لاتی ہے۔

خدا خیر کہے۔ یہی وہ نیک نعت جماعت ہے جس نے سیاست
میں عقل کی بجائے پھیٹروں اور بگڑے ہوئے سوچنے کی سنت رائج
کی ہے اور یہی وہ بلند مرتبہ تنظیم ہے جس کے متعلق شیخ سعدی نے
یاشاید قابلے کہے کہ کاوی کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔

سوسنے پر سہاگہ یکہ اپنی نازہ سپد اس کی خوشی جیجی کا نذر
منعت کرنی ملے کی ہے اس کی حد اوت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
بختی غلام محمد صاحب کا نام نامی چنا گیا ہے۔ اگرچہ یہ انتخاب تجویز
سے آگے بڑھتا دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن داد دیجئے ان تمام سیاسی
دماغوں کو جنہوں نے یہ تجویز سوچی اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا
کہ مسلم کونین داؤں کی طرح اگر کچھ دھاک کی نوبت آئی تو سب سے پہلے
صدر صاحب ہی پکڑے جائیں گے۔

لیکن ہم احرار مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ خطرہ درست
نہیں ہے۔ ان کی پہاڑ کھود کر چھ بانکالے کی فطرت کو ہمارے
بھارتی بقترون خوب جانتے ہیں۔ اس لئے ان کی کانفرنسوں اور
نعرہ بازیوں کو ہرگز اہمیت نہیں دی جائے گی۔ ہمارا اذخیال ہے کہ
کانفرنس کی بجائے احراروں کو مدح و تعریف کی تحریک شروع کرنے
مسلمانوں کو ساتویں آسمان پر پہنچانے کا سلسلہ پھر سے جاری
کرونا چاہئے۔ یا پھر ہر ان کلیتہً عرس میں تشریف لائیں۔ یہاں
کی طوائفیں بہت دنوں سے گرما گرمی کی نظر ہیں۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۷ء - لڑی اسپلی کے مشیر شری ناظم علی ہاشمہ اپنے
کے بعض ارشادات عالیہ میں پہلے کسی تاریخ میں لکھ چکا ہوں۔ آنا
اور سن لینے کہ فرماتے ہیں۔

”میں اخبارات دیکھتا ہوں تو تپہ نہیں چلنا کہہ کا پتو
اور کھنڈے سے شائع ہوتے ہیں یا کراچی اور لاہور
سے۔ پاکستانی خبروں سے بھرے ہوتی ہیں اور
ایک آدھ خبر ہندوستان کی بھی ہوتی ہے تو
سرخ شدہ“

جیو پیسے جو! مگر جی آنجنابی کی روح تناسخ کی بھول چلیا
میں گھوم پھر کر فالیا آپ ہی کے کالم شد شریف میں آ رہی ہوتی ہے
کیا مشری ساہوکار کراچی اور ہاشری ٹنڈن جی اور ہاشری
مولی چند شریا علیہم اجمعین محل افشائیاں فرمائیں گے جو آپ نے
نشر مانی ہیں۔

لے بھارت سرکار کے خداوند! اب تو ہائے ناظم صاحب
کو مرکزی اسپلی پر لے لو اور گورنری یا وزارت کا کوئی خانہ خالی
نہو تو کم سے کم وزیر خرافات ہی بنا دو۔ سچ کہتا ہوں ایسے
دفا داران ملک و قوم اور درباری نیاز مندوں کو انعام و
اکرام ملنا ہے تو مسلمانوں کو باہم ترقی پر پہنچانے کے لئے ہاں
اور جن سنگھی دوستوں کو جتنی رحمتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں وہ بہت
کم ہو جائیں گی۔ اور خروٹے پر چھری پھرنے کے بجائے خر بوزہ
نود چھری پر آگے گا۔

اور لے عالی مدار شری ناظم علی صاحب اگر آپ ایک
عدد دعوتی ہیں کہ سر پر چوٹی بھی رکھیں اور سرور اسپلی مرحوم
کی صورتی کے آگے کبھی بھی ڈنڈت کر لیا کریں تو اسپلی کی جسری
وزارت میں تبدیل ہو جائی ممکن ہے اور وزارت نہ بھی پریش
اور مسین اور ٹھیکوں کی کھنڈتیں تو آسمان ہو ہی جائیں گی۔

۱۶ اپریل ۱۹۷۷ء - قبلہ گورنمنٹی صاحب نے راج بھون میں
شاہی جوٹھی مقدر فرما دی ہے۔

کیا نئے ہے پنڈت جو اہر لال صاحب کی! آپ تو
نجوموں اور جوٹھیوں کے چھپے لاشی نے گھوم رہے تھے اب یہ
آپ کے راج میں باقاعدہ شاہی جوٹھی چڑھتی دارد؟
بات یہ ہے پنڈت جی آپ کہہ کے بھول جاتے ہیں یا بھول کے
کہہ جاتے ہیں۔ ورنہ سچ سچ اگر نجومیوں کے بارے میں آپ کا

ہائے میں تو بعض گہرا مطالعہ کرنے والے کہتے بھی ہیں کہ کیا ستہ
تدبر کا دیوبند میں کی نظر چشم ناک ہے نہیں دیکھی۔

تو میں اپنے دوست نئی دنیا سے عرض کروں گا کہ بھائی
دادی کہاں سے مبالغہ کے تیر حیلانہ بے شک صحافتی حسن اور علمی
فن کا رہی ہے لیکن ایسا بھی حسن اور فن کا رہی کیا کہ کسان ہی
ٹوٹ جائے اور سالہ ہزار فی صدی جھوٹ بن جائے انسان
تاریخ تو رکھتے ایک طرف۔ اسلامی تاریخ کے چند اہم ستہ ۱۰ فی
سالوں ہی پر تجلی نظر ڈالئے۔ ایشیا اگر کسی بھارتی جڑ یا کانام
نہیں تو یقیناً آپ دیکھیں گے کہ اللہ کے شہروں نے سرزمین حجاز
میں ایشیا کے اتنے اونچے ہا ہا بیٹائے ہیں کہ بعد کا کوئی بھی تن۔
تانی وغیرہ ان کی چوٹیوں کو نہیں چھو سکتا۔ اگر خطابت اور جہل چلانا
اور وزیر بننا ہی ایشیا کا سب سے اونچا آسمان ہے تو نہ جہان و
مال اور عزت و شہرت سب کچھ قربان کر دینے کو کیا کہا جائیگا۔



۶۵۲ء میں برطانیہ نے صوبہ حکومت کی رپورٹ کے
مطابق یوپی میں ۱۷۷۷ تک کوئی انیونی نہیں ہے گا۔

اب تو آپ نہ کہیں گے کہ ہماری حکومت اخلاقی اصلاح
کا خیال نہیں کرتی۔ پانچ سال میں ایک صوبہ انیم سے پاک ہو گیا
تو انگریزی دور کے حساب سے ہا دن پچھ دو سو ساٹھ ہوتے ہیں۔
دو سو ساٹھ سالوں میں سارا ہندوستان انیم سے پاک ہو جائیگا
یا اگر ہوا سے کی برکت سے کچھ صوبے پاکستانی بن گئے سارے نئے
پیدا نہیں ہوتے تب بھی اوسطاً دو صدیاں کافی ہو جائیں گی۔
انیم کی مکمل بیچ گئی کے بن شراب کا نمبر ہے۔ دو صدیاں ان کے
لئے بھی رکھئے۔ پھر دو صدیاں انیم کے لئے بشرطیکہ ہمارا مقصد
سیکولر ازم سے بد اخلاقی کے دائرے میں شامل کیوں ہے پھر
دو صدیاں طوائفوں کے غلٹے کے لئے۔ اس طرح امید ہے کہ
ہزار دو ہزار سال میں ہماری پورے صوبہ بد اخلاقی سکھانے والی
تمام چیزوں سے پاک ہو جائے گی۔ اور غالباً اللہ میاں کو بھارتی
بھگتوں کا الگ الگ حساب لینے کی ضرورت نہ ہے گی۔ بلکہ
شاید پورا بھارت کا بھارت اٹھا کر سورگ یعنی جنت میں داخل
کر دیا جائے گا۔

وہی عقیدہ چھتا جس کا اظہار آپ نے بار بار فرمایا ہے تو یہ شاہی
جوئی آپ کے حق میں تجلی ٹھونسا فرما دیا جاسکتا تھا۔

جوئی جی نے منشی صاحب کے ہائے میں شہین گوئی فرمائی
..... کہ امریکی حکمران پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی کی نسبت
ان کی دوستی کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔

اسے شہین گوئی کی بجائے "موجودہ گوئی" کہتے تو بہتر ہے
معلوم ہوتا ہے کہ شاہی جوئی جی نے شاہی دور کے دیباہی شاہی
کی تاریخ خوب غور سے پڑھی ہے۔ غالباً انکی پیشگی گویاں یہ
ہوں گی۔

۱) روسی عوام آپ کو موجودہ دور کا سب سے بڑا
گورنر سمجھتے ہیں۔

(۲) استالین کا خیال آپ کو اپنا نائب بنانے کا تھا۔

(۳) انگلستان کی پارلیمنٹ آپ کا نام وضو کر لیتی ہے

(۴) ہندو پاک میں جنگ چھڑی تو مصر اور عرب صرف

آپ کی خاطر بھارت کا ساتھ دیں گے۔

(۵) امریکہ والے روز ویلیٹ اور ٹیڈ میں کی جگہ آپ کو

صدر بننے اگر آئرن ہاور کو اس کی ماں نے نہ جنا ہوتا۔

واقعہ یہ ہے کہ امریکی حکمرانوں نے محمد علی وزارت کو

امریکی امداد دے کر اس ناقصد ری کی تعمیر کر دی ہے جس کا

ذکر جوئی جی نے بطور تبرک فرمایا تھا۔

زندہ باد علم النجوم والخورش!



۶۵۲ء میں برطانیہ نے صوبہ حکومت کی رپورٹ کے
مطابق یوپی میں ۱۷۷۷ تک کوئی انیونی نہیں ہے گا۔

اب تو آپ نہ کہیں گے کہ ہماری حکومت اخلاقی اصلاح
کا خیال نہیں کرتی۔ پانچ سال میں ایک صوبہ انیم سے پاک ہو گیا
تو انگریزی دور کے حساب سے ہا دن پچھ دو سو ساٹھ ہوتے ہیں۔
دو سو ساٹھ سالوں میں سارا ہندوستان انیم سے پاک ہو جائیگا
یا اگر ہوا سے کی برکت سے کچھ صوبے پاکستانی بن گئے سارے نئے
پیدا نہیں ہوتے تب بھی اوسطاً دو صدیاں کافی ہو جائیں گی۔
انیم کی مکمل بیچ گئی کے بن شراب کا نمبر ہے۔ دو صدیاں ان کے
لئے بھی رکھئے۔ پھر دو صدیاں انیم کے لئے بشرطیکہ ہمارا مقصد
سیکولر ازم سے بد اخلاقی کے دائرے میں شامل کیوں ہے پھر
دو صدیاں طوائفوں کے غلٹے کے لئے۔ اس طرح امید ہے کہ
ہزار دو ہزار سال میں ہماری پورے صوبہ بد اخلاقی سکھانے والی
تمام چیزوں سے پاک ہو جائے گی۔ اور غالباً اللہ میاں کو بھارتی
بھگتوں کا الگ الگ حساب لینے کی ضرورت نہ ہے گی۔ بلکہ
شاید پورا بھارت کا بھارت اٹھا کر سورگ یعنی جنت میں داخل
کر دیا جائے گا۔

اللہ کسبہ! انسان تاریخ کا اتنا گہرا مطالعہ میں سمجھتا

ہوں اگر ظاہر پر تاپ وغیرہ مکر جی مرحوم یا مٹن جی موجود کے

ہائے میں ایسے ہی الفاظ لکھیں تو بے جا نہ ہو گا۔ بلکہ سچیت نہر کے

تو لنگ پوجا کی عظمت و تقدس پر دو چار بھاشن دیدینا اور دو چار
بھکے روز مندر کی چوکھٹ پر کر لیا کرو۔ چوکھٹ پہ اس لئے کہ
اندر تو مشاہد پھر بھی نہیں جلتے ہیں ویا جائے گا۔ کیونکہ جن سنگھی
حضرات کا خیال ہے کہ جو خدا سے نغاری کر گیا وہ جنوں سے بھی
ضرور کرے گا۔

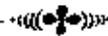


۱۸ اپریل ۱۹۵۷ء :- وزیر خوراک جناب فیض احمد فیض دہلی
سے تین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھارت کی ساری کھیتیاں فلتے سے
خالی ہو گئیں۔ سائے کھیت جل گئے۔ سارا اشاک پر لوک مسدود
علاج یا نخل کے طور پر یہ بھاشن بھی جاری ہو گئے تھے کہ مونگ
پھلی کا آٹا قطعاً نقصان دہ نہیں۔ سنگھائے کی آٹا بہت زندگی
بخش ہے۔

اگر چند ماہ اس حالت پر اور گزر جاتے تو کہا جاتا کہ لکڑی
کا تڑاہ آٹے کا بہترین نوع البدل ہے۔ لوسے کا لیچون آدمی سے شیر
بنادیتا ہے۔ ہوا کھانا سب سے اچھی غذا ہے۔

خیر قدوائی صاحبانے اگر ان بھاشنوں اور سوچناؤں کی
اڑچن سے پتہ آؤں کو بچایا اور صوفی فقیر اللہ بخش ہندی کا وظیفہ
ایسا بڑھا کہ قحط کا بھوت پاکستان مسدود گیا اور کھیتوں کی بجائے
کوٹھڑیوں اور گوداموں سے غذا آگ آیا۔

لیکن اہل کوکید کیے کہ مغلی اور بے کاری کے دیوتا بھی اپنی
جگہ گرم کار تھے۔ غلہ آگاہ تو پیدہ آڑا۔ یہ ظالم انگریز خود تو چلے گئے
مگر بے کاری اور مغلی کے جراثیم ہیں چھوڑ گئے۔ اللہ کے اسٹکے
کیرٹے پڑیں۔ اللہ کیسے انھیں ہمیشہ آئے۔ یہ وہ چار سو ہیں ہیں
کہ اپنے زمانے میں بڑے کا آٹھ اور دس اور بارہ میگرسوں آٹنا بہت
سارا بیج گئے کہ اب ابھی سے اچھی فصل میں بھی دو اور دو معانی سمیر
سے آگے نہیں بڑھنا۔ اسے اللہ ان پر ہمارا صبر ڈالو۔ لے اللہ پھیر
دو ذرخ کی آگ میں جلاؤ۔ گلوٹے کے سٹھیاں کہیں کے!



۱۸ اپریل ۱۹۵۷ء :- اطلاع ہے کہ ہما سے وزیر اعظم ہندی کو
سرکاری کارڈ بار میں پروری طرح نافذ و راج کرنے کی دفعہ میں اس
مطلب کی ترمیم پیش کر رہے ہیں کہ پندرہ سال کی جو میعاد مقرر کی گئی

سرکاری رپورٹ میں انہوں کی قانونی اور غیر قانونی
تجارت کا بھی ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ گناہگار بندوں سے
غیر قانونی طور پر انہوں بیج بیج حکومت کی آمدنی کو نقصان
پہنچا ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر قانونی طور پر بیچنا ہی پاب ہو سکتا
ہے۔ حکومت کا پورا محصول ادا کر کے قانونی طور پر انہوں کو کیا
شراب اور عیسائیں اور نئی تصویریں پہنچنا تک پاب نہیں۔ پس
لے شراب اور طواغفوت اور افسیو اور ترقی پسند کتب فروشوں اگر
بے حساب جنت میں جائے تو سرکار کے پورے پور محصولات
ادا کرتے رہو ورنہ دو ذرخ کو روانہ کر دینے جاؤ گے۔ اور دو ذرخ
میں ایسا ایسا سانپ بچھو پڑھ لے کہ زہریلے سے زہریلا فرق چہرے
بھی اُس جیسا ڈنک نہیں مار سکتا۔



۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء :- آپ نے سنا ہوگا کہ خوفناک عمل پڑتے وقت دل پہ
اور گرد ایک حصار کھینچ لیا جاتا ہے جس کے اندر جن صاحب داخل
نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوتا ہے ہما کے آج کل کے سیاسی ماہرین بھی
دائرہ سیاست کو ایسا ہی طبعی حصار سمجھتے ہیں جس کے اندر اللہ
میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ۔

ملاحظہ کیجئے کہ سہارنپور میں مختلف سب کیٹیوں کی چیمبرینی
کے انتخاب کے سلسلہ میں پانچ مسلمان پہلے سے بلا تکلف جن سنگھی
پارٹی میں شامل ہو گئے اور کچھ ہی روز پہلے غیر سے انہوں نے دوسری
پارٹی کی وفاداری کا حلف اٹھایا تھا!

یہ سہ کمل آزادی اور جا پانی قتل بازی۔ حلف کو مذاق
بگھنے کی راہ تو انگریزوں نے عدالتوں کے ذریعہ کھول دی تھی۔
غدا لکھے ویسا ہی قانون آج بھی عدالتوں میں راج ہے اور جب
سیاست کے حصار میں اللہ میاں کا حکم چلتا ہی نہیں تو چیمبرینی اور
اور نقد نارائن کی خاطر حلف سے بھر جانا کو نسا پاب ہے۔
شاہا شس لے کر گٹ کی طرح رنگ بٹھنے والو! تمہارے ہی ٹی ایک
چودھویں صدی کے بناسپتی ہی پر یہ وہی نازل ہوئی تھی کہ گڑگٹ
کا کاٹا پانی نہ لگے!

مگر یہ چیمبرینی تو تمہیں پھر بھی نہیں ملی۔ ذرا ترقی کی طرف
اور قدم بڑھاؤ۔ دھوتی اور چوٹی! کام بن جائے گا کہ سوچنا

تھی اس میں مزید پندرہ یا بیس سال کا اضافہ کیا جائے۔

اس اطلاق پر ایک معاشرے میں سرفی جاتی ہے کہ۔

”پندرہ بجے پندرہ ٹنٹن جی کے قلب پر

گھونسا رسید کرنے والے ہیں!“

چلے میرے بھائی! گھونسا اور وہ بھی قلب پر۔ اللہ

ہی ہے جو شریان جی اس شیریں چوٹ سے جانبر ہو سکیں۔

لیکن ہاں! یہ تو سرفی غلط معلوم ہوتی ہے۔ ٹنٹن جی

اور قلب کا کیا رشتہ۔ قلب ہو گا پاکستانیوں کے سینے میں یہاں

تو خاص ہر شے یا سن ہے یا زیادہ سے زیادہ ہارٹ کہہ لیجئے۔

قلب کا قاتل آنا خونخاک عربی ہے کہ ٹنٹن جی پر اس کا سایہ

بھی پڑ جائے تو گنگا جل سے نہانا پڑے گا۔ اور قلب خاص امر لائی پڑ

جس سے ٹنٹن جی کی رشتہ داری بیان کرنا گالی دینے سے بدتر

ہے۔ اگر قبیلے معاشرہ کی سرفی دیکھ لی تو تعجب نہیں کہ ازالہ

حیثیت عربی کا دعویٰ دائر کر سکیں اور اگر کہیں تو ضرور ہے کہ

حیت انھیں کی ہوئی۔ کیونکہ قانون سرکاری ہے اور سرکاری زبان

ہندی ہے اور ہندی کی ضد عربی ہے۔ اور عربی کا قلب ٹنٹن جی

جیسے ہندی جھگت کے سینے میں زہر دستی داخل کرنا سخت مجرمانہ

فصل ہے۔



۱۳ اپریل ۱۹۷۷ء۔ شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام دیوی و دیوتاؤں

کے! بڑی ہے وہ ذات جس نے لوگی آشادیشکر کو پیدا کیا۔ فرمایا

آں جنابے۔

”ایٹم اور ہائڈروجن بوں سے ”یوگ“ کے ذریعہ

تجلی تحفظ ہو سکتے ہیں“

تجلی بچن ہمارا ج آپ نے جیسا سے یہ سرفیہ دار منکشف

کیا ہے امریکہ والے آپ کو گرفتار کرنے کی فکر میں لگ گئے ہیں

اور روس والے آپ کو بچرا کر بچانے کو بیتاب ہیں۔ خطرہ ہے کہ

اگر ایک وقت آپ کو روٹوں نے دو جا تو اس ڈنڈائی کا کیسا

حشر ہو گا۔

مقدس یوگی! ایسے عظیم جنگی رازوں کو تو جملہ عام میں

بیان کرنا مناسب نہیں تھا۔ اگر یہ نسخہ آپ چپکے سے بھارتی

وزارت جنگ کو دیدیتے اور وزیر جنگ ٹاشا آئرن کینی سے

ایک خاص الخاص مضبوط تجویز بنا کر اسے اس میں محفوظ کر دیتے

تو کسی کو ہوا بھی نہ لگتی۔ اور کیسا پرفضا اور مزیدار ہوتا وہ منظر

کہ ادھر سے تو امریکہ نے ہائڈروجن بم چھوڑا اور ادھر سے

”یوگ بم“ چھوڑا۔ دونوں راستے میں ٹکرائے۔ سلام علیک ہوئی

ہائڈروجن بم نے پوچھا۔

”آپ کی تعریف؟“

یوگ بم نے جواب دیا۔

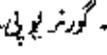
”خاکسار کو یوگ بم کہتے ہیں!“

ہائڈروجن بم کا نپاٹ آپ! یوگ بم!! ہاٹے موٹے

اللہ!!“

غریب ڈر کے مانگے اٹھے پاؤں بھاگا اور اسے ہوا سی

کے امریکہ ہی کے سر پر پھٹ پڑا۔



۱۳ اپریل ۱۹۷۷ء۔ گورنر یوپی کے۔ ایم شمشی صاحب نے

فرمایا۔

”جنگ عار جی اس باب کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خود فریبی

اور انسان کو ایک دوسرے سے نفرت کا نتیجہ

ہیں۔۔۔۔۔۔ دراصل روحانی اور قلبی ہی تمام قسم

کے اتحاد کی جان ہے۔ یہی ایک جس انداز

اجتماعیت کو جنم دے سکتا ہے“

کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ سیکولر حکومت کے کسی کلمے چور

نے سن لیا تو جماعت اسلامی کے نواسیروں کے پاس پہنچا دیتے

جائیں گے۔ وہ غدار بھی ہو سکتے تھے کہ جنگ اور نسا داری کے

انداز سے پھوٹتے ہیں۔ سماجی اور معاشی باطن کے بغیر

ممکن نہیں۔ اس بغیر معاشی کی اصلاح کے نام نہیں ہو سکتا۔

خیر وہ تو تھے سر پھرے۔ آپ کو ڈر ہو کر اس جگہ میں کیسے

پڑ گئے۔ گورنر اور وزیر و خیرہ بھی اگر روحانی تقویٰ کا گھٹیا کام

انجام دینے لگے تو مجھ جیسے دیوی خداؤں کا کیا بنے گا؟ دوسرے

کے ایک ہی دھندہ تو اپنا باقی رہ گیا ہے۔ یہ بھی سرکاری پوجا

میں شامل ہو گیا تو انہیں کھانے کے سوا ہمیں کیا چاہا اور بیگا

۱۴ اپریل ۱۹۴۷ء - فرمایا ڈاکٹر کاٹھو فریڈ افسانہ بیچ اپوان عام اپنے کے۔

آزاد ہندوستان میں بت پرستی کو برا نہیں کہا جاسکتا۔

اجی تو یہ تو یہ اکون کا فر ہے جو ایسی جرأت کرے۔
 آزاد ہندوستان میں آزاد اکثریتی حکومت کے زیر نگیں اگر بت پرستی ہی بری ہو جائے تو اچھی کیا چیز ہوگی۔ بت پرستی صرف ہندوؤں ہی کا مذہب نہیں ہم مسلمانوں کا بھی ہے۔ یعنی کو مہلا۔ بس فرق ہے تو اتنا کہ ہندوؤں کے بت پھر کے ہوتی ہیں اور ہمارے اٹھی اور کیسی سائی۔ مثلاً ہم میں سے کچھ دین کو پوجتے ہیں کچھ قبروں کو پوجتے ہیں۔ کچھ بیٹھ کو پوجتے ہیں کچھ صوتی ڈکارا اللہ کو پوجتے ہیں۔ کچھ ماسٹی کو پوجتے ہیں۔ کچھ اسٹالن کو پوجتے ہیں۔ وہ دیہاتی جو خالص اللہ کو پوجتے تھے عرصہ ہوا ہر لوگ سدھار گئے۔ اور جو گئے تھے وہ گئے ہیں وہ مرے جیتے برابر ہیں سر اجمار میں توسیٹی ایکٹ کا ڈنڈا سر یہ مائیے اور پھر بھی نہ نہیں تو حکومت پاکستان کے نام جیٹریڈ پارسل کر دیجے کہ وہاں آپسے کچھ زیادہ ہی مرمت ہو جائے گی۔

جمہوریت گالی بیکس جیب بھی جمہوریت۔ کھانسیں جیب بھی جمہوریت ہندوستان کی شہر سوشل کارکن س مردو لا سار اسے بتایا کہ شیخ عبداللہ کو جیل میں ذرا بھی آسانیاں حاصل نہیں۔ یہ بھی جمہوریت ہی کے مطابق ہے۔ کیونکہ جن چوروں ڈاکوؤں اور بد معاشوں کو جیلوں میں آسانوں سے محروم کر دیا جاتا ہے ان سے مطابقت اور مساوات کیونکر پیدا ہوگی۔ اگر شیخ صاحب کو آسانیاں دیدی گئیں جمہوریت کے معنی اسے یہ سمجھنے چاہئیں کہ اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے والے جو کچھ کہیں اور کریں وہی حقیقی جمہوریت ہے۔

۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء - خوشخبری ہے کہ۔

”دس سال تک ہندوستان میں خوراک کی پیداوار دو گنی ہو جائے گی۔“

اور مغلی ۹ شاید چو گنی۔ یہ جوں رات سننے بچے نہیں گز کی گولیوں کی طرح بساط زندگی پر شریف لاسے ہیں یہ سبک سب زندہ رہ گئے تو خوراک چو گنی بھی ہو جائے تو لا حاصل ہے۔ ہم سرکار سے التجا کریں گے کہ غذائی بہتسری کی کوششوں کیساتھ ساتھ ایکٹ وزارت لاطفال بھی بنائی جائے جو بچوں کی تعداد اور خوراک کی مقدار میں توازن پیدا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ بچوں میں کو خوراک گھٹ کر صفر باقی بچے۔

۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء - فرمایا ایک صاحب العلمہ التیاست فر۔

”شیخ عبداللہ کی اسیری جمہوریت کے عین مطابق ہے۔“

بلے تک عین بلکہ عین مطابق ہے۔ ایک نیتا جی سنے پان کی پیک تھو کی تو کسی راہ گیر کے کپڑوں پر چڑ گئی۔ اس نے تلوکے موٹی سی گالی دی تو نیتا جی نے فرمایا۔

”کوئی بات نہیں۔ میرے ہونٹ تو تھلے کے پٹروں وال۔ یہی جمہوریت اور مساوات کا تقاضا ہے۔“

ایک دھوئی سنے گدھے کے کچی ماری تو گدھے نے ہاتھوں ہاتھ دلتی رسید کی۔ سمجھے بولا۔

”جمہوریت زندہ باد۔“

مطلب یہ ہے کہ آج کل کے ملتے اپنی اقتدار جمہوریت کے قبضے اور عدل و مساوات کے آسپور ہیں۔ وہ اگر تھوکیں جیب بھی

۱۷ اپریل ۱۹۴۷ء - عالی جناب ڈاکٹر کاٹھو کا ارشاد ہے۔

”ہر جن آدمی کا نوے فی صدی حصہ ٹھٹھے میں لڑا دیتے ہیں۔“

کوئی بات نہیں۔ اس سے زیادہ رقم وزیر فزدار موٹر کے پٹروں میں مگرٹ کے دھوئیں میں آزادیت ہے۔ سانس کی نئی تحقیق ہے کہ جو چیز ہوا میں آڑ کر لٹا ہر ناپید ہو جاتی ہے وہ فنا نہیں ہوتی بلکہ ایک نئی توانائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ٹھٹھے اور پٹروں وغیرہ میں اڑانی ہوتی رقم بھی نئی توانائی میں بدلتی رہتی ہے۔ اور آج کل کے سبکی دور میں توانائی بڑی چیز ہے۔

مخالف کیے گا پڑت بھی یہ تو وہی بات ہے جو مسلم لیگ کہارتے تھے اور جس کی تردید آپ کی کانگریس گلا جھاڑ جھاڑ کے کیا کرتی تھی۔ یعنی کہ قزاقوں کی ملک میں پیداؤش سے نہیں نظر بات سے بنتی ہیں۔ میونسپلٹی کے جسٹس گرواہ ہیں کہ پاکستان بنانا خواہ مسلم لیگ عرب میں نہیں بھارت میں پیدا ہوسے۔ باوجود پیداؤش کران کا دین ان کے نظریے عرب میں جنم لینے والے اسلام کے غلام تھے۔ تب کیوٹوں کی طرح ان کا وطن بھی عرب ٹھیرا۔ تو وطن بننے سے خود آپ ہی کے اصول کے مطابق ان کی قومست بھی بری۔

کاش آپ نے یہ ارشاد محض تفسیر کیا کیا چوہ۔ ورنہ منکر و نظر کا یہ زاویہ اگر آپ نے بھی سچ مچ اپنایا تو ہم آفت زدہ بھارتی مسلمانوں کو لاوارثی کا ایک نیا حادہ پیش کش کرنے لگے گا۔ (۱۵ زندہ صحبت باقی)

۱۸ اپریل ۱۹۵۵ء۔ پنڈت پریم ناتھ بزاز نے اپنی کتاب میں لکھا۔
”جی غلام عمر کا انجام شیخ عبد اللہ سے مختلف نہیں ہو سکتا“

چھوڑیے انجام کی باتیں۔ انجام آپ کا اور ہمارا سب کا ایک ہے۔ یعنی غلام۔ اسی کے متعلق کسی امریکی شاعر نے کہا تھا کہ
”آج تم کل ہماری باری ہے!“
جتنے دن عیش و آرام سے کٹ سکتے ہیں کٹ جائیں عاقبت کی خبر خدا جانے۔

۱۹ اپریل ۱۹۵۵ء۔ پنڈت جواہر لال جی نے فرمایا۔

”ہندوستانی کیونٹ پیدا تو اس ملک میں ہوئے۔ لیکن ان کا وطن باہر ہے۔“

تاج کپنی کے قرآن اور جمالیٹس

مژدہ ہو کہ ہم نے بڑی کوشش سے تاج کپنی کے کچھ قرآن اور جمالیٹس میٹیا کی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے، مشایقین مددی طلب کریں۔ مال بہت محدود ہے۔

- ۱) قرآن مترجم نفیس آرٹ پیپر حسین نگین چھپائی، ناول سائز، مجلد چرمی بائیس روپے۔
- ۲) یہی نمبر سفید گلینر کاغذ پر سولہ روپے۔
- ۳) قرآن غیر مترجم چھوٹا سائز تیرہ روپے۔
- ۴) قرآن غیر مترجم سات روپے۔
- ۵) حامل جیبی سائز تین روپے۔

صلے کا پتہ:۔ مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارن پور۔ یو۔ پی۔

مسلمان عورت

ترجمہ: سیدتی
ندوی (صدر شعبہ
دینیات سندھ مسلم
کالج کراچی)

از سیدہ نعمتہ
> اہلیہ محترمہ ڈاکٹر
عورثاء قاہرہ - مصر

کہان جاری ہے ؟

فردی ۱۹۷۷ء کے تختی میں "چراغِ راہ" سے ایک مضمون "امثال کی طاقت کے
لازم" پیش کیا گیا تھا، شکر ہے کہ اسے پسند کیا گیا اور بعض لوگوں کو اس سے متاثرہ خاندانہ پہنچا
اس وقتہ فلائن دکراچی، بابت مارچ ۱۹۷۷ء سے یہ مقالہ پیش کر رہے ہیں، جیسا کہ...
"چراغِ راہ" کے متعلق جاننا چاہیں تو دیکھیں "فلائن" کے بارے میں بھی ہے، ہندوستان میں
چیرہ بہیت کم آتا ہے، تختی کے ہندوستانی طبقہ اشاعت میں کچھ ہی ایسے لوگ ہوں گے جو فلائن
بھی دیکھتے ہوں، لہذا کئی ضروری مضمون کو رد کر کے یہ مضمون بدلتے نظر میں کر رہے ہیں،
امید ہے کہ اس سے بہت سے مسلم خواتین کو عبرت اور نصیحت ہوگی۔ (ج)

بہت سے مضمون

سے لذت اندوز ہونے والی لگا ہوں کہ عورت نظر انداز رہی اور ہر نظر کو
اپنی جانب لطف اندوزی کے لئے اسی طرح کھینچ لینا چاہتی ہے جس طرح
ایک بڑھاپی رخصت شان کا اعلان کرتا ہو اور دیکھنے والے کی نگاہ کو
اپنی جانب ملتفت کر لیتا ہے۔

بلاشبہ تہترج، عورت کے جوہر شرم و حیا سے عاری ہونے کی
نمایاں دینے کے لئے، کیونکہ شرم و حیا کا پاس اور عفت و صحت کا لحاظ ہی
تو آہستی دیوار میں ہیں جو عورت کی عزت و آبرو کی سب سے بڑی ضمانت ہیں،
یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی پاکیزہ عورتوں کی تعریف تو صاف
ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

مقصود راست فی المعیام و قاصوات۔ لطف

"تہترج" یعنی عورت کا سب سے پرہیزگار اور صاف اور صبر
شرم مردوں کے سامنے اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا اور اپنے
زیب زینت اور بناؤ سنگھار کے فتنہ خیز مقابلات کو برطرا مردوں کے
سامنے کھولنا، پریش کرنا، عورت کی سب سے حیا کی اور بے شرمی کی سب سے
بڑی نشانی ہے، یہ صحت و عفت کی طرف سے اس کی سب سے بڑی کمی کی

ہیں عورت کا اپنی زینت کے اظہار اور اپنی
خوبصورتی کی نمود اور اپنے حسن و جمال کی نمائش میں
انتہائی تکلف، مبالغہ اور اجہام سے کام لینا، اپنے بناؤ سنگھار کا سب سے
علا یا اظہار کرنا، اپنے چہرے، ہرے کے کھلا اور خد و خال کی خوبصورتی کا اشتہار
دینا، اپنے جسم کے فتنہ خیز اظہار اور اپنے کپڑے اور زیور اور زینت و
زینت کی جگہوں کو غیر عزم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا اور ہر اس چیز
کو چھپانے کی کوشش کرنا جسکو وہ محبوب اور پسندیدہ سمجھتی ہو اور جو مردوں کی
آنکھوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہو۔

تہترج کا لفظ اصل میں تہترج سے ماخوذ ہے، تہترج اور تہترج
عبارتوں بلند حلقوں، رفیع قلبوں کی چیزوں اور بلند اور نمایاں ترین چیزوں
کو کہتے ہیں۔ ایک تہترج یعنی بے پردہ اور بے حجاب اور خودمانی
کی ولولہ عورت، ہر امکانی فصیح اور تکلف کو کام میں لاتی ہے، اپنے
حسن و جمال کے ایک ایک خد و خال کو ہر گھورنے والے مرد کے سامنے
پیش کرتی ہے، اور ہر نظر اور کہنے والے کی نگاہ کو اپنے اعلا چمن کے
ذریعہ جذب کر لینا چاہتی ہے، وہ اپنے حسن و عسراں اور عالی نمایاں

ردشن شہادت ہے، یہ تہرج اور بے جاابی اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے دین کی کھلی توہین ہے اور شریعت اسلامی کے استغافات کی نمایاں دلیل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عتاب غضب کو کثیر تحوت کے سبب خاطر میں نظر لے کر بہت بڑی علامت ہے۔

ایک بکر دار اور فاحشہ عورت کے لئے حسن جمال چھپانا بڑا دشوار ہوتا ہے، جب ایسی عورت کو اپنے حسن و جمال اور ناز و اغاز سے مردوں کو گردیدہ کر نیکام و متوج نہیں ملتا تو اس کے دل کو اس بات سے بڑا دکھ ہو چکتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی ناپائش جمال اور نمر جنس کی راہ شوق میں اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کی طرف سے بھی بے نیاز ہو جاتی ہے اور اپنی شرافت نفس اور عزت و خودداری کی بھی پروا نہیں کرتی بلکہ اللہ کے عذاب ناک سے ڈرنا اور بے خوف ہو کر احکام الہی کی عملاً فی لغت شروع کر دیتی ہے اور بالآخر اپنی خواہش نفسانی کی بندی بن جاتی اور اپنے ہوا و بیکوس کی پیروی اور پوجا شروع کر دیتی ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هواہ بغیر ہدای من اللہ
ان اللہ لا یہدای القوم الظالمین۔

اس بد بخت گنہگار اور اپنی ذات پر ظلم کرنے والی بے پردہ عورت اس کے عزم و یقین پر اس کے خواہشات نفسانی غالب ہوتے جاتے ہیں، اور اس کے جذبات کی "لذتیت" خدا ترسی، تقویٰ و جہاد کے تمام پاکیزہ راہیات کھٹا فٹم بغاوت بلند کر دیتی ہے۔ اس کے دل کے اندر ناپاک خواہشات اس بڑی طرح نفوذ کر جاتی ہیں کہ ایمان، تقویٰ، خدا ترسی اور پاکیزگی کے تمام جوہر دبا کر رہ جاتے ہیں، پھر وہ پوری قوت سے اپنے خلات سے بھی بغاوت برآباد ہوتی ہے، اور اس کے حکموں کو جان بوجھ کر ٹھکرانے لگتی ہے، یہ بد نصیب عورت استقامت و قیام کی خوشنودی کے حصول کی طرف لپکتی ہے اور ان بد معاشرہ کی رضا جوئی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر ترجیح دینے لگتی ہے، یہ بد بخت عورت فاسقوں اور فاجروں کی طنز و تعریف سے تو خوش ہو جاتی ہے اور ان کے ہنسی اڑانے سے ہم جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کے درد ناک عذاب سے نہیں بچتی۔

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ

وہو معہم۔

وہ انسانوں سے تو ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے، حالانکہ وہ ہر وقت ان کیساتھ ہے۔

جو لوگ اللہ کی نافرمانی کے مقابلہ میں انسانوں کی رضا جوئی کے طالب ہیں تو اللہ بھی ان سے نافرمان ہو جاتا ہے اور بالآخر تمام انسان بھی اس سے ناخوش ہو جاتے ہیں۔

یکس کفر تعجب کی بات ہے کہ یہ پجاری مسلمان بھی ہے اللہ تعالیٰ کا کلام اور آیتیں سن تی ہے، اللہ تعالیٰ کے ان تائیدی حکموں کو بھی سمجھتی ہے جن میں سزا و سزا کو اور عقیقہ سے ڈھانکنے کی شدید تائید ہے، لیکن با اس جہد سے عملاً اپنی بے پردگی پر، اپنے تہرج پر اور اپنے بسناؤ سنگھار کی نمود نہ مٹائیں اور خود نمائی پر اصرار بھی ہے، اس طرح یہ اپنے مخالفانہ عمل سے اللہ کا اس کے دین کا اور اس کے احکام کا مذاق اڑاتی ہے اور سبب بنی ان سخی کر دیتی ہے ایسے ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کی وعید آتی ہے۔

وہل لکل افاک اثم یجمع آیات اللہ تنظیر علیہ ثم

لیعبر مستکبراً کان لم یسمعھا فبشرہ بعذاب الیم

یہ جابر کہہ گیا سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بے وقوفی و حماقت کو اس کی ناراضی و جہالت کو اس کی ضد و نفرت دھری کو کھلی چھٹی دیدی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کو توڑ کر جس طرح چاہے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق ڈھال لے، وہ خدا کے جس حکم پر چاہے عمل کرے اور اس کے جس حکم کو چاہے رو کرے اور نافرمانی اور خلاف ورزی کرے، گویا یہ اسلامی شریعت نہیں ہے، بلکہ کسٹروں اور کھانوں کی کوئی وہ کان ہے یا بانام ہے کہ جو پسند اس کی اپنے پسند کے مطابق ہوا سے اختیار کرے اور جو پسند اس کی اپنی پسند اور طبع نازک کیخلاف ہوا سے رو کرے، کیا اس عورت کے کانوں تک اللہ تعالیٰ کی تہدید اور اس کی وعید نہیں پہنچی؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے بلصیوں کو جو سرکش فرمانی ہے اسکی خبر اس کو نہیں ملی ہے؟

افتخرون ببعض الکتاب
و تکفرون ببعض فما جزاء
من یفعل ذالک منکم
کیا تم کتاب کے بعض حصہ کو توڑتے
ہو اور بعض حصہ سے انکار کرتے ہو
پس تم میں سے جو کوئی ایسا کرتا جو

الذخیزی فی الحیاة الدنیاء
 یوم القیامة
 یردون اسے
 اشد العذاب
 وما اللہ بغافل
 عما تعملون

اس کی سزا کیا ہے، بجز دنیا کی
 زندگی میں سزائی کے اور قیامت
 کے دن تو سخت ترین عذاب ہے
 میں بھی ڈالے جائیں گے اور
 اللہ تعالیٰ تمام اعمال سے جو وہ
 کرتے ہیں بے خبر نہیں ہے۔

وقل للمؤمنات یغضضن
 من البصائر من ویحفظن
 فروجهن ولا ینبذین
 نریضتھن الا ما لھن منھا
 ولیضویبن بجمہرھن علی
 جیوبھن ولا ینبذین
 نریضتھن الا ما لھن منھا
 ولیضویبن بجمہرھن علی

اور ایمان والیوں سے کہو کہ
 وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے
 اندیشوں کی جگہوں کی حفاظت کریں
 اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں، مگر
 جو ناگزیر طور پر اظہار ہو جائے اور
 اپنی اذرتھنیوں کے اپنے گریبانوں
 پر بسکریں مار لیا کریں اور نہ ظاہر
 کریں اپنی زینت مگر اپنے شوہروں
 کے سامنے یا اپنے باپوں کے
 سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں
 کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے
 یا اپنے بھائیوں کے سامنے
 یا اپنے بھتیجیوں کے سامنے یا اپنے
 میل جول کی عورتوں کے سامنے
 یعنی جو بدراہ نہ ہوں، یا اپنے
 ہاتھ کے مال کے سامنے یعنی
 غلاموں کے سامنے، یا اپنے
 ملازموں کے سامنے جو عورت کے
 حدود سے گزر چکے ہوں، یا ان
 لوگوں کے سامنے جو ہنوز عورتوں
 کے بھیدوں سے آشنا نہ ہوئے
 ہوں اور اپنے باپوں زینت پر مالک
 نہ چلیں کہ ان کی چھٹی ہوئی زینت
 ظاہر ہو اور تم سب ملکر عورت
 مرد سے ایمان والوں کو نہ کرو
 اللہ کی طرف متوجہ ہو، تاکہ تم
 اصلاح پاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کو دار اپنے قرآن میں کوان بد
 لوگوں کی خواہش نفس کے تابع ہرگز نہیں کیا ہے۔
 ولو اتبع الحق
 اھوا اءھم لغسدت
 السطوات والادھررض
 ومن فیھن
 اللہ تعالیٰ نے مردوں عورتوں دونوں کے لئے اپنے رسول
 اپنی کتاب اپنی شریعت اور خود اپنی ربوبیت پر لایا دیکھیں کی
 علامت ہی یہ قرار دی ہے کہ انسان اپنی شخصی خواہش اور ذاتی
 پسند و ناپسند کے مقابلے میں ترجیح نہ دے اگر وہ ایسا کرے گا تو سخت سزا
 ہوگا، اور کبھی ہوتی مگر ابھی میں جا پڑے گا۔
 وما کان لھم من ولا
 مؤمنۃ اذا قضی اللہ
 ورسلھم امر ان یکون
 لھم الخیرۃ من ما ھم من
 یحصل لھم رسولہم فذلھن
 ضلوا لا یمیدن اور ۲۵-۲۶

جیو بھن ولا ینبذین
 الا لبعولتھن وایاتھن اور
 آباء بعلوتھن اور خواہوں
 اور بیٹی احوالھن اور بیٹی خواہوں
 اور لسانھن اور ما ملکت
 ایمانھن اور انابعین غیب
 اولی الاربعۃ من الرجال
 اور اطفال الذین لھن لھن
 علی عورات النساء ولا یضویبن
 یا رجالھن لیعلم ما یخفی
 من زینتھن واولی الی اللہ
 جمیعاً ایہما المؤمنون لعلکم
 تفلحون۔

(۳۱-۳۲ - نور)

کسی مؤمن، اور کسی مؤمنہ کے لئے حجاب
 نہیں کہ جس معاملہ کے لئے اللہ اور
 رسول بھیلا کر دیں اس میں وہ اپنے
 اختیار کو استعمال کریں، اور جس نے
 اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی
 تو وہ گناہی ہوئی مگر ابھی میں جا پڑا۔

۱ سے بی بی خیر وادہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے اس
 فرمان ولا ینبذین زینتھن پر ابھی طرح خود کرو! اللہ تعالیٰ
 نے عورت کی زینت کو عورت کے اعضا میں سے کسی ایک عضو کے

خواتین اسلام و زعامت اسلام! دستخان بی بیوں، اور
 مسلمان لیڈرنیوں! تم نے پردہ کی بابت، اور عورتوں کے
 وقار و حیثیت اور حجاب کے منسحق اللہ تعالیٰ کی آیتیں سن لیں
 اگر نہیں سنی ہیں یا سن کر ہی نہیں سگوائیں، کہہ دیجئے ان سے
 بے پروائی اور غفلت، برسی یہی ہو، تو آؤ اس وقت وہاں جا
 سامنے تھارت کرتی ہوں، اگر ایک مسلمان طاقتور کی طرح اس
 دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہو تو ان آیتوں کو دل کے کانوں
 سے سنو!

لئے منہم کا یہ ترجمہ درست نہیں ہے، ہاں چاہیے۔ اور اشاران کے کسی بھی عمل سے خبر نہیں ہے۔ یا ذی شعور کو ایجابی اسلوب میں بیان کریں تو اس طرح
 کریں گے۔ اور اشاران کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

ساتھ مخصوص متعین نہیں فرمایا ہے اور نہ اس نے اس سلسلہ میں اس کے لباس اور کپڑوں ہی میں سے کسی ایک قسم کے کپڑے کیساتھ کوئی قید نہ شکل نصیحت فرمائی ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ بات تم پر نجوبی واضح ہو جائے کہ عورت کا ہر عضو زینت کا حاصل ہے جس کا ہر عضو ایک "جہانِ فتنہ" سمیٹے ہوئے ہے، بنا بریں ایک با عصمت مسلم خاتون اور عقیقہ اور حیا دار و متہ دہی ہے جو شوہر اور دین کی پابندی کو کما حقہ پروردگار سے اور عفت و عصمت کے تمام لوازم کا اچھی طرح خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایتوں کی تعمیل کرے اور اس کے غضب و عتاب سے ڈرے۔

اے مسلمان بی بی! ذرا اللہ کے جس کم ہر غائر نگاہ ڈالنا و بعضیوں بجز عین عقی جیو بن و لا یدین نہ دیتھن۔

یاں دیکھنا اللہ کا علم ہر چیز کو محیطا ہے، اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی خوب باخبر تھا کہ آخر زمانہ لے حیاتی میں مسلمان عورتیں اپنے دوپٹے اس طرح ہل دیکر اور ہین گی کہ اس کا ایک حصہ شانہ کے دائیں جانب لٹکا ہوگا اور اس کا دوسرا حصہ بائیں جانب لٹکا ہوگا اور وہ اپنے دوپٹے کو کسی خوش نما زیور (کلب) سے آراستہ کر کے دیدہ زیب بنائیں گی، اپنے گیسوئے ناپیدار کی ٹون کو چمکتی ہوئی لوج جیسے پر بکھر کر و چشمہ نور شید میں نہیں بلکہ مردوں کے کلبو پر ساتیہ ابرائیں گی، اپنے دوپٹوں کو دائرہ کی شکل دیکر اپنے چہرہ روشن کے گرد ہالہ ڈالیں گی، اور اس طرح اپنے ڈو سے بھی ڈیو پردہ پوشی اور زینت کو چھپانے کے لئے تھا، اپنے چہروں کے حسن و جمال کو چارچاند لٹکائیں گی، اور ان ہی دوپٹوں سے دیکھنے والوں کے جذبات کے خوابیدہ فتنے جگا میں گی، اس طرح ان کا پوٹو بھی ناظرین کے لئے مستقل فتنہ بن جائیگا، اور بجائے اس کے کہ وہ ان کی زینت کو چھپائے اور پردہ پوشی کے کام آئے، اس کے عکس خود فتنہ کو دعوت دینے کی عرصہں پوری کیجیجی اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس کے ہا دو جو مسلمان عورت اس خوش گمانی میں مبتلا ہوگی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کر لی، اور ذہنی اور ذہنی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل کر دی!

اے خاتون اسلام! تو بھی طرح ذہن نشین کیلے کہ جو بات

تیرے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اللہ کو اس کا خوب علم ہے یہ ذوق خود نمائی اور حین وصال کی خود نمائش کا شوق، اور تہرج دے جانی اور بے شرمی دے حیاتی کا روگ جو تیرے دکو لگ گیا ہے اللہ کو اس کی پوری پوری واقفیت ہے، تیرے دکو چھو اور تیرے نفس کا جیلا اور فریب اللہ سے چھپا ہوا نہیں ہے، تیری یہ ناپاک خواہش کہ غیر مردوں کی طرح لٹکا ہوں کے سامنے تو بن سکو کر آئے اور حین تمسیل ظاہر ہو، اور تیری یہ ناپاک کوشش کہ ہر گھور نے واسلے مرد کی لٹکا ہو اس میں تو کھپ جائے اور اپنے ناز و ادا اور عشوہ و غزہ سے مردوں کے دلوں پر سرچ پائے، خواہ یہ تیرے دوپٹے کے خوش ادائیگی کے ساتھ اور ذہنی سے ہی کیوں نہ حاصل ہو، خوب سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اسے خاتون! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرا یہ فتنہ پروردار اور کوش اعزاز سے دوپٹا اوڑھنا بھی تہرج ہے، اور بے حجابی اور بے حیاتی میں ہی واقع ہے، اس گناہ پر اللہ تعالیٰ بھی سخت عتاب میں یقیناً مواخذہ فرمائیںگا اور تجھے سخت سزا دے گا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول رضون بصرہ میں صلی علیہ وسلم کے فرما بدی لایسیدین نہ ریفتھن۔۔۔۔۔ کی قید لگا دی ہے اور صاف و قاطع فرمادی ہے کہ صرف دوپٹہ یا اوڑھنی ایک ایسی بے حیاء اور آزاد مزاج آوارہ خاتون کے لئے کافی نہیں ہوا اپنے زیب زینت، آرایش زینت، بناؤنگھار اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کی حسرتیں ہیں۔ اور ہاں اسے بی بی! ذرا اللہ کے اس قول پر بھی نظر سے کہ لایضون باسرجھن لیعلمہ۔۔۔ ایخفین من نہ ریفتھن۔۔۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اور محسرات سے منع فرمایا ہے جو غیر مردوں کی لٹکا ہوں کو عورت کی زینت ستور اور چھپے ہوئے سنگھار کی طرف مائل کرنوالی ہوں اور یہ صرف زین پر پاؤں مار کر نہ چلنے پھرنے ہیں بلکہ اس جانگت کے اندر عورت کا تہر خوشبو لگا کر باہر نکلنا اور اس قسم کی تمام وہ دوسری باتیں بھی شامل ہیں جن سے عورت کی خود نمائی، نمودن و نمودن اور ظہور حال میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہاں ذرا اللہ کے اس قول بخصن بالقول

فیطمہ السدی سے قلبہ موصوفہ دم بات میں لوج اور لگاوت کا انداز پیدا نہ ہونے دو کہ جس کے دل میں کچھ روگ ہے وہ کوئی غلط قسم کی امید اور طبع باندھ بیٹھے، پر بھی خود کرنا اور لگاؤ تدریج سے کام لینا۔

بی بی خنجر دار، جہنا کہ تیز ج، خود نشانی اور بے حجابی کا تعلق صرف لباس ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عورت کی آواز سے بھی ہے، کسی شریف مسلمان بی بی کو اپنی آواز اور لہجہ میں لوج اور تڑکت، گنگوگیں لگا کر دہ اور گھلاوٹا، اپنے کلام میں شیرینی موسیقیت و جا زیت اور دکھی نہ پیدا کرنی چاہیے، اور بیٹھے بیٹھے لول ٹھٹھ سے اس طرح نہ نکالنے چاہیں کہ دل کے چور کا شبہ ہو جو مرد کے دل کے روگ کو تڑھائے اور اس کے نفس میں کوئی غلط قسم کی خواہش یا طبع پیدا کرے، تمہارا لبہ چہرہ تمہارے نفس کی گہی ناہیا خواہش یا بڑی نیت کا عذاب نہ ہو کہ چونکہ زبان و دل کی ترجمان ہے اور کلام مضمون قلب کا عنوان ہے۔

لے بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد میں لگا ہ ہے اذا خرجت اهلوا متعطره فانما شرابہ۔

جب عورت عطر میں مٹی ہوئی گھر سے باہر نکلتی ہے تو بلا شبہ وہ زانیہ ہوتی ہے،

اسے عقل والی سوچو! اور اللہ کی آیات اور اس کے رسول کے ارشادات پر غور کرو کہ وہ ایمان کے اندر اسلامی آداب کی حکمت و موعظت کی اور تکرار نفس اور پاکیزگی اخلاق کی پوچھتیاں اور گناہوں اور اخلاقی گتگیوں سے پاک صاف رہنے کی جو ہدایات ہیں، انہیں لگاؤ تدریجاً اور ان شدیداً اعتقاد کو اور ان تاکید کی کلمات کو ملحوظ خاطر رکھو، جو تمہارے بائیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں اور اس بات سے دور رہنے کی تاکید ہے جو تمہارے قلوب میں نفسانیت پیدا کرنے کی موجب ہو، یا اسلامی نظام اور اخلاق و معاشرت کو درہم برہم اور خنزرنہ کر سکی عورت دیتی ہو۔ اس طرح سے بڑھ کر اور کون سی عورت طبع ہو سکتی ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ عورت کو جیسم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ نہ کوئی بوجہ اس مرد کسی پاکدامن عورت کے آرائش جمال سے اپنی آنکھ کھینچے پائے اور نہ کسی عقیضہ کی بریلی، مترجم اور شہسیر یا آواز کسی غیر محرم مرد کے لئے "ذرواں

گوش" بنائے پائے، اور نہ کسی اجنبی مرد کے منہم جان کو عقیضہ عورت کے گیسوئے عنبرین کی غطر پیر لیشیں معطر کر کے اسے از خود تڑھائے پائیں، اور نہ کسی پاکدامن کی معنی زینتوں اور اس کے زیوروں سے مرعہ مستقیم کا تصور تک کسی غیر محرم کے عاشیہ شیاال میں لے پائے یہ تمام اعتدالی تدابیر اسلام نے اس لئے خاص طور سے ملحوظ رکھیں کہ وہ ہر شر لین عورت کی عفت و عصمت کو اپنے نظام اخلاق کے مضبوط قلعہ میں اور عقیضہ عورت کے ناموس کو اپنے نظام معاشرت کی مستحکم پناہ گاہ میں بالکل محفوظ و مامون کرے، اور نشاق و فحار کی لگا ہوں سے دور رکھے، یعنی ان کی نظر کے تیروں کی آہنگی نہیں دے۔

اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس نظام، اخلاق اور صراط مستقیم پر پھر سے جا وہ پیر ہو جائیں تو یقیناً اس منزل حقیقت تک ان کی رسائی ہو جائیگی، کہ اللہ تعالیٰ نے جس جس چیز کو حرام اور منوع قرار دیا ہے بنا شہد اس میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سخت مفرتیں ہیں، شدید نقصانات ہیں، واللہ تعالیٰ نے جس کلمہ کے لڑنے کا حکم دیا ہے اس میں افراد اور جماعت دوسو سائی، دونوں کے لئے فوائد، بھلائیاں اور خیر فلاح مضمون ہیں، اللہ علیم وخبیر جو اس لئے اس نے چاہا کہ ہمیں تمام ضرور دساں چیزوں سے محفوظ رکھے، اور اپنی آیات کریمہ اور فیصلح حکیمہ سے ہماری سیرت اخلاق کی تربیت و تعمیر کرنا ہے، اور ہمیں لے پائیزہ زندگی اور حیات طیبہ کے اسباب مہیا فرمائے اور ہمیں ایک ایسی خوشگوار اور صاف ستھری زندگی عطا فرمائی جس میں ہر قسم کی ذہنی بلبلی اور مغرور کی بدعتی کا قور ہو، جو عسرت و سنگدستی کی زحمت سے دور ہو اور جو دنیا و آخرت کی تمام کامرا نیوں اور کمال خوش معنی سے مملو ہو، جیسا کہ اللہ بڑا شفقت والا اور بڑا رحم والا ہے۔ **وَاللّٰهُ رُوْفٌ رَّحِيْمٌ** عورت کا بناؤ سنگھار کر کے اپنی نمائش کرنے پھرنا اس کا زینت زینت کیسا تھو آراستہ پیراستہ ہو کر ہے، عا با مردوں کے سامنے آنا اور اپنی آرائش جمال اور زیبائش حسن کی غیر مردوں کے سامنے نمودار نمائش کرنا بڑی ہی شرم انگیز بدعتی اور انتہائی فتنہ خیز بدعتی ہے، یہی مردوں کے نفوس کے اندر زہوانی شہوات کے نشہ خواہیدہ کو جگاتی ہے، ان کی خواہش نفس کی گہی ہوئی چھوٹی سی چنگاری کو بھرا

یہ مجرمہ فتنہ بردوش، یہ سیاہ کار گناہ باغوش وہ آتش پر کالہ ہے جو اپنے حسن جہاں سوز سے بند جانِ خدا کے دین و دانش کو چھوکتی ہے ان کے عقل و ہوش کو خاکِ سیاہ کرتی ہے اور اپنے پورے ماحول میں شہرت و صدا اور ذلت و کثرت کی آگ بھڑکتی ہے۔ ایسی عورت جو شاہدوں میں، گلیوں اور کوچوں میں بے پردہ نکلتی ہے اور عام مجلسوں میں غلو و مغللوں میں، پبلک کالفرنسوں میں بے باکانہ شریک ہوتی ہے اور مجمعِ انجمن اور زینتِ مجلس بن جاتی ہے، اسے یقیناً قنات و فحار، خنڈے اور شہدے دہلے وہ دھڑکے ہوں یا جوان ہوں) حریمِ باند لگا ہوں کا بدت بناتے ہیں، وہ بد نظر نفس پرست اور خواہشوں کے رسیا اس عورت کے جسم کے ابعاد اور بدن کی گواندگی پیش کش کے مہائے نجاست کی بھو کی بھو کی، منداہنی خانہ آنکھوں سے اس کی طرف چھینتے ہیں اور اپنی ناپاک روح کی آسودگی کا کام لیتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بے پردگی اور تہ تیغ وہ خوفناک کھلاڑی ہے جس سے امت مسلمہ کے بچکے گئے ہاتھ ہیں، اور یہ وہ درد دہاری تلواری ہے جس سے پاکیزہ اخلاق کا خون جھوٹا ہے۔

ہر وہ عورت جو ذہن کی طرح ہی ستورہ کرم پر وہ سے مبرا نہ باہر نکل آتی ہے وہ زبانِ حال سے یہ اعلان کرتی ہے۔
 کرتی شوقین سے جو میرے حسن و جمال کی داد سے ا کوئی دعائ کا طالب ہے جو شرم و وصل سے اور پلائے ایسی عورت اپنے حسن و جمال کی آرائش اور اپنی تیج و ہج کے کمان کو مردوں کے سامنے اس طرح کھلا کر پیش کرتی ہے جس طرح کوئی صاحب اپنا مال تجارت خریدار کے سامنے خوب سے پیش کرتا ہے۔ یا جس طرح ہلوہ فروش اپنی مٹھائیاں خوش نما نگوں سے رنگ کر جانے کے تابناک ورق پیٹ کر چیلے تھالوں میں بچا کر بی دکان میں آنے جانے والے ہر گاہک کے لئے پیش کرتا ہے، تاکہ لچائی لگے ہیں اسکی طرف پسکین اور دیکھنے والوں کے کندھوں پانی بھرتے، دونوں میں شوق کی آگ بھڑکے، اور خریداروں کی تعداد میں دن و رات اور رات جو گئی ترقی ہو!

اے سبحان اللہ! عورتوں کی انجیہ طرزوں اور کیشہ سازوں کے بھی کینے ہیں! سمجھیں نہیں آتا کہ آخر ایک شریف

دیگر سے شعلہ جوا لا بہا دیتی ہے، عورت کے حسن و غریباں اور اس کے جمال آشکار کی مثال ان لذت بخش ذائقہ خوشبو دار اور خوش رنگ کھانوں کے کھٹے ہوئے دلکش خواتوں کی ہی ہے جو بھوکے آدمی کے سامنے پیش کر دیتے جاتیں، ظاہر ہے کہ ان کی رنگینی بھلکدہ ان کی خوشبو سونگھ کر انسان کی سوتی بھرتی بھوک بھی جاگ اٹھے گی، اور کھانے کی خواہش بھی بھڑک اٹھے گی، بری نگاہ نفسانی جذبات کی آگ پرتیں کا کام کرتی ہے، آنکھیں اور دوسرے حواس خرمہ بھائے نفس کے سامنے جن چیزوں کو خوش نما اور لذت بنا کر پیش کرتے ہیں جہاں نفس بھی ان ہی چیزوں کا خواہشمند ہوتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ مہمان مردوں کو حکیم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اس کے بعد اپنا حکیم ارشاد فرمایا یحفظ ظنون فدو جھٹھ یعنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، اسی طرح مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اسی کے فوراً بعد حکیم دیا کہ ویحفظن قرو و جھٹھ یعنی اپنے اندیشوں کی جگھوں کی حفاظت کریں، اور اپنے صدمہ و دستر کی نگہداشت کا پورا پورا اہتمام رکھیں اس کے معنی یہ ہوتے کہ انسان کی نگاہ ہی بدکاری کی پہل کرتی ہے اسی لئے مسلمان مردوں اور عورتوں کی نظر کو آزاد چھوڑنے اور نگاہ کی چوری سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور انکھوں کو بے حجاب یا آزاد چھوڑنا اور نگاہوں کو شرم بے مہار کی طرح میاں رکھنا جرم اور خیانت قرار دیا گیا ہے، اور اس سے تاکید اور کا گلیا ہے کہ ان ہی باتوں سے مرد اور عورت دونوں کی نفسانی خواہشیں اشرافیہ ہوتی ہیں، اسی لئے ایک عظیم پاک زاد خدا نے مسلمان مرد کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے میاں کا شہبہ نگاہ میں شرم و حیا کی لگاؤ اور اپنے رعبہ آہیم کو عفت و پاکیزگی کی باگ ڈور پہنائے، نہ کہ ان تمام عمر کاٹ و امی سے نجات حاصل کرے جو اس کے قدموں میں اندیش پیدا کر خرابی ہوں، اور اس کے جذبات کو برا لگنے دے والی ہوں، کیونکہ شہوت، اسی وقت جاگتی ہے جب اسے جکایا جائے، اور جنسی بھوک اسی وقت بھڑکتی ہے جب اسے عورتِ نظارہ دیکھ بھڑکایا جائے۔

ایک بے شرم اور بے حجاب عورت یعنی متبرجہ کی مثال اس دیکھتے ہوئے نگارے کی ہی ہے جو سوکھی کلڑی کے لئے پیغامِ بلاکت ہے

ہیں یہ تباہ کن، اخلاقی لگاڑیوں پر گزند و گمان نہ ہوتا، یہ معاشرتی شرف و فاضل
اس بری طرح ڈھیلتا، آج پوری کی پوری قوم کا شیرازہ احسناق
بکھر چکا ہے، آج ملت اسلامیہ اپنی عزت و شوکت کے تمام اسباب
کھو کر دنیا کی تمام اقوام میں سب سے زیادہ ذلیل و خوار ہو چکی
ہے، اور ہم مسلمان دنیا کی دوسری قوموں کے لئے محض ایک
سامانِ شکر و استہزا بن کر رہ گئے ہیں۔

ایک عورت کے لئے شرم و حیا، منکنت و وقار اور اپنی
نظر میں سچی رکھنا وہ اعلیٰ خوبیاں ہیں اور پیش بہا اصلاح ہیں اور
مضبوط ترین پیر اور زرد بکتر ہیں جو عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت
و سیادت میں بہت بڑا دخل رکھتی ہیں، ان ہی اخلاقی اصولوں سے
نظامِ خاندان کی حفاظت ہوتی ہے، کتنی گنہگار نگاہیں ہیں جو حقیقت
ہمارے معاشرے میں فتنہ و فساد کا موجب ہوتی ہیں، خونِ خرابہ
اور لظاق و شقاق کا اعلیٰ سبب بن تی ہیں اور زن و شوہر کے درمیان
افتراق کا باعث ہوتی ہیں، یہی نگاہیں اولاد کے اندر باہمی نفرت
و عداوت اور شقاقیت قلب کا بیج پھیلاتی ہیں، یہ لگاؤ بدوہ بری بلا ہے
جس کے متعلق ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

نظرة فاندسامہ فسلوم نکلام فموسدا فلقتاع
اف! لنگاہ! ار سے یہی تو سب کچھ ہے، اس کا آغاز محض ایک
مضمون مستم سے ہوتا ہے، پھر یہ سلامِ شوق کے پیکر میں جلوہ گر ہوتی
ہے، اس کے بعد پیامِ محبت کا روپ بھرتی ہے، اور پھر دوسرا
شاعر کہتا ہے۔

کل الحوادث مبداءها من النظر، و معظم الذنوب من تنصير العيون
تمام حادثوں اور فتنوں کی ابتدا نگاہ سے ہی ہوتی ہے۔ آگ کے بڑے
ٹپے الاؤ ایک چھوٹی سی چنگاری کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

کہر نظراته فتکت في قلب صاحبها
فتکت السهام بلا قوس ولا وتر
کتنی فتنہ خیز نگاہیں ہیں جو تیر و کمان کے اپنے ساتھی کے
قلیب جگر میں اتر جاتی ہیں اور تیر کے مانند انھیں چھید
ڈالتی ہیں۔

یسر مقلتہ ماضیہ معجتہ
لاہر حبا لیسر ورجاء بالضریر

ہاتھوں ایک باکرا من بی بی، ایک عقیض عورت کی غیرت و عصمت
اسے کس طرح قیوں کر سکتی ہے کہ وہ کسی غیر محرم مرد کی نگاہِ توجہ
کو اپنی جانب متعلق کرے اور زبان حال سے یہ کہے۔

پھر کہنے کس امید پر ہم زندگی کریں
جب آپ الفتات ڈرا بھی نہ کیجئے

ایک غیور عورت کی خودی اور خود داری اسے کس طرح گوارا
کر سکتی ہے کہ وہ اجنبی مرد کو اپنی خوبصورتی، آرایش و زیبائش اور
نمائش کے ذریعے دعوتِ نظارہ دے، محبت کی سنگین بڑھائے
اور اپنی تمنا اور آرزو کرنے کا موقع بختے، ایک شریف اور پارسا
عالتوں جیسے اپنی عفت ہر قیمت پر محسوب ہے اور جو اپنی عزت و
ناموس کو دولتِ بیش بہا سمجھتی ہے، اس کا چہرہ تو اس طرح
کی بات کے تقصیر ہی سے مارے شرم کے سرخ ہو جاتے گا اور وہ
اپنی زینت کے چھپانے میں بڑی شدید اذیتا سے کام لے گی
میں نے خود اپنے کانوں سے ایک بدکار مرد کو یہ کہتے سنا
دا دراضوں ہے کہ ہماری سوسائٹی میں ایسے ہی شہدوں کی کثرت
ہے، وہ مرد ایک لڑچکان خوبصورت ہی منوری عورت کو دیکھ کر
ایک دوسرے مرد سے یہ کہہ رہا تھا ”اے کاش یہ نوجوان حیدر
یہ سب شباب عورت میری آغوشِ الفت میں ایک رات ہی
رہتی“ اور وہ اس حیدر کی طرف گرم گرم نگاہوں سے گھور رہا تھا
اس کی آنکھوں سے سیدکاری و فحاشی کے شعلے نکل رہے تھے،
نگاہوں سے فتنہ و فحش اور گنہگاری کے ٹپے اتر رہے تھے، پھر میرے
قریب ہی ایک دوسرا مرد ایک عورت کو دیکھ کر یہ کہہ رہا تھا
”ان شامت زدہ عورتوں کے سامنے سے بھاگو، آخر تم گوشت
اور خون سے بنے ہو، انسان ہیں کوئی پتھر کے ٹپے بہرے
بت نہیں ہیں!“

انہوں نے حسرت سے ان عورتوں پر جو شرم و حیا، عفت و عصمت
کے سارے حدود کو توڑ کر باہر نکل آئیں، اگر عورت اپنے احتشام و
احترام اور وقار و منکنت کا پاس دلگاہ رکھتی، اگر وہ اس بے لادہ آؤنگا
اور فوڈ میت، دانا کی، سے ددر رہتی، اور اپنی رفتار و گفتار
بامعنی پرشاک میں اسلام کے مقرر کردہ حدود سے انحراف اور
اسلامی اخلاقی معاشرے سے بغاوت نہ کرتی تو آج ہماری سوسائٹی

کی خاطر اور صرف نظر کے لطف و مزے کے لئے پھونکنے والی ہیں مثلاً اپنے نگہروں کو گنسن طریقہ سے سہانے ہیں، دیواروں اور چھتوں کو خوشنما ہیں، دن اور چاندنیوں سے مزین کرتے ہیں، چمن لگاتے ہیں، پھولیاں لگاتے ہیں، اور طرح طرح کے رنگین اور جاذب نگاہ سیل لگاتے کھلاتے ہیں اور سرسبز درخت نصب کرتے ہیں اور رنگ برنگ کے خوشنما پھول لگواتے ہیں، بیش قیمت فرنیچر اور شاندار قالینوں سے نگاروں کو سجاتے ہیں اور کمرے کو آراستہ کرتے ہیں اور بہ تمام نظر فریب ساز و سامان اور یہ تمام مستطیر جنت لگا کر محض نگاہوں کو اسودگی بخشنے اور آنکھوں کے لئے لذت مند فرمایم کرتے ہیں، اور یہ نگاہ کی لذت اندوزی تو ہر قسم کی لذت و مسرت میں شریک غالب رہتی ہے، یہاں تک کہ کھانسیکے مزے لوٹنے میں بھی یہ سب سے زیادہ حصہ لیتی ہے، چنانچہ پیش زبان و ذمہ خاص عام ہے۔

العین تا کل اک ثمن، الفم۔ آکھ کام و ذہن سے بھی زیادہ کھاتی ہے، نگاہ کی بھوک کھانسیکے بھوک سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ثلاث اعین لا تعصیان لاربعین فخصت عن محارم اللہ و عین حرمت فی سبیل۔ و عین بکت من خشية اللہ۔
تین قسم کی آنکھیں ہیں جنہیں روز قیامت کی آگ نہیں چھو سکتی، ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے عورات سے اپنی نگاہ بند کرے، دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے طریقہ اور اس کی بیعت کی ہوئی زہ کی نگہبانی میں کھلی رہے، تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف اور اس کی خشیت سے گریاں رہے۔

اے شریف مسلمان بی بی! اپنی عقیفہ روح کو اپنے ظاہر جسم اور اپنے پاک بدن کو ان ناپاک آوارہ نگاہوں کی گندگیوں سے بچانے رکھنا، اے بی بی! شرم و حیا کی سپرد و ترستہ خود داری کے ہتھیاروں سے بیس ہو جانا کہ ان چور نگاہوں کے تیروں سے محفوظ رہ سکے!

وہ عورت شریعت عقیفہ اور پاک دامن کبھی نہیں ہو سکتی جو زبان سے تو یہ دونوں کہتی رہتی ہے کہ وہ اپنی عزت و آبرو کے معاملہ میں محتاط ہے، مگر عملاً وہ کھلے بندوں اپنی بے حجابی کی صورت

اس کی نگاہ نازنے اس شخص کو اسان کر دیا جس کو خون دل سے بھی دشوار تر کر دیا تھا، کوئی شخص جو مسرت و خوشی کا خیر مقدم نہیں کیا کرتا جو مصروف اور کلمتوں کو بھی اپنے جیبوں میں ساتھ لائے۔

بوشاش یا تاربا لنگہ کے ساتھ صبر خصمت ہو اک آہ کی ساتھ یہ انسان کی نگاہ بھی ہے جو انواع اقسام کے مرغوب و نغیزہ اور خوش رنگ کھانوں کو دیکھ کر لذت اندوز ہوتی ہے، عمدہ عمدہ خوشنما رنگ برنگ کھانوں کو دیکھ کر نگاہ وہ مزے لیتی اور لذت حاصل کرتی ہے کہ خود انسان کے کام و ذہن بھی ان سے وہ لذت و مزے حاصل نہیں کر سکتے۔

جب انسان دنیا کی اور دوسری خوشنما چیزوں اور جہین مناظر کو دیکھ کر لطف اندوز ہو سکتا ہے تو پھر وہ جس و جمال کی صحبت چاہتی انسانی تصویروں کو خوبی اور زیبائی کی، ان ہی صحبتی پھرتی صورتوں کو اور ان دلکش اور نظر فریب صورتوں کو، گوشت پوست سے بنے ہوئے لذت و لطف کے مجسموں کو اور ناز و داد و عشق و غم سے زہ کے پیکروں کو دیکھ کر کیوں لذت و مسرور نہ حاصل کرے گا؟ اور نگاہ کے سارے مزے کیوں نہ لوٹے گا۔

اسی لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
العین تزنی و زناھا النظر۔
آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نگاہ بد ہے۔
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

کل من یظن ان امرأۃ لیشتتھا فقد زنی بھا فی قابلہا۔
جو مرد کسی اجنبی عورت کی جانب نگاہ و شہوت سے دیکھتا ہے تو گویا وہ کسی کیساتھ زنا کر چکے ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ نگاہ کے ذریعہ سے کسی غیر فرم عورت سے متعلق ہونا بھی زنا کی ایک قسم ہے، کیونکہ اس میں لذت اندوزی کا ایک واضح حصہ موجود ہے، اور عورت سے متعلق ہونے کا ایک اہم جز اس نگاہ کے اندر بھی موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد عام طور پر جو بصورت عورت کی طرف مائل ہوتا ہے، اس میں بد صورت عورت کو لغزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے حالانکہ کسائیت اور عورت ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

مختصر یہ کہ نگاہ کی لذت بھی ایک بہت بڑی لذت ہے، لوگ اپنی گراں قدر دولت کی کس قدر مقدار محض اپنی نگاہوں کی تسکین

فن سے جو اس نام نہاد شریف زادی سے دنیا کی دوسری عورتوں کے لئے چھوڑ رکھا ہو، اور شرم و حیا، خیرت و محبت اور وقار و تکنت سے وہ کون سی اخلاقی دولت ہے جسے اس نے اپنی ذات کے لئے محفوظ کر لیا ہو۔

گو ذرا فدا لگتی کہنا! آج ہم میں سے کون ہے جو ایک مسلمان شریف خاتون اور ایک سچی عورت یا بیوہ دی عورت کے درمیان فرق کر سکے؟ آج کون ہے جو ایک بازاری عورت ایک فاحشہ اور فاجرہ عورت، اور ایک عقیقہ پاک دامن اور شریف بی بی کے درمیان خطا امتیاز سمجھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ضائق و فحار کو، غڈوں اور شہدوں کو جرات ہو رہی ہے کہ وہ پاک دامن یا کسبذہ اخلاق اور باعصمت بی بیوں پر بھی اسی طرح یری نگاہ ڈالتے ہیں، جسطرح بازاری عورتوں پر کیونکہ گندی روح واسلہ یہ بااخلاق مردانہیں بھی اسی طرح اپنا "شکار" سمجھتے ہیں۔ آج شرافت کی آنکھ وہ سب کچھ دیکھتی ہے جو شریف عورتوں کی ذات و سوائی اور سربازد ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی صورت میں آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ آج شرافت کے کان وہ سب کچھ سن لے رہے ہیں، جو سربازد شریف عورتوں پر گندے آواز سے کہے جاتے اور شریف زادیوں سے انتہائی بخش اور شراب دینے والے ہنسلی مذاق کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، ہائے حد حضرت وافسوس ان عورتوں پر!!

اے شریف مسلمان طاقتوں! تو نے اپنے مرنے جس گھڑی اپنا دوپٹہ جھکا یا اسی دم تو نے اپنی عزت گنوا دی، اپنی آبرو دہ بانی پھیر دیا، اور اپنی عصمت و حیا، اپنے وقار و تکنت، اور اپنی کماہت شرافت کو ہمیشہ کے لئے بھست کر دیا، اسے بی بی اس یہ دوپٹہ تیرے شانے سے سرک کر نہیں گرا، بلکہ تیری شرم و حیا، تیری عزت و آبرو کی عمارت گر پڑی، یہ تیری چادر تیرے سر سے نہیں اتری، بلکہ تیرے تنگ ناموس کی چادر تار تار ہو گئی اور گو یا اس دوپٹے کے عوض تو نے ذات و عوامی اور بانہت و سوائی کی چادر اڑھولی، اس رجائے شرافت کے بدلے تو نے سب راہ ردی، آزادی، اور انار کی کارموائے عالم لباس پہن لیا، چشم بینا نے تیری طرف نگاہ حقاقت سے دیکھا کہ تو نے یہ کس قدر ذلت و شرم، کیسی فضیلت و سوائی اور کتنے تنگ عمار کا کام کیا۔

اور اسی عفت غالب اور پاک نگاہ میں پوشیدہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکیم دیا کہ مسلمانوں کی بیویوں کے لئے یہ بات لازمی قرار دی جائے کہ وہ گھر سے باہر نکلنے کی عورت میں اپنے اوپر حلیاب و بڑی چادر، ڈال لیا کریں، یعنی گھر سے باہر نکلنے وقت معمولی لباس کے اوپر، ایک لمبی چوڑی فراخ چادر ڈالیں، جو سر سے پاؤں تک ان کے پورے جسم کو ڈھانک لے اور عورت کے لباس، اس کے جسم کے حاسن اور اس کی زینتوں کو پوری طرح چھپالے، چادر کی لمبائی اور فراخی کی وجہ سے زمان کی رنگت معلوم ہو اور نہ شکل صورت، حلیاب اصل میں اس بہت بڑی لمبی چوڑی چادر کو کہتے ہیں جو مہربانہ سے عورت کے پورے جسم کو گھیر لے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کو اس امر کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایمان تقویٰ و دینداری اور خدا ترسی، شرم و حیا بکلامیوں اور گستاخ و زانیوں سے محفوظ رہیں، ان کے پاکیزہ جذبات کو الہامی اور گستاخوں سے بھر دیا جا رہی ہے۔ خود عہد سعادت نبوی میں اور مدینہ رسول کے اندر جو پاکیزہ کی اخلاق کا مرکز اور طہارت نفس کا گہوارہ تھا، اور وہاں منافقین کے علاوہ کسی فرد واحد سے بھی اس قسم کی بیجا حرکتوں کا قطعی کوئی شبہ لاحق نہ تھا۔ تو اب ہمارے اس دہائے کی بابت اور ہمارے ان شہروں کے متعلق کیا پوچھنا ہو، جبکہ پورا معاشرہ فتنہ و فساد سے سمورے اور ساری سوسائٹی اخلاقی بگاڑ سے بھری ہوئی ہے۔

خدا! مجھے کوئی بتاؤ کہ مسلمان بی بیاں آج کل اپنی زینتوں کے چھپالے کا التزام اور اپنے بناؤ سنگھاری پر وہ پوشی کا اہتمام کیا اسی طرح کرتی رہیں جس طرح کہ اسلام نے انھیں حکم دیا ہے، جبکہ وہ باہر بیہت کڈانی سمرٹہ لگاتی ہیں کہ، کہ باز درخیاں سنگی گوری گوری پنٹ لیاں اور برتن بوریں سینے نمایاں، سفیناں الشاہب کے نمود میں خاص اہتمام، ٹوکس کریدن کے پچھلے حصے کے نمایاں کرینیکا خاص التزام، پیر کے سارہ اور پوڑہ سے لپے ہونے ہونٹ "لب اسٹاک" کی سرخیوں میں ڈوبے ہوئے، آنکھوں میں ٹرمہ کا ذرا، عورت یا آفت کا پر کالہ، سر کھیلے! بال بھرے!! آخر بے حیائی، بے شرمی، اور بے حجابی کے فنون میں سے وہ کونسا

کو انسانیت کے بلند مقام سے گر کر جانوروں اور بہائم کی پست سطح پر لے آتا ہے۔

عورت کی قدر و قیمت، اس کی شان و رزق برقی پوٹا کتے نہیں، اس کے بیش قیمت تخمِ عمر باہاس سے نہیں، اور عورت کی خوبصورتی اور اس کا حسن و جمال غانہ اور پوڈر کی مصنوعی مہیا سے نہیں، اس کے لبوں کی مستعار بازواری سرخی سے نہیں، اسکے عارضہ گنگول کی عارضی رنگت سے بھی نہیں، اور ہاں عورت کی رفعت و منزلت، اس کی عیشوہ طرازیوں اور اس کی نازا قریموں سے بھی نہیں۔ بلکہ عورت کی اصل قدر و قیمت اور اس کی معنی دولت و ثروت تو اس کی عقل و دانش ہے، اس کی عزت و شرافت ہے، اسکا وقار و ملکیت ہے۔ ترقی وہ نہیں ہے جو مغرب زدہ جاہل، احمق، کندہ ناتراش، وضع مفسدہ کی یا اندھی تقلید کو نوانی عورتیں جسے ترقی سمجھتی اور مانتی ہیں، ایسی نیم غریبان لباس کی نئی نئی وضع، رسوا کن نیم بربندہ پوشاک کی منت تراش و خراش اور جدید ترین وضع قطع، طرح طرح کے نئے نئے فیشن عام گذرگاہوں اور شاہراہوں میں آوارہ گھومنا پھرنا، نمائش گاہوں کی لیے پردہ میر کرنا، حیا سوز خلوت بندہ نہیں بیباکانہ شریک ہونا ترقی نہیں ہے۔ اے خواتین اسلام! یہ برگز ترقی نہیں ہے! بلکہ اصل ترقی تو علم و ادب میں ترقی کرنا ہے تہذیب، احتیاط اور تہذیب و دانشگی میں سیدقت لیجانا ہے، علم و حکمت میں پیش قدمی کرنا ہے، کیونکہ عقل و خرد کو غذا بخشنے والی چیز حقیقت میں ہی علم و حکمت ہے، یہی جو ہر ایمان ہے جو قلب پاکیزگی بخشتا ہے، اسی سے قومیں زندہ رہتی ہیں، اسی کی بدولت مرد و عورت دونوں، عزت و حرمت اور آزادی و استقلال کا بلند مقام حاصل کرتے ہیں، اور اسی کی بدولت وہ زندگی کے تمام اچھے اچھے قابل ہوتے اور عظیم کی قوت و توانائی حاصل کرتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے۔

اقبل علی النفس من استكمل خصائلها، فابانفسنا بالجسم انسان ترجمہ :- تو قلبہ روح کی جانب توجہ کر اور ان کے خصائل کو پائے تکمیل پہنچا، کیونکہ حقیقت میں تو دل و جان کی ہمتا پر انسان ہے نہ کہ تن بدن کی ہمتا پر! اور کیس قدر حکیمانہ قول ہے :- ایک سر بربند تو الیبتہ زیر ذمیت کا محتاج ہوتا ہے، لیکن وہ مہر جو علم و

لئے خاتون اسلام! تیرا دو پروردگار ہیں اسلام کا شعار ہے، تیری چادر نقوی اور خاتونِ مری کی نشانی ہے، تیرا ہر شعر شرم و حیا، ملکیت و وقار کا ایک مضبوط قلعہ ہے، تیری یہ رمانے پردہ دار، تیری جلالیت شان کی آئینہ دار ہے، اور تیری عزت و احترام کے لئے ایک ناقابل شکست آہنی دیوار ہے۔ اے اسلام کی بیٹی! تیرا یہ دلچسپ صرف تیرے سر کی چادر نہیں بلکہ اصل میں یہ تیرا تاجِ حسن و جمالی ہے، یہ چادر ہی حقیقت میں تیرے لئے سب سے بڑی دلیلِ نفیست و شرافت اور سب سے روشن بڑھاپا ادبِ کمال ہے

اے خاتون اسلام! کہیں تو بھی عہدِ جدید کی ان کندہ ناتراش جاہل بوجھل گندہ ذہن مغرب زدہ عورتوں کی طرح یہ نہ کہہ لینا کہ تیری یہ چادر عورت کے زوال کی، اس کی جہالت و نادانی کی، اس کی جمہت پسندی کی، اس کے انحطاط و پستی کی نشانی ہے اور عورت کی بے پردگی، اس کی بے باکی، اس کی خود غنائی اور اس کی خود مجال نمایاںی، اس کے علم و دانش کی اور اس کی ترقی و روشن خیالی کی دلیل ہے، یا عورت کی غیر خود آزاری بے راہ روی اور اتار دہنی اس کی تہذیبی تمدن کی، اس کی تہذیب و دانشگی کی اور اس کی دجاہت و امارت کی علامت ہے، ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! حقیقت میں شریف بی بی، مہذب تمدن عورت اور باوقار

و معزز خاتون وہ ہے جو اپنے دین و مذہب سے پوری طرح واقف ہو جو اپنے رب سے ڈرتی ہو۔ کیونکہ وہی کم ہرمت اور رک کی خشیت ہی حقیقی علم ہے، یہی صحیح روشنی اور اصلی نور ہے، ایک مکینہ عورت ایک بے جاہاب عورت، ایک بے پردہ اور فاضلہ عورت جو ہر شرم و حیا کو جانتی ہو، نہ اپنے پردہ و گار کو پہناتی ہو بلکہ جو اپنے دین و ملت کے علی الرغم اور اپنی شرافت و عزت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہو جو اپنے خدا و رسول کے خلاف اعلان جنگ کرتی ہو اور جیسے اپنے فسق و فجور، اپنے عصیان و طغیان، اپنی گنہ گاری و مہم کاری، اور اپنی

جہالت و ناخدا ترسی پر اصرار بھی ہو، وہ حقیقت ہی عورت سب سے بڑی جاہل ہے اور سب سے بڑی ذلیل ہے، کیونکہ اپنے دین و جاہل رہنا سب سے بڑی جہالت ہے، اپنے رب کا خوف نہ ہونا ہی سب سے بڑی دان بخت ہے اور یہی سب سے بڑی رفاقت ہے، سب سے بڑی پستی اور سب سے بڑا زوال و انحطاط ہے، یہ وہ زوال ہے جو عورت

لے ہیں انسانیت جم کی ظاہری ایش و شکم پر ہی کا نام نہیں ہے انسانیت نام ہے ضابطہ اخلاق اور قلبِ حیرت کی پاکیزگی کا گریہ کرنا یا پھر سب کہاں ہیں!

جہل و نادانی ہی دراصل تہذیب و تمدنی کی دعوت دیتی ہے اور جہل ہی کا لازمی نتیجہ تہذیب ہے، عورت میں جہل دین کی عدم معرفت، جس قدر ہوگا اسی قدر وہ تہذیب بنا ڈھنگا، اور جس جمال کی نمود نہائیش کی شائق اور دل دادہ ہوگی اور زیادہ جاہلیت کی مشترک عورتوں سے اتنی زیادہ ممانعت رکھے گی۔

وہی پوراہہ ترسے عزم دشوق کی منزل جہاں میں فائدہ دہاؤں کے نقش قدم
چھپ چھپ

حکمت سے معمور ہوتا ہے، زینت زینت کا محتاج ہرگز نہیں کیونکہ عقل و علم، اس کی زینت و زیبائش کا بجائے خود ہیست بڑا سامان ہے اور حکمت و نادانی ہی اس کی سب سے اعلیٰ آرایش کی نشانی ہے۔
انقلابی فرماتا ہے:-

ولا تدرجون ندرج الجاہلیۃ الاولیٰ

یہ آیت نہایت واضح طریقہ پر اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ

اعلان رعایت

مکتبہ تجلی کی طرف سے رمضان المبارک کی خوشی میں یہ اعلان رعایت کیا جاتا ہے کہ کم سے کم دس روپے یا اس سے زائد کی کتابیں منگانیوں کے ہر خریدار کو نصف محصول اک معاف کیا جائیگا۔

واضح رہے کہ آجکل کتابوں پر محصول اک ایک روپے میر ہے اور سات آنے دسی پی کی فیس اس کے علاوہ ہے، اس طرح آدھا محصول کم کر دینے کی رعایت بھی کافی نفع بخش ہوگی۔ اس اعلان کا اطلاق آج سے لیکر عید کے دن تک ہوگا۔ ناظرین فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ:۔۔۔ یہ رعایت ان ناچروں کے لئے نہیں ہے جنہیں کمیشن دیا جاتا ہے۔۔۔ بخادم۔ منیجر مکتبہ تجلی دیوبند۔

بیش انگریزی اور ایک سو باسٹھ اردو عربی اور فارسی کتابوں کی مدد سے تصنیف کی ہوئی لاجواب کتاب

تاریخ مشائخ چشت

ادبیات کے بیشتر حالات کے علاوہ تصوف کے متعلق بحثیں، اس کے آغاز اور اسکی حقیقت، مفصل کلام، صوفیاء کی تعلیمی حقیقت صوفیوں کے کائنات، اور صوفیاء کی حقائق سے لبریز کتاب ایک قیمتی ثناء ہے، لکھائی چھپائی روشن، کاغذ عمدہ، صفحات عمدہ قیمت بارہ روپے، جلد عمومی تیرہ روپے (جلد اعلیٰ پندرہ روپے)

شہرہ آفاق محدث حیات شیخ عبدالحی محدث دہلوی حضرت شیخ عبدالحی

دہلوی کی مکمل سوانح حیات، جس کے ذیل میں حدیث و تعریف اور فقہ وغیرہ کے اہم مباحث شامل ہیں، صفحات ۳۹۱ قیمت چھ روپے (جلد سات روپے)

مضان سید سلیمان ندوی مولانا سید سلیمان ندوی رتہ اللہ علیہ کے خالص لواحق

منتخب مضامین کا مجموعہ ضرور ملاحظہ فرمائیے ہر مضمون اپنی علمی شاہکار اور ذہنی جواہر پارہ ہے۔

قیمت چار روپے (جلد پانچ روپے)

سینما بینی اور اسلام

از شیخ احمد زمانہ یزدکن

جن لوگوں نے تحقیق دروہا فست کے میدان میں سرگرمی دکھائی ہے وہ خاص مادہ پرستانہ اخلاق رکھتے تھے، چنانچہ دوسرے خون کے ساتھ سینما لوگرانی کا استعمال بھی اسی اخلاق کے زیر اثر ہوتا رہا اور لوگوں کے لئے بیچنا مشکل ہو گیا کہ اس طریق استعمال سے ہنس کر بھی اس کا کوئی بہتر اور مفید استعمال ہو سکتا ہے، پھر اسی مادہ پرستانہ افادی اخلاقیات نے اس کے موجودہ طریق استعمال کے حق میں دھڑکے اور خوش نامادلائل بھی گھڑنے شروع کر دیے اور بہت سے لوگ ان دلائل سے شکست کھانے لگے۔

ہندوستان کی کچھ مذہبیت دروہا فست کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتا تھا، مغربی تعلیم و تہذیب کے زیر اثر مسوڈر تھو سوسائ کے اندر ہی اندر لڑنے کا لڑے بیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ خاص مادہ پرست ہونے لگا، اور آج دروہا فست اخلاقی اعتبار لوگوں کے لئے ایک سامانِ منکم سے زیادہ کوئی بیہیت نہیں رکھتے، یہ مادہ پرستی جو فلسفہ پرستی، شکم پرستی اور ذہن پرستی سے عبارت ہے، ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام ہی شعبوں میں سرایت کر گئی ہے اور علوم و فنون سے لیکر صنعت و حرفت تک ہر ایک چیز پر چھائی ہوئی ہے اس گناہ ٹوپ اندھیرے میں یہ کیسے ممکن تھا کہ صرف صنعت فلسفہ ہی اس سے بچی رہ جاتی، وہاں ایک ہی بڑی بڑی صنعتوں میں سے ایک ہے، اور عام آدمی نقطہ نظر سے اس کا فائدہ جو نا یقین ہے چنانچہ اس نے تاریکی کو بیٹھانے اور گہرا کرنے ہی میں مدد نہیں دی ہے بلکہ اس کی بہترین خدمت گار ثابت ہوئی ہے۔

گذشتہ تریسہ صدی کی تاریخ فلسفہ آدمی پر نظر کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عوامی اخلاق جو جوں جوں جلدی ہو رہی تھی کھیرت

موجودہ دور میں انسانی فکر و انکشاف کی بدولت سائنس نے بڑی بڑی طاقتوں کو جنم دیا ہے، ان میں ایک سینما لوگرانی بھی ہے جہاں تک لوگرانی کا تعلق ہے اس کا استعمال صرف غیر جاندار اشیاء ہی کے لئے جائز ہے، کیونکہ اسلامی شریعت جاندار ہستیوں کی مستقل شہسبب محفوز کر رکھنے کو صحیح نہیں سمجھتی بحیران صورتوں کے جو ناگزیر تمدنی ضروریات کے تحت آتی ہیں، مگر سینما لوگرانی اس سے بالکل ایک مختلف چیز ہے، اگرچہ یہ بھی لوگرانی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے اور اسے لوگرانی ہی کے فن میں مزید ارتقائی غور و فکر کا آفریہ کہا جاسکتا ہے، لیکن اس میں سرے سے وہ علتِ حرمت موجود ہی نہیں ہے جو لوگرانی کو جانداروں کے لئے استعمال کرنا کی صورت میں موجود ہے، اس لئے جاندار اشیاء ہے کہ سینما لوگرانی کو جانداروں اور بے جانوں میں سب کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس لحاظ سے یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ تہذیب و تمدن کے مختلف شعبوں کے لئے غایت درجہ مفید ہے۔

گذشتہ صدی و دہائی کے اندر جتنے علمی اور صنعتی انکشافات دیکھا جاتا ہے وہ تمام تر ان لوگوں کے ذہنوں اور ہاتھوں کے زیریں منت ہیں جن کا نقطہ نظر خاص مادہ پرست رہا ہے، نیز یہ تمام آلات و ایجادات اور اسباب و وسائل مادہ پرستانہ مقاصد ہی کی خدمت کے لئے وقف رہے ہیں، اسلام کے نقطہ نظر سے یہ زمین کی تمام اشیاء انسان کے فائدہ و خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اور انسان اس سلسلے میں دریا فست احوال اور انکشاف حفاظت کا جائز حق دار ہے، مگر وہ اپنی مطرقات کو صحیح اور مکمل فادیت کی راہ پر ایسے وقت ٹال سکتا ہے جبکہ اس کے فکر و عمل کا نقطہ آغا نظافتی ہدایت کے مطابق ہو، اور یہاں

تزلزل کرتے گئے ہیں، یا بالکل اسی رفتار سے فلم سازی بھی بد اخلاقی اور بے حیائی کی طرف تیز کر دینی چاہی گئی ہے۔ بلکہ ہم کی صنعتی برائی یا بے حیائی، فحاشی اور بڑبڑ و دین کو حسین جنس اور عزیز بنا کر پیش کرنے اور لوگوں کو اس کا عادی بنا لینا ساری خدمت انھیں غمناک اداروں نے انجام دی ہے کیونکہ فقہ نویسوں سے لیکر ڈاکٹر و لنگ تک مسلمی اداروں کے تمام کارکن اور منسروں کے افراد سے لیکر تماشائیوں اور تبصرہ نگاروں تک تمام لوگ ایک ہی ذہنیت کے مالک ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں نفس و شہم ہی کے مطالبات وہ مطالبات ہیں جنہیں پورا کرنا اور جاننا آزادی تیز کے بغیر اندھا دھند پورا کرنا زندگی کا واحد مقصد ہے، اس مقصد کی خدمت وہ لڑ پھر کر رہے ہیں جسکی تیار داری میں ہزاروں دل و دماغ اپنی پوری قوت کے ساتھ مصروف ہیں ان حالات میں اخلاقی اقدار کا لٹ جانا قدرتی بات ہے، جبکہ ایک ہی چیز مسلسل سامنے لائی جا رہی ہے، پُر زور طریقے سے لائی جا رہی ہے۔ غوث تا اور نظر فریب بنا کر لائی جا رہی ہے، اور جس کے لانے میں ہزاروں دل و دماغ اور ہزاروں ہاتھ پاؤں کام کر رہے ہوں وہ خواہ کتنی ہی گھٹاؤنی اور شرمناک ہو اس کی حقیقت بدلے بغیر نہیں رہتی، اور آدمی اپنے علمی و عقلی تقاضے تو ایک طرف اپنے فطری تقاضوں تک پہنچنے والے میں کامیاب ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج بے حیائی کو دنیا دوری کا، بد اخلاقی کو خوش اخلاقی کا، بے عزتی اور بے وقاری کو عزت و وقار کا، بیہودہ پن کو مستحیدگی کا اور فحاشی کو شرافت کا مقام حاصل ہو چکا ہے، اور یہ سب بیچیت مجموعی تفریح کا سامان بنے ہوئے ہیں۔

گذشتہ پچیس تیس سال کے اندر ہم نے ان بہت ہی کم ایسی فلمیں تیار کروئی ہیں جن کے قصوں کا محور و مرکز منطقی عشق و محبت نہ ہو، وہ چند فلمیں جو برلن نام و حارمک، اصنافی یا سٹریٹ کہلاتی ہیں ان میں اگرچہ قصوں کا پلاٹ یا موضوع براہ راست معنی معاشقہ نہیں ہوتا، لیکن ان میں شاید ہی کوئی فلم ایسی ہوگی، جہیں اسکی چاشنی شامل نہیں کی جاتی، اس لحاظ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جہاں ایک طرف شہوانیت اور منشی ہمت کے مرکز پر پورے افکار و اخلاق کا نظام ٹھوم، باہر اور دوسری طرف سنیائیں بلکہ زندگی کے لوازمات و ضروریات میں شامل ہو چکی ہو وہاں انسانی اخلاق پر

اس کا کس قدر گہرا، دیرپا، دور رس اثر پڑتا ہو گا، اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کسی ماہر اخلاقیات و نفسیات کی دماغی دریافت کرنی ضرورت نہیں ہے، یہ تو وہ محسوس و مشہور چیز ہے جسے ہر عام و خاص ہر جگہ ہر وقت ہر شعبہ زندگی میں اپنے حواسِ خمسہ سے محسوس کر سکتے ہیں، لیکن ایسا اوقات حواسِ استغما مغلط ہو جاتے ہیں کہ بہت سی چیزوں کو محسوس کر کے بھی آدمی اسی مقام پر رہتا ہے، سپروہ محسوس کرنے سے پہلے تھا، یا برائی کے احساسات استغما کو روا دے جانے سے پہلے ہی کہ برائی قابل برداشت ہو جاتی ہے بلکہ ایسا اوقات ناگزیر بھی جاتی ہے، یہی وہ فقدانِ احساس کا مقام ہے جہاں شہوانی نفس دیکھ دیکھ کر شہوانی لڑ پھر پڑھ پڑھ کر اور شہوانی باتیں سن سن کر ہادی سوسائٹی کا ایک معتدبہ طبقہ پہنچ چکا ہے۔

علامہ اقبال نے "سینما" کے عنوان پر ایک مختصر سی نظم لکھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

وہی ہمت پرستی وہی ہمتا گری ہے
 سنیما ہے یا صنعت؟ آدمی ہے۔
 وہ صنعت نہ تھی مشیوہ کا فسری تھا
 یہ صنعت نہیں شمیوہ سا دسری ہے
 وہ مذہب تھا، اقوامِ عہد کہن کا
 یہ تہذیب، حاضر کی سوداگری ہے
 وہ دنیا کی مٹی یہ دوزخ کی مٹی
 وہ بہت خاندانی یہ طاقتری ہے

یہ اشعار سینما کے موجودہ استعمال اور اس کے گہرے اور دور رس اثرات پر نہایت جامع اور وسیع تبصرہ ہے، بظاہر فقہ "صنعت" سے یہ خیالی ہو سکتا ہے کہ علامہ کے نزدیک سرے سے فلم سازی کی صنعت ہی موجب فساد ہے، لیکن علامہ موصوفی کو فی ایسی تقریر ہماری نظر سے نہیں گذری تھیں انہوں نے صراحتاً یہ کہا تھا کہ اس کا ذکر کیا ہو اس لئے ان کے عام خیالات و رجحانات، ان کے ذوق و طبیعت ان کی بصیرت و حکمت اور خود ان کے مذکورہ بالا اشعار کے مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیادہ قرین تیاں ہی ہے کہ انہوں نے سینما کے غلط طریق استعمال سے اختلاف کیا ہے اور اس کو وہ بہت پرستی اور سنگری قرار دیتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے تلوار اگر ٹوکوں، پتھر و لہڑیوں

اور فتنوں کے ہاتھ میں آگئی ہے اور جاہلین کے ہاتھ اس سے حسالی ہو چکے ہوں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ تلوار ٹولیس، فائر، چوری، لوٹ مار اور قتل وغارتگری ہی کے لئے ہے، اور نہ ایک ایسے شخص کا جو شرعی علوم و فنون اور سائنس و فلسفہ پر نظر ملاحظہ ہو اور ارادہ کا و اصول دین کے فہم میں بھی ممتاز شخصیت کا مالک ہو، نفسِ حسنت اور اس کے لحاظ طریق استعمال کو گذر نہ کر دینا بہت بعید و نادر ہے، تاہم اگر کسی قیاس یا فریضہ سے ثابت ہو جائے کہ مومنوں سے بنا لوگرنی ہی سے اختلاف رکھتے تھے تب بھی یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے جس میں دوسرے کا کلمہ اور ان کا دوسرے سے اتفاق کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس میں ہر فریق کچھ نہ کچھ دلائل رکھتا ہے، مگر ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علامہ کے مذکورہ بالا شععار موجودہ فہم سازی کے حالات پر پوری طرح منطبق ہو سکتے ہیں اور ان میں حفت حق کی تعبیر بہترین طریقے سے کی گئی ہے۔

آج جبکہ فہم سازی کے ادارے عورت کو فطری حدود و سبب بہت زیادہ حسین اور دلکش، دولت مند اور نیکو افکار و اخلاق کے تمام گوشوں اور تہذیب و تمدن کے تمام شعبوں پر اس کا ساحلہ نہ تسلط قائم کر چکی کو شمش کر رہے ہیں، ان کی کارگزاریوں کو "بیت گری" کے نقطہ اور لوگوں کی اس کیساتھ غیر معمولی دلچسپی کو "بیت پرستی" کے نقطہ سے تعبیر کرنا حقیقت کی کتنی سچی ترجمانی ہے! آزری بت نہیں خدا کی کا دہرہ دیا گیا تھا، زندگی کے ایک حقیرے حصے اور دل و دماغ کے نہایت دور و دراز گوشوں ہی میں اپنی عقیدت و پریش کا استحقاق رکھتے تھے، جس سے ہلکے پوری عملی زندگی ان سے بالکل بے تعلق تھی، لیکن آج کے بیت جو فہمی ستاروں کے نام سے مشہور ہیں، خدا کی تمام حقوق و اختیارات رکھتے ہیں، یہ مرکز تخیلات ہیں، سادہ جذبات ہیں، محو عشق و محبت ہیں، اسبب عقیدت ہیں، باعث دلچسپی ہیں، موضوع بحث و گفتگو ہیں، اور ساری زندگی پر حاکم تسلط ہیں، ان میں سے ایک ایک بیت کو پسینے والوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز ہے، بیشمار فرعون اپنے دلوں کا خون ان پر پھینکتے چڑھانے کے لئے تیار ہیں، ادھر اہل قلبیں بنائیں، چھاپے خانیں جلوہ آرائی کا استقبال کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ حقیقت میں بہت بڑا "سحر" ہے، جس نے ساری دنیا کو فتح کر لیا ہے، اور جدید زمانہ کے

اس "مشیوہ ساحری" نے قدیم دور کے "مشیوہ کافرہ" کو یقیناً کامیاب شکست دی ہے، مگر اس وقت کا "مشیوہ کافرہ" ایک مذہب تھا، اور آج کا "مشیوہ ساحری" دراصل سوداگری ہے، یہ ایک وسیع پیمانہ کا کاروبار ہے جس میں دنیا و آخرت، مذہبیت و لامذہبیت، حسیا داری و بیبیانی، درغوش اخلاقی و اخلاقی کا کامیاب لین دین ہونا چاہیے اور ظاہر ہے کہ ہر لین دین کا مقصد حصولِ منفعت ہی ہوتا ہے اور یہاں یہ منفعت پیش نظر ہے کہ دینی مال جس حد تک سمیٹا جاسکتا ہے سمیٹا جائے اور نفسِ مرکش کے مطالبات جس حد تک پورے کئے جاسکتے ہیں کیلئے ہائیں، جب صورت حال یہ ہے تو یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ آزر نے اپنے بتوں نے اسی ہی سے تعبیر کئے تھے جس پر ہم آپ بچتے بیٹے اور مکانات، نسلتے ہیں، لیکن فہم سازوں نے اپنے بتوں کے لئے "دورخ کی مٹی" فراہم کی ہے۔ آزر کے بتوں نے زمین پر قائم تھے جن میں ان بتوں کے بجاری آسکتے تھے، مگر جدید دور کے بتوں نے فہمی پردوں پر سجائے جاتے ہیں جو سمجھوڑی دیر کے بعد لگا ہوں سے ادھیل ہو کر خاکستر بن جاتے ہیں، اور اس لحاظ سے بتوں کے بجاری صرف تصوراتی و نظریاتی پرستش ہی پر قیادہ ہو سکتے ہیں، مگر باوجود اس کے یہ بتان جن میں اپنے کجاہوں پر ایسی نظر عنایت ڈال جاتے ہیں کہ آدمی اس دنیا سے گذر کر دورخ ہی میں جانے کے متا بل رہ جاتا ہے۔

موجودہ فلسفہ سازی اور سنجہ بینی کے متعلق ان خیالات کو سننے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ *فہم سازی* کا مقصد *فہم سازی* ہے، اس میں گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لئے بہت سے فائدے بھی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ *فہم سازی* کے فائدے تو ہیں لیکن اس کا گناہ فائدوں سے کہیں زیادہ ہے، اس حقیقت پر اکثر لوگ غصہ نہیں رکھتے کہ ہر بتاتی اور گناہ کے اندر کسی نہ کسی منفعت اور لذت کا پہلو ضرور موجود ہوتا ہے، لیکن اس کی برائی اس کی منفعت سے زیادہ ہوتی ہے، اسی لئے اس حرام و ممنوع ٹھہرایا جاتا ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ نا حرام کر دیا گیا، وطن حالیکہ اس میں لطف و لذت کا یقینی پہلو موجود ہے، چوری گناہ ہے حالانکہ اس میں بھی منفعت یعنی ہے، قتل ایک خطرناک جرم ہے حالانکہ اس میں بھی جذبہ انتقام کی پوری سکین موجود ہے، غرض ہر ممنوع و ناجائز چیز اس بنا پر ممنوع و ناجائز نہیں ہے

ہیں۔

یہ خیال بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ سینما میں کے ذریعہ آدمی ایک جگہ بیٹھے بیٹھے ساری دنیا کی سیر کر سکتا ہے کیونکہ اس میں مختلف شہروں کے سین اور شہری زندگی کے مختلف پہلوؤں پیش کیے جاتے ہیں، جن سے ایک طرف معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور دوسری طرف آدمی وہ بہت سی چیزیں دیکھ لیتا ہے جن کا دیکھنا واقعہً بعضوں کے لئے مشکل اور بہت سہولتوں کے لئے قطعی ناممکن ہے۔ سینما میں کا یہ فائدہ صرف اسی شکل میں رہنا ہو سکتا ہے جبکہ کوئی فلم لوگوں کو دنیا کے مختلف شہروں اور واقعات کی خبریں ہم پہنچا سکتے ہیں کے لئے بنائی جاتے، جیسا کہ (News Real) میں ہوا کرتا ہے، لیکن عام غلوں میں یہ چیزیں محض قصہ کا جز ہوا کرتی ہیں اور سادہ فہم ذہنی پریم اور عقبت کی باتوں سے بھرا ہوتا ہے، اس صورت میں کون ہو گا جو قصہ کے اصل موضوع سے ہٹ کر کسی چیز میں دلچسپی لے اور اس سے فائدہ بھی اٹھائے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ سینما میں جو کوئی پیش کیا جاتا ہے اس پر قبل از قبل کافی محنت صرف کی جاتی ہے، پوری کہانی کو مختلف ڈائریکٹرز زیادہ سے زیادہ بہتر بنا سکیں گے کوشش کرتے ہیں، ہر پارٹ کا بار بار پریل کیا جاتا ہے اور فلم کی بہتری کا بہت بڑا اہتمام اس کے مکالموں اور ٹیگس پر ہوتا ہے، کیونکہ یہی چیزیں آدمی کے احساسات و جذبات کی صحیح تصویر ہوتی ہیں، اس لحاظ سے فلم بنی تریٹ کا ایک اچھا اور عمدہ ذریعہ ہے اور خصوصاً اس کے مکالمے انسان کے لئے مختلف حیثیتوں سے مفید ہوتے ہیں۔ یہ خیال بڑی حد تک قابل لحاظ ہے کہ مہذب اور شاہد طریق زندگی کی تربیت اور اس کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، تمدن کی ترقی اور عوامی اخلاق کی بلندی کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام کے سامنے شہری پبلک زندگی کے مختلف حصے خاص انداز میں پیش کئے جائیں۔

مگر یہ سارے فوائد صرف اسی صورت میں سر تہ ہو سکتے ہیں جبکہ قلمی ذہنی خاص تربیتی و تعلیمی مقاصد کے تحت کیجائے ورنہ تو ہمیں کے بعض شہری طریقے اور گفتگو کے بعض مہذب رنگ ڈھنگ تو آجائیں گے لیکن ساتھ ساتھ بد اخلاقی اور بیجا کی تربیت بھی ہوتی جائیگی جس کے نتیجے میں کوئی اصلی اور بلند گیر کٹر پیدا ہو سکیگا، زیادہ سے زیادہ مہذب و عوامی اور شاہد بیجا کی پیدا ہوگی جو ترقی یافتہ ممالک کے لئے مناسب ہے

کہ اس میں ڈھونڈنے سے بھی کسی منفعت یا لذت کا پہلو نہیں ملتا بلکہ ان برائیوں اور نقصانات کی وجہ سے جو اچھا نہیں اور فائدوں کے مقابل میں بہت زیادہ ہیں اور نظر انداز کر نیکی قابل نہیں ہیں، باطل اسی طرح سینما میں کی جسنے فائدے تصور میں، ان کے مقابل میں اس کے نقصان زیادہ وسیع و گہرے اور یقینی ہیں، لہذا چنانچہ ہم دیکھنا فائدہ کی خاطر سینما یا یقینی اور دور رس نقصانات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو جانا کوئی عقلمندی نہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سینما میں ایک اچھی تفریح ہے، جب آدمی دن بھر کام کر کے تھک جاتا ہے تو اس کی تھکان دور کرنے کا کوئی ذریعہ تو ہر حال ہونا ہی چاہیے اس لئے موجودہ تفریحوں میں سے آسان اور کچھ دوسرے پہلوؤں سے مفید بھی سینما میں ہے، کیونکہ اس میں ہر وقت ایک نئی کہانی پیش کی جاتی ہے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی سامنے لائشکی وجہ سے مختلف چیزوں کے دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے، پھر اس میں مختلف مقامات اور مناظر قدرت کے اچھے اچھے سین بھی پیش کئے جاتے ہیں جن کے دیکھنے سے دل و دماغ کو بڑی فرحت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ تفریح کا اصل منشا اپنے دل و دماغ کو فرحت دینا اور محض قوتوں کو پھر سے بروئے کار لانا ہے، جہاں تک مناظر قدرت یا مختلف مقامات کے قابل دید حصوں کا تعلق ہو سینما میں ان کی سیر سے آدمی یہ فائدہ ضرور حاصل کر لیتا ہے، لیکن کوئی مسلم سراسر انہیں چیزوں پر مشغول نہیں ہوتی اور نہ فلم دیکھنے کا مقصد ان چیزوں کو دیکھنا ہوتا ہے بلکہ یہ تو کہیں کہیں ضرورت کے تحت شامل کر دیا جاتا ہے، لہذا ان کے ساتھ ساتھ فلمی تماشوں کی دوسری بہت سی مغز میں بھی سامنے آتی ہیں جن سے آدمی کے کان، آنکھیں اور دل و دماغ سب متاثر اور گناہوں میں آلودہ ہوتے ہیں، جو تفریح کے اصل اور پاکیزہ مقصد کے باطل منافی ہے، اس لئے ان تماشوں کو چھوڑ کر دوسری پاکیزہ تفریحیں اختیار کی جانی چاہئیں، مثلاً کھلی ہوا میں سیر وہ پہل تدری کرنا، کھیل کود میں حصہ لینا، تفریحی یا تفریحی ڈانس پیرز ہونا، کجا بچہ کر تفریحی نظریات گفتگو کرنا، مناسب اشعار گانا یا سنا وغیرہ۔ یاں کسی کو کسی قسم کی تفریح دیکھنے جیسا سینما یا اس میں پیش کی جاتی ہے تو یہ مات اللہ ہے اور یہاں ایسے لوگ خارج از بحث

نہ کہ ترقی یافتہ انسان کے لئے، پھر یہ بات اگر صرف نظری ہوتی تو اس کو ثابت کرنے کے لئے شمارہ دو دلائل کی ضرورت پیش آتی، مگر جب اس کے نتائج عملی دنیا میں ہر آنکھیں رکھنے والا دیکھ رہا ہے، اور قریب قریب ہر شخص اس کے برسے پہلوؤں سے دوچار ہے تو محض نظری گفتگو کرنا اہل اسے صرف سنا کر کے ایک مجموعہ پہلو تک محدود رکھنا بڑی غور فرمائی ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آجکل بیشتر بلکہ تقریباً تمام تر انسانیں معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے ذرا موثر پتھر بن چکی ہیں اور ان میں آج کی وسیع تمدن زندگی کے مختلف نشیب و فراز کو مختلف حیثیتوں سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جنہیں سے ہر حیثیت اپنے اور ایک نہ ایک سبق اور عبرت رکھتی ہے، لہذا سینما یعنی سبق آموزی اور عبرت پذیری کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ایک اتنی ہی شکل میں ہے اور مقصود یہ ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سرسے سے فلسفہ نامی کا موجودہ مستند ہی بدل نہ جائے، مگر اس وقت کو موجودہ فلموں پہلو ایک واقعہ کے منطبق کر دینا ہر ایک حقائق و واقعات کا منہ چرانا ہے، ورنہ یہ بات کون نہیں جانتا کہ آج تک سینما یعنی کچھ نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں، یہی ہیں کہ ہم ہمیشہ رہیں گے سیرین میں صغی مشرق و غیبت کی جیسی سلگ رہی ہے جس نے لوگوں کو طرح طرح کے اخلاقی مسراہم کا رنگ بنا دیا ہے، اگر شہوانی اخلاق مطلوب ہیں تو بے شک اس مقصد کی عمل کے لئے سینما یعنی سے بہتر آج اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، مگر لوگوں کے اندر اس سے بلند تر یا کیسزہ اخلاق کی طلب موجود ہے، وہ تو کہیں سینما یعنی کہ اس مقصد کے لئے استعمال کرنے کا خیال تک نہیں کر سکتے۔

اکثر لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ تاریخ کا مطالعہ اصلاح حال کے لئے مفید ثابت ہوا کرتا ہے، لیکن کافی کے اوراق پر جو واقعات پڑے جاتے ہیں وہ اتنے موثر کہیں نہیں ہو سکتے جتنے ڈرامے کی شکل میں فلم کے پردے پر دیکھنے سے ہو سکتے ہیں، لہذا سبق آموزی کے لئے کافی مطالعہ کے مقابلے میں سینما یعنی زیادہ مفید ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے اور اس کی افادیت بھی ظاہر ہے، لیکن اس کا انطباق ایسی نسلیوں کو لادہ صحیح نہیں جیسا ہر تاریخی واقعہ کو شہوانی واقعہ بنا کر رکھ دیا جاتا ہے، پر رومی انسانیت سے صرف ایسی ہی فلموں کے ذریعہ حاصل کیا سکتی ہے جو ظاہر نارینی واقعات پر مشتمل ہوں اور بد اخلاقی کے جو شمیم سے پاک ہوں۔

پہلے یا تین سینما یعنی کے صرف ایک پہلو کو پیش نظر رکھ کر کہا جاتی ہے۔ مگر جہاں فلم سازی کا مقصد شہوانی اخلاق کی باقاعدہ تعلیم و تربیت ہے اور جہاں اس کے یہی نتائج ہر جگہ پوری وسعت اور گہرائی کیساتھ مرتب ہوتے ہیں، جہاں اسے چاہئے وہاں اسے چاہئے، لہذا اس کے لئے اس کا اپنی افادہ ہی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا بالکل غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ جس چیز میں نقصانات اور فوائد پہلو پہلو موجود ہوں اس کی طرف بڑھتے ہوئے حقیقت سے الگ ہو کر دو ٹوں پہلوؤں کا عقلی موازنہ کیا جائے، اور سینما یعنی کا مسئلہ تو کوئی عقلی مسئلہ ہی نہیں ہے، یہ تو انفرادی و اجتماعی زندگی کا ایک اہم عملی مسئلہ ہے، اس لئے اس کا عملی موازنہ ہی کر لینا چاہیے، اس صورت میں ہمیں امید نہیں کہ کوئی کثرت سے کفر جذباتی، آدمی بھی نقصان کے غائب پہلو کا سرسے سے انکار کر دے گا لہذا ہماری وہ بات کہ *انحصاراً الکبر* جی نفعیہما اپنی جگہ قائم ہے، انسان کا خاصہ یہ ہے کہ وہ سادہ دلیلی کے مقابلے میں ترقی پزیری کی طرف ڈراماٹک ہو جاتا ہے، اس لئے جہاں بڑی کی تیز بین و آزمائش کا مشکل انتظام ہو وہاں نیکی کی بعض سادہ شکلیں انسانی فطرت کو کبھی متاثر نہیں کر سکتیں، یہی وجہ ہے کہ *انحصاراً الکبر* جی نفعیہما کبھی غلامے ایک جگہ جن چیزوں میں منفعت کے پہلے خود ہی علم فرماتے ہیں، دوسری جگہ انھیں صاف صاف وحش من عمل الشیطان (شیطان کے گندے کام) کبھی حکم و بدیہا ہے کہ *انحصاراً الکبر* جی نفعیہما دان سے اجتناب کرو و شاید کہ تم فلاح پاؤ، اور پھر استفہامی تاکب رہی فرمادی کہ *فصل انہم منہم* جی نفعیہما میں کیا تم ان سے باز رہو گے؟ لہذا جہاں سینما یعنی کے مجموعی نتائج فضول خرچی اور اسراف کی عام عادت بد اخلاقی و منہنی جرم کی کثرت اور ہزاروں شریف گھرانوں کی بربادی کی شکل میں ظاہر ہو چکے ہوں وہاں اس کی افادیت کے حق میں کلام کر سکی آخر کیا گنجائش ہے؟

لیکن بعض من بچے تو جوان یہ کہہ انھیں کہ عشق و محبت ہی تو انسانی زندگی کے تقنیات و مطالبات سے ہے، اور عملاً دنیا رانہ تو نہیں کسی نہ کسی صورت سے پائی جاتی ہے پھر اس کو فلموں میں پیش کرنے ہی کی اتنی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ سوس کا جواب یہ ہے کہ حسی غیبت بلاشبہ ایک فطری چیز ہے، اور انسانی فطرت کے ساتھ لگاؤ رکھتی ہے، مگر یہ تاہم برداشت اور تحمل ہی وقت ہوتی ہے جبکہ وہ جائز اخلاقی حدود میں غور ہو، آزاد و مستقل تعلقات جیوانی حیثیت کے پیش نظر حیرانوں کے لئے

چاند اور شاعر

سید رضوان بریلوی

شاعر

اے مر تو پاسبانِ شب چراغِ بکھر پور
و سعیتا اسلاکسا میں رہتے تھے کیوں گڑھ سفر
کون سی روشنی ہے جس کی تھک کو ہم جستجو
یوں لے پھرتی ہے آوارہ پریشاں چارو
اس سلسلے کے قراری میں نہاں کیا مان ہے
کیوں زمانے سے جسٹار فستار کا انگڑا ہے
کیا سب سے کس کی خاطر ماہی ہے آب ہے
دل ہے پہلو میں ترسے یا پارہ سیماب ہے

چاند

آمرے نزدیک آسے شاعر رنگیں بسیاں
تاگر میں سمجھا سکوں تھک کو زور زاین و آں
منحصر گردش پہ ہے میرا نظامِ زندگی
بیقرار رہی ہی میں ہے لطفِ دہامِ زندگی
میں بلاک شوق ہوں دل ہے شہید آرزو
مجھ کو بخشی جا چکی ہے قسمتِ جام و سہو
ہر قدم پر اک نئی منزل ہے میرے سامنے
جستجوئے شوق کا حاصل ہے میرے سامنے
کشمکش ہی میں مجھ ملتا ہے لطفِ سرخوشی
ماو دانے فہم انسانی ہے دیکھی زندگی
انقلابِ وقت کی ہے ایک تفسیرِ جمیل
میری آوارہ مزاجی میری غم سے سلسیل
لومقیہ ہے جہاں میں اور میں آزاد ہوں
تیری آبادی سے کہ سوں دور میں آبادوں
موجزن ہے میرے دل میں جذبہ سوزِ نقییس
گرم رکھتی ہے سر سے پہلو کو آہ آتشیں

ہے زمین تیرے لئے اور آسمان میرے لئے

دقفا ہے ہاں وقف ہے ہر جہاں ٹہکے لئے

سُز

نظر خوجوی

پھولوں پر تو دنیا مرتی ہے کائناتوں سے محبت کون کئے
 اسے خوش نظری کے دیوانہ تم سے پر شکایت کون کئے
 وہ خود ہی دنیا کی داد نہیں دیتے تو شکایت کون کئے
 بے لاد ہو جب گرسلاؤ چین میں قدر بھیرت کون کئے
 حیران و پریشان مانے مانے پھرنے سے کیا حاصل ہو
 دنیا میں سکون ملتا ہی نہیں پھر خواہش راحت کون کئے
 اسے ذوق عمل کچھ تو ہی سہاڑے تو ذرا کچھ کام چلے
 س کون زمانے کو روئے قسمت کی شکایت کون کئے
 کوئین کی عزت ملتی ہے دنیا میں تسامت والوں کو
 خود دار طبیعت ہو تو نظر خوجوی زر و دولت کون کئے

آج بھی ہے

ازہ محمود پرویز کا کوئی

جو تھی دوران پہلے تھی وہ تلخ سنی روزاں آج بھی ہے
 انسان کی دنیا میں ناناں انسانیت انسان آج بھی ہے
 گھول کی باتیں ہوتی ہیں چنگک سا ماں آج بھی ہے
 اس امن و امان کے پرے سے چنگیز نایاں آج بھی ہے
 گلشن میں بہاویں آتی ہیں گوپول بھی کھلتے ہیں بہیم
 دل اپنا چین میں دوست مگر محرم بہاواں آج بھی ہے
 ایسے میں بھلا کیا اس بندے کیا دلین: ادا تھاں ہو
 چاہنے وطن میں کل تک تھی شام غریباں آج بھی ہے
 اے اہل وطن کیا تمکو خبر تو دینا تو راتوں کو اکشر
 مضرانہ لہکے تاروں پر روو کے غرغواں آج بھی ہے

ساقی



وہ دل جو غم سے ترسے سو گوارا ہے ساقی
 کبھی جو دست کرم نے دیا تھا جام الت
 فردغ جلوہ حسن اذل تسالی اللہ
 ہے رنگزارِ محبت میں موت خود بھی حیات
 نہ دل لگاؤں گا دنیا سے میں کہ یہ دنیا
 جگہ رہی ہے جو میرے شعور و خفت کو
 یہ مہسہ زناہ دشر یا اسی کے چشمے ہیں
 حریف گردش لیں نہ پار ہے ساقی
 ہمیں تو آج بھی اس کا خار ہے ساقی
 خزاں بھی روکشی فصل بہار ہے ساقی
 یہ رنگزارِ عجیب رنگزار ہے ساقی
 رہیں زندگی مستعار ہے ساقی
 خدا گواہ وہ حق کی پکار ہے ساقی
 کہیں جو نوز کا اک آبت پار ہے ساقی

ابوالیقان حماد

اسی لئے تو وہ کھویا ہوا سا پھر تاسے
 ابوالیقان غریب الیاد پار ہے ساقی

کھوکھوٹ

(مستقل عنوان)

(نقد و تبصرہ)

الزبیر بشیر تالیف۔ جناب مولوی حسین احمد صاحب مارہروی۔ ۱۰ صفحات۔ ۱۰۰ روپے۔

قیمت چھ روپے۔

سننے کے بہت سے پتے درج ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ منشی صدیق احمد صاحب زبیری، مکان ۷۷۷ گلہ سرائے خیر نگر میرٹھ، کا فزرف، طباعت و کتابت غنیمت۔

حواری رسول جناب زبیر بن العوامؓ کی سیرت پر یہ ميسوط و مفصل کتاب ایک مدرکۃ الایمان تالیف ہے، جو نہ صرف علمی اعتبار سے ایک دقیق کارنامے کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ دینی اعتبار سے بھی نہایت مہارت کا اور انعام آخرت کے لائق ہے۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے بعد جن محترم اصحاب رسولؐ کا نام نامی زبان پر آتا ہے ان میں حضرت زبیر بن العوام ایک ممتاز و بلند حیثیت کے صحابی ہیں جن کی زندگی اپنی گونا گوں نوعیتوں کے لحاظ سے بڑی اہم اور تاریخی درجہ رکھتی ہے، آپ کو رسول اللہ ﷺ اہی والی نے وہاں خزانہ الہامی و الہی دے کر آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لایا ہے۔ اس سے آپ کی عظمت شان اور بلند مقامی قربت کا اندازہ کریں، جن بارہ صحابیوں کو ان کی زندگی ہی میں بشیر صادق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ جل شانہ جتنی بڑی بڑی بشارت عطا فرمائی ان میں آپ کی شخصیت خصوصاً بلند مقام رکھتی ہے، اسلام کی اشاعت میں آپ سنے جس درجہ شہتیں اٹھائیں وہ ہم ہی لوگوں کا حصہ ہیں۔

تولفت نے اس سیرت مبارکہ کو عربی، انگریزی، امیرنی، اور فرنگی کتابوں کی مدد سے بڑی عرق ریزی اور محنت کیساتھ ترتیب کیا ہے۔ صفحہ صفحہ درج حوالہ جاتا درج ہیں، وہاں حتیٰ نوٹ بھی دیئے گئے

ہیں، کوئی شک نہیں کہ مولانا شبلی کی "الفاروق" کی طرح "الزبیر" بھی اپنے موضوع پر منفرد اور فائنٹا حریف آخر ہے، مولوی حسین احمد صاحب نے اس کتاب کو تالیف کر کے حقیقت یہ ہے کہ اردو کے دینی لکچر کو ایک انمول میسرہ عنایت فرمایا ہے، اگر قوم مسلم دیگر آزاد قوموں کی طرح اپنے علمی و ایمانوں اور اہل قلم کی قدر کر سکتی تو یہی ایک تالیف مزلف کی حیات جاوید کی ضامن ہو سکتی تھی

شروع میں مولوی مقبول احمد صاحب میوہاروی کا ذکر ہے سفر کا تعارف ہے، اس میں تعارف نگار کے یہ جملے بالکل حقیقت ہیں کہ "الزبیر" اصل میں خاندان زبیر کی تکمیل تالیف اور زبیری اس کی تکمیل ہے، جن میں پیش پیش یہاں یہاں تک کہ حضرت زبیر کے وہ غلام بھی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام کی خدمت میں نمایاں حصہ لیا ہے۔"

تعارف کی شرف سے غیر شگفتہ ہے، مؤلف نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "الزبیر" کے بارے میں شہدہ جاتے ہیں اسلاف کی تاریخ خانہ نگار کی لاری میں سما کر بیٹھ جاتے ہیں" ناچختہ اور بیحد باتیں، یا مثلاً "ان کے حافظہ کے کتب خانہ میں عربی اور وہی کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ حدیث اور قرآن کا دفتر بھی ہے جس میں بخاری کا تہ صوب سے بڑھا ہوا ہے۔ عہدہ ہمارے ہمارے قرآن سے بھی بڑا درجہ دے رہی ہے، حالانکہ ظاہر ہے تعارف نگار کا یہ مشا نہیں ہو سکتا

"الزبیر" کے بارے میں واقعہ دلی کو سرور اور انگلوں کو زور نصیب ہوا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور آزاد اسلام کو فزرفائی کی توفیق عطا فرمائے۔

ترتیب۔ جناب قاضی زین العابدین قاسم صاحب تالیف۔ سجاد میرٹھی، صفحات ۱۰۰، ناول سائز

کاغذ سفید، لکھائی چھپائی معیاری، پرے غیر فخر سات روپے، قلم
آلہ روپے، ملنے کے کئی پتوں میں سے ایک یہ ہے۔۔ مکتبہ علمیہ
قاسمی واہ، میرٹھ (دہلی)۔

اہل علم کے حلقہ میں جناب مولف کا اہم گرامی غیر معروف
نہیں ہے "سلسلہ تاریخ اہمت" اور "بیان اللسان" نے خصوصیت
سے آپ کو دنیا کے تالیف میں شہرت دی ہے، اب یہ تازہ کارنامہ
اس درجہ کا سامنے آیا ہے کہ اگر قوم مسلم کی جیسی دسے کو قہقی آئے
نہ آئی تو آپ کی نیک نامی و شہرت پر ہر دوام ثابت ہو جائے گی
اور وہیں تشریح کی کیا کچھ خدمتیں نہیں کی گئیں اور نہیں کی جا رہی ہیں
لیکن الفاظ قرآنی کے معنی و مفہوم اور صرفی و نحوی حیثیت پر کوئی
ماہر مکتب کتاب ایسک موجود نہیں تھی، عمدۃ المصنفین نے
اس کا سلسلہ کم و بیش دس سال پہلے شروع کیا تھا، وہ اپنے تفصیلی
شرح و بیضا کے باعث اتنا طول بچھا گیا کہ کئی حصے شائع ہوسنے پر بھی
ابھی ناممکن ہے "قاموس القرآن" کو مولف نے صرف یہ کہ تمام
لغات قرآنی کا جامع بنا دیا ہے بلکہ ذیلی نوٹ دیکر الفاظ و معانی کے
اگر مخفی گوشے اور مصداق و اطلاق کو واضح کر دیا ہے، سلف صالحین
اور متقدمین و متاخرین کی بلند پایہ اور مستند کتابوں کی مدد کو مولف
نے قرآنی الفاظ کی یہ انسائیکلو پیڈیا مرتب فرما کر اردو زبان
اور مسلم قوم پر ایک دلچسپ و فصیح احسان فرمایا ہے، جسے خوب غفلت میں
سوئی ہوئی قوم خواہ محسوس نہ کرے، لیکن علمی کارناموں کا فروغ
ضرور محسوس کرے گا۔

زمانہ نگہتہ نہیں ہے، تاہم بعض جگہ اس سے زیادہ شگفتگی
اور وضاحت ممکن تھی۔ مثلاً صفحہ ۱۱۱ پر
دو لیکن شارع کی خصوصیت متعینہ یا اجمال معلوم
یا مذہب کے عام اصول اسلام سے۔

کتاب کی قیمت یا اعتبار و قیمت نہایت مناسب ہے، اشاعتین
اس کو ہر گراں بہا کو ضرور حاصل کریں، غامدہ کتب خانہ کئی سے بھی حاصل
کر سکتے ہیں۔

مرتب جناب کو خوشی آزی، ناشر مکتبہ پر لفظ
مترجمین نظمیں
کراچی علی۔

باعت میں مکتبہ جامعیت اسلامی ڈھوروہ سے مل سکتی ہے۔

صفحات ۱۱۱ لکھائی چھپائی روشن برقیقت درج نہیں۔
اس کتاب میں اسلام پسند شعرا کی اپنی انتخاب کردہ
منظومات درج کی گئی ہیں، ویسے تو اسلام پسند ادب کی تحریک
میں حصہ لینے والوں کی تعداد بہت آگے جا چکی ہے، لیکن اس
مجموعہ میں تقریباً تمام وہی لوگ شامل ہیں جن کے ذہن و فکر کی
پختگی اور تسلیم کی روانی پہلے ہی معروف مسلم ہے، مثلاً ماہر لفظ و ری
نعیم صدیقی و فیروز، تفصیل میں جائیے آتا ہے تعظیم تبرہ ہو سکتا ہے
جتنی کہ یہ خود کتاب ہے، مگر صفحات کی تنگ دامانی اور فرصت کی
کمی تفصیل سے مانع ہے اور صرف اشارات ہی سے کام لینا پڑے گا۔
جموعہ انھیں کے قابل کچھ دلپذیر و کیف انگیز اشعار ملاحظہ
ہوں۔

لیوں پر حرف محبت دلوں میں بغض و نفاق
یہ دوستی ہے تو پھر دشمنی میں کچھ بھی نہیں (ماہر)
جان اور مال ہی کیا عظمت و عزت دی ہے
ہم نے مٹی کے گھر و دندوں کی بھی قیمت دی ہے (۱۰)
یہی وہ لوگ ہیں جو سرخ سوریوں کے لئے
خون مزدور شرمیوں میں مسلا دیتے ہیں (۱۱)
زندگی نال و شکم کے ماسوا کچھ بھی نہیں
دل میں سب کا خوف ہے خوف خدا کی (۱۲)
یہ غلیں پیشبستاں یہ حشر توں کے غسل
بھڑک نہ جائے کسی رات شعلہ فنا دوس (۱۳)

چہرہ پر پردہ ہے افتخاں ہو جس میں تابندہ ہے
قوم کی بیٹی سے روج نہ اطر ضر مند ہے (۱۴)

مالی کار فرما سوچ نوک دلوئے
خود اپنی جان سے بیزار ہوتے جاتے ہیں (۱۵)
گام پر گام اندر نشیں لوطہ بہ لوطہ تفصیلاں
آہ امیر کارواں، آہ امیر کارواں! (۱۶)

کارواں آگیا اک سنے موٹر پر زندگی کے نئے زمرے جاگتے
آج دراندہ انسانیت جاگٹھی آج اسلام کے زمرے جاگتے (۱۷)
باب کا ساگر ڈھانچیں یا رات اندھیری، دد کو تار
نیاقا لواؤ دل سے میری اس کو پار دکھا، ہوگا (۱۸)

نالوں اور راج بھوں کی راہ سے پہنچ گیا۔ مسلمانوں کے زوالِ سلطنت کے بعد انگریزوں نے تو ان کا دامنِ اخلاق بھی نشانہ و عیاشی کے گل بولوں سے پوری طرح مزین تھا، ایرانی شراب کو مغربی الکوحل نے واد آتش بنا دیا، اور آبل کار ایسا ادب فروغ پاتا رہا جو زخموں، فحشوں اور شاہ پیلوں کے لئے لائقِ فخر ہو تو ہوا ایک زندہ ٹھہیر اور بیدار شعور رکھنے والی قوم۔ کتنے باعثِ شرم و عنگسہ ہے۔

”اسلام پسند“ ادیب اس شرم انگیز ادب کے ایوانِ مرمی کے ڈھلے اور زنی عمارت بنا سکی جو جدوجہد ہیں اگرچہ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن ابھی ان کے قدموں میں لغزش، ان کے اطوار میں ناچنگی، اور انداز و اسلوب میں سبزی رنگ ہے، وہ جذبات کے بہاؤ میں، عقائد، تدریجاً احتیاط اور بصیرت کی حدود سے اکثر باہر ہو جاتے ہیں۔ اس کی حقیقی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ ان کے نفوس اور اعمال ان کے فکر سے پوری طرح جدا ہو چکے ہیں۔ ان کے شعور نے اسلام کو اپنا توحید لیکن دنیا کے دیگر مذاہب اور نظام ہائے زندگی پر قبضہ کر کے سب سے زیادہ صرف و ماغی اور ذہنی طور پر اپنا لئے ہی کو سب کچھ تہمت کر کے ہیں حالانکہ اسلام کے باب میں یہ سب کچھ نہیں ہے بلکہ پہلا قدم ہے، پہلی منزل ہے، پہلا پتھر ہے جس پر عمل کی عمارت بنائی جاتی ہے۔

دوسرے نقطوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کو فکری طور پر اپنا نا اور جذباتی انداز میں اس سے عشق کرنا کافی نہیں بلکہ اس کی لائی ہوئی شریعت پر پوری طرح عمل کرنا اور اس کے دیتے ہوئے اخلاق کے سانچے میں عملاً عمل جانا اصل کام ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ صرف شعور سازی اور نعرہ بازی ہی کو شاہراہ ترقی سمجھ لیا گیا تو نتیجہً ضرر کے موا کفہ ہو گا، آزمائش کی منزل میں سطحی جذبات، وردہ اس نگرشی موعومات کہیں ثابت قدم نہیں رہا کرتے جب تک کہ مقصد کا عشق اور اس کے اثرات نفوس میں سرایت نہ کر جائیں۔

یہ اعتراض نہیں درست، انہیں کے اشارے میں، انہیں اگر غلطاً نہ قبول کیا گیا تو یقیناً اسلام پسند ادب کی تخریب

مجھے آہے گراہ مگر زمانے کو دستہ رکھانے چاہیے ہیں
یہ کاغذ، امن امان کی اسیلین زمین پر گرا کر رہے ہیں
جو اسودے، بھوک، بیروزگاری، غصہ، بربریت، زمانہ آج گانے
یہ بھیاں دیکھ کر جہاں کے خدائی یہ قبضہ چاہتے ہیں (۷)

دل ہے مسلمان تیرا نہ مسیحا
تو یہی مسلمان ہیں بھی مسلمان (کوثر نیازی)

میں جیسے منقبت کون دیکھا ہے کون
اہل دنیا سے کہتے ہیں زیاں اسے ساقی (کوثر نیازی)

سبز پر جسم کے تلے پاک نہیں کا پتھر
آہ تھاغے کی تمیر میں کیسے دیکھوں (عاصی ضیائی)

مسک رہی ہے عافیت، بھڑک رہی ہے شیطنت
فساد، دشواری، وقت، غنا، دور، بخشش، دشمن...
طلوع سے غروب تک ادا سبیاں، منگائیں
شمال سے جنوب تک تباہیوں ہلاکتیں

واقعہ یہ ہے کہ تیرہ سو سال کی تاریخ میں یہ پہلا دور ہے
جب شعر و ادب کو ایک مستقل تحریک اور اجتماعی نظم اور شعوری
جدوجہد کے ساتھ اسلام کی نشاۃ و ارتقا کے استعمال کیا
جا رہا ہے۔ عربی شاعری کی فساد انگیز عجز باقی مراثی اور بیجا بیانی کو
اگرچہ اسلام نے بڑی حد تک مٹا دیا تھا، لیکن ایران کی اختلافی
پہلو ہوی اور تعیش پسندی کو خدا سمجھ کے اس نے شعر و ادب کو
سزا پانہ عشق بازی، عیاشی بنا کے رکھ دیا حتیٰ کہ جو بزرگ معرفت
تصوف کی طرف گئے انہیں بھی وہی اصطلاحیں اور الفاظ استعمال
کرنے پڑے، جن کے پیچھے گھنٹیا قسم کے شاہان بازار اور گلخان
تن فروش اور شراب و امیم کا بازار سما ہوا تھا، مولانا ناروی اور
شیخ صدیقی جیسے بزرگوں کے کلام میں ہمیں ان گنت ایسے الفاظ
اور ایسا انداز زبان ملے کہ کہ اگر حسن ظن اور مجاہد پسندی سے
کام نہ لیں تو ان کی پوزیشن اسلامی شریعت کی نظر میں مشتہر
ہو جاتی ہے

ایران سے شعر و ادب کا یہ دھماکہ لڑائی کے جلو میں
ہندوستان کے گنگ و جمن تک آیا اور شاخ در شاخ پھیل گیا
حتیٰ کہ شعر و ادب کی تمام کمیٹیوں میں اس کا نام کینٹا ندریوں

"الشعر انتم صیغۃ النوح من سکتے موت سے جا بگئی اور اگر نہیں قبول کیا گیا بلکہ معاملہ عرف زبانی ہی حرج تک رہا تو چاہے مار سے ہی اسلامی حقائق شعر و ادب کے سانچے میں ڈھالی دیتے جائیں لیکن معاملہ ڈھاک کے تین پائنت سے آگے نہیں بڑھے گا۔"

اسلام پسند شاعروں کے کلام میں ابھی زبان و بیان کی بہت خامیاں ہیں، انہیں وورد کو تکنیکی سرگرمی کو شش کرنا چاہیو ماہر صیغیا قادر کلام اور صاحبِ علم و ہنر کہتے ہیں۔

قبائیں قصیر و کسرتی کی ثابت رہ نہیں سکتیں ہری وشت کو بھی چاکب گریبان کی ضرورت ہے (صفحہ ۷) دوسرے مصرعہ "کامی" زوالمیں داخل ہے

"پارہ دستے ویردوش آفت سب انما ز" کو جگنوؤں کی طرح رشتہ سنی میں کچھ بھی نہیں جگنوؤں کی طرح چمکنے کو اس طرح بیان کرنا تاہر جیسے قادر کلام کی عظمت شاعرانہ کے مطابق نہیں ہے۔

سوائے ویردوشی شاعری میں کچھ بھی نہیں حالانکہ بہت کچھ ہے، غزیم و بخت، دلونہ، ایدر انگ، جزا، اگر یہ مادے موقی "غزیم ورت" ہی کے ہیں تو بہر حال موقیوں کو تو غزیم کے نام سے موموم نہیں کیا جاسکتا

قو کی وہ بیٹیاں جنکو کہ بن نا تھا بنوں (صفحہ ۷) کیا ماہر جیسے بخت کو کو "جنکو کہ" لیے معاف کیا جاسکتا ہے؟

نعمت صدیقی صرف ذہین شاعرانہ آٹھ ہی نہیں لکھیاست دان اور مقالہ نگار بھی ہیں، ان کی ذہانت و طباعی ہر پہلو سے معروف و مشہور ہے، پھر بھی زبان و بیان کی اتنی لٹریٹشیں ان کے بیان ملتی ہیں کہ گزرا نا مشکل ہے، معلوم ہوتا ہے وہ معافی ہی کو سب کچھ سمجھ کر الفاظ اور زبان و بیان کے لطائف پر لوجبہ ہی نہیں دیتے حالانکہ شعر و ادب کی جنگاہ میں معافی کی حیثیت "کامی" کی ہے اور الفاظ "بندوبی" کا وہ رکھتے ہیں "کامیوں" کو سب کچھ سمجھ "بندوبی" کو توئی و صلاح سے غارتیہ دے سچائی کو آپ کیا نہیں گئے؟ (صفحہ ۷) حد درجہ سے ایمان چاہئے لاسے ہیں

"سوائے" کی جگہ "بغیر" یہاں کتنا اہمیت ہے۔ "کوئی" آہ "تہ" "ولے" "ہ" "حیف" سے "۳۰" فہ سے (صفحہ ۷) دائے کو فطرت کے وزن پر استعمال کیا گیا ہے، حالانکہ فطرت کے وزن پر ہونا چاہیے۔

انصارہ سال پونہی حسرتوں میں بیت گئے (صفحہ ۷) انصارہ "بغیر تشدید کے اردو کے مستند حلقوں میں تو نہیں بولا جاتا۔

بسا لہ زور پکٹی لوگ کھیل جیت گئے (صفحہ ۷) "کٹی لوگ" عجیب ہے، پھر کھیل کی تشریح نہیں۔ کونسا کھیل؟ یہ انگلیاں "یہ صوفاف اور یہ ہنیا نہیں" (صفحہ ۷) "انگلیاں" فاعلات کے وزن پر استعمال کیا ہے حالانکہ درست فاعلات کے وزن پر ہے۔

بڑ دستوں کے تمہیں ٹھاسا چھوڑ جاتے ہیں (صفحہ ۷) دوسروں کے ہنوت دیکھ کر دل میں غوس و رشک پیدا ہو سکتا ہے انوار زبان کو لکھنؤ کی ناپستیدہ مثال ہے، ایسی ہی چھوٹی چھوٹی لٹریٹشیں نعیم صدیقی کے یہاں بہت ملتی ہیں۔

عاصی کر نالی طوط (صفحہ ۷) میں رقص لائن و گل کی حدوں میں ڈوب گیا "رقص کی حدوں میں ڈوبنا" دجان پر بار اور نحو پر ظلم معلوم دیتا ہے۔

ملک نغرا لٹریٹھاں عزیز (صفحہ ۷) آرزو کو ملا نہ رنگب نمود شوق اہل زمان ہونہ سکا "اہل زبان" کو "صاحب زبان کے ہم معنی کہنا مناسب نہیں، غماوز میں "اہل زبان" مستند اور ثقہ زبان دانوں کو کہا جاتا ہے۔ حق کبھی مل سکا نہ باطل سے ان کا ہرگز قرآن ہونہ سکا "قرآن" معنوی اعتبار سے موزوں ہونے کے لفظاً بیوزن معلوم دیتا ہے، پھر مصرعہ معنی مصرعہ ہے، دونوں مصرعے ملکر حقیقت میں یکساہی مصرعہ بنتے ہیں۔

غیر کا آستان ہونہ سکا (صفحہ ۷) "آستان" میں آستانہ یعنی نون شاہد سی اردو میں کسی اچھے شاعر نے استعمال کیا ہو۔ اپنے دل کو عزیز سنبھالیں، لیکن اس کو سنبھلنے بھی دینا چاہئے۔

نظم بند و نثر میں داخل ہو گئی ہے۔

غافل، جمیری صفحہ

گنگنا آئے آبشاروں پر مسلط ہے جمود

”شام“ کے اثر سے آبشاروں کا جامد ہو جانا صریحاً خلاف واقعہ ہے

ضیاء محمد نیا صفحہ

انساؤں کے سینوں میں پھر ترقی کی جوت جگانا ہو گا

”جوت“ کو ذکر کرنا جانے کس وجہ سے باندھا ہے۔

چار گھڑی کا ہے یہ سوریا سوچ لو کہ بک بک پیٹتے ہیں

یہ ”بیٹھا بیٹھا“ کا عمل تھا۔

من مند میں آکر اکرن اپنی دید کرانا ہونا

عجیب بات ہے ”اپنی دید“ بھی کہہ رہے ہیں اور ”کرانا ہو گا“

بھی ایسی غلطیوں پر ترقی پسند ادیب جی کہوں کر قبضہ لگا سکتے ہیں۔

اعظم ادیب مشہ

اور یہ لیجئے چالاک تم کاشاک

”کاشاک“ کو اردو میں لیکر انگریزی کی اسپیلنگ پر قائم رکھنا

غلط ہے، ”اسکول“ اور ”کاشاک“ ایک ہی وزن پر جمع الف استعمال

ہونے چاہیں نیز الف نہیں۔

آؤ اسے دوست کسی کیٹے ہیں چلنے پی لیں

”چلنے“ کا وزن ہمارے علم میں فعل بسکون لام ہے ذکر بہ تنوین لام

طالب مجازی صفحہ ۱۲

میں آبشاروں کا طرز نشیب بدلوں گا

”آبشاروں کے اوپر سے نیچے گرنیکو“ طرز نشیب کہنا جہان پسند نہیں

کرتا۔

یہ کچھ مثالیں ان کمزوریوں کی ہیں جنہیں پوری توجہ اور غور و فکر

کیا تھہ دور کرنا چاہیے، ہو سکتا ہے ہماری بعض ناظرین اسے خوردہ گیری سے

تعبیر کریں، لیکن بدگمانی اور دوسرے ظن کی پروا نہ کیے بغیر ہم خوردہ گیری کا ہرگز

کہتے ہیں، کیونکہ اپنی غلطیوں اور لغزشوں کو ہم خوردہ نہیں ٹھہریں

گے تو اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی، اسلام پسند ادب کو صحیح معنی میں ادب

بنانے کیلئے سیرت و صورت، ظاہر و باطن، روح و قالب، الفاظ

معانی دونوں ہی پہلوؤں کو پوری طرح نگاہ میں رکھنا چاہیے ورنہ

متقابل طوقاؤں کا بلا بہا ملے گا۔ (دع)

یقیناً جائز و درست ہیں، لیکن انسانی اوصاف سے متصف کسی انسانی

معاشرے کے لئے قطعاً جائز و مفید نہیں ہیں اور شاید ہی کوئی علم ایسی تیار

ہوئی ہو جس میں یہ اخلاقی اور جائزہ مشفقہ پیش کیا گیا ہو، ورنہ فلموں کی

ساری کہانیاں ترنا جائزہ اولاداً نہ یعنی تعلقات ہی کے موضوع پر لکھی اور

پیش کی جاتی ہیں، علاوہ ازیں اس قسم کے واقعات عملی زندگی میں انفرادی

حیثیت سے پیش آتے ہیں، جنہیں کوئی شخص عموماً پہلک میں پیش کرنا صحیح

نہیں سمجھتا، پھر کیا وجہ ہے کہ ان واقعات کو فلمی کہانیوں کے ذریعہ تیز روں

ہاتھوں آدھوں کے سامنے پیش کیا جائے اور کروڑوں باکروڑا فساد تک

پہنچا یا جائے، کیا اس کا نتیجہ سوائے اس کے کوئی اور بھی برآمد ہو سکتا ہے

کہ جن لوگوں کی زندگی مملان واقعات سے پاک ہے وہ اس کی تعلیم

حاصل کریں اور جو لوگ تعلیم پانچکے ہوں وہ باقاعدہ علمی تربیت کا

مشاہدہ کریں؟

اگر کوئی شخص سینما میں کے جو ازیں یہ خیال نہیں کہہ سکتا کہ برے

پر طبعی پھر ترقی خوردوں کو دیکھنا، زمین پر چلنے والی زندہ خوردوں کے دیکھنے سے

مختلف ہے کیونکہ وہ محض تصویروں کا عکس ہے جن میں کوئی زندگی مشور

یا مادہ نہیں ہے، یا ان کا معاملہ خواب رکھنے سے مشابہ ہے تو یہ ایسی خورد

فری ہے جس سے زیادہ کسی خورد فریبی کا روئے زمین پر پایا جانا کالاج

اور ہمیں یقین ہے کہ کسی کا بقید پرورش جو اس قسم کی خورد فریبی میں مبتلا

ہونا مشکل ہے، کیونکہ اگر یہ خواب ہے تو اس کی حقیقت بیداری کے

خواب سے کسی طرح کم نہیں ہے اور اگر یہ اصل کی نقل ہے تو ایسی نکتل

اور دفریب نقل ہے جو اصل سے بھی کہیں زیادہ اسباب گراہی رکھتی ہے

کیونکہ اس نقل کو اصل سے کہیں زیادہ بڑھانے پر توجہ اور غور و غنت صرف

کھاتی ہے اور بار بار کی مشق و تخرین کے بعد یہ نقل ہر وہ ضلم پر نمودار ہوتی

ہے۔

پس سینما بینی جو آج ہماری پہلک زندگی کا اہم جز بن کر رہ گئی ہے، اسلام کے

اخلاقی نقطہ نظر سے شدید مصیبت ہے، جن فلموں پر اخلاقی کے سیکھے اور دیکھا

کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا ہو ان کا دیکھنا تو قطعیت کیساتھ حرام ہے۔

رہ گئیں وہ طمس جن میں اس کا ہارت کم و بیش ہو، سو اس کی نسبت

ان کی حرمت و کفرانیت کے علاوہ میں بھی کم پیشی ہوگی البتہ جن فلموں کو تاریخی

معلوماتی اخباری اور اصلاحی مقاصد کے لئے وقف کر دیا گیا ہو اور جن میں ہر اقل

کے کوئی ایذا قعداں نہ لگے گئے ہوں ان کے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔

قرآن

بلا ترجمہ

قرآن :- شاندار عکسی۔ ہر صفحے پر خوش نما
بیل۔

حروف کھلے کھلے روشن۔ کاغذ سفید۔ اپیل و لکش
رنگین۔ حرکات نہایت عمدگی سے دیئے ہوئے۔

صحیح میں سبہ نظیر۔ چھپائی میں اعلیٰ۔ جلد کریم
جس پر سنہری ڈائی ہے۔

ہدیہ لڑپٹے آٹھ آنے

—————

قرآن :- ستارہ روشن حروف۔

زبردہر نہایت عموز و نیرت سے لگے ہوئے۔ حروف
صاف روشن۔

بچوں اور موٹی نگاہ والوں کے لئے خصوصی

چیز ہے۔ کہ جس طرح بالانشیں

ہدیہ جلد کریم پانچ روپے

—————

قرآن

ترجمے والے

قرآن :- ترجمہ۔ حضرت شیخ اہلبند
تفسیر :- علامہ شبیر احمد عثمانی۔

یہ قرآن اپنی شہرت و مقبولیت کے باعث کسی
تعارف کا محتاج نہیں۔ آجنگ کے تمام مترجم و نئی قرآنوں میں
اس کی حیثیت تاروں میں چاندی جیسی ہے۔ جن سیرت کیساتھ حسن
عمورت بھی کہ نہیں۔ متن ترجمہ اور حواشی سب کے سب بلا کسے
چھپے ہوئے۔ متن کی زمین حسانی بلا کوں سے ابھاری ہوئی۔

ہدیہ غیر جلد میں پے (جلد اعلیٰ چوبیس روپے)

—————

قرآن :- مترجمہ۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی۔

مع حاشیہ مفیدہ۔ باخبر حضرات خوب جانتے ہیں کہ مولانا تھانوی
کا کام گرامی آجانے کے بعد کسی تعارف کی ضرورت نہیں رہتی
ہر مسلمان حضرت کے ترجمہ پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ مزید خوبی اس
قرآن کی یہ ہے کہ شروع میں چند مفید چیزیں شامل کی گئی ہیں۔

جن سے پڑھنے والے بیدار فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تاریخ مصحف
جغرافیہ قرآن، قصص القرآن، حکم و تشابہ۔ احکام القرآن، تاریخ
قرآن، تعداد کلمات، حروف قرآن و تعداد حرکات سکانات۔

سورتوں کی فہرست، یہ سب مضامین سلیس اردو میں ہیں۔

کاغذ سفید۔ کھائی چھپائی روشن، زمین حسانی۔

ہدیہ جلد کریم دس روپے (جلد اعلیٰ تیرہ روپے)

دینی و علمی کتابیں

مکتبہ تجلی سے کتابیں خرید کر دینی خدمت میں ناتھ بٹاتیے

مکمل و مدلل کتب کلاسیکی از یور

سبا اور سبل عوم وغیرہ۔ قصص القرآن کی مکمل و معتادہ تفسیر۔
قیمت پانچ روپے۔

حکمہ جہاد، حضرت مینبی اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام
کے مکمل و مفصل حالات۔ قیمت پھر دو روپے آٹھ آنے۔ قیمت مکمل
سات غیر ملحد بیتل دو روپے آٹھ آنے۔ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب
کیا جاسکتا ہے۔

روزمرہ کے معاملات میں مسیح شرعی رہنمائی کے لئے اس
مشہور زمانہ کتاب کا ہر مسلمان گھر میں رہنا ضروری ہے۔ ہر مسلمان
خصوصاً عورتوں کے لئے یہ ایک تحفہ تہلے بہلے۔ بعض مفید
افضانے بھی کئے گئے ہیں۔ مثلاً کشیدہ کاری۔ طب نبوی۔ معمولات
محمدی۔ سوانح مصنف وغیرہ وغیرہ۔

کاغذ کتابت و طباعت عمدہ مکمل گیرہ حصے۔ قیمت
غیر ملحد پندرہ روپے (مجلد سترہ روپے)

ایک نازک اور پچیدہ سوال جواز اور ایکنس جواب

تقدیر کیا ہے؟

آئیے سہ علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریر بخدا ہی
دارود کا وہ حصہ آپ کو دکھائیں جو اس عقدہ کی نقاب کشائی
کرتا ہے۔ عام فہم زبان میں دلنشین دلائل اور تقدیر کی الجھنوں
کا حل۔ آپ مان جائیں گے کہ ”تقدیر“ کے موضوع پر
آج تک اس سے بہتر گفتگو آپ نے نہیں سنی۔

کھائی چھائی کا خد عسدہ

قیمت صرف آٹھ آنے۔

قصص قرآن

ایک عظیم الشان علمی اور علمی ذخیرہ اردو زبان میں
حصہ اول۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ و ہارون
تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت چھ روپے۔
حصہ دوم۔ حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السلام
تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور ان کی دعوت حق کی مختلفہ
تشریح و تفسیر۔ قیمت صرف تین روپے۔

حصہ سوم۔ اصحاب کھف و الرقیم اصحاب القریۃ اصحاب البیت
اصحاب الریس۔ بیت المقدس اور یہود۔ اصحاب الاخدود۔
اصحاب الفیل۔ اصحاب یثرب ذوالقصرین اور سترہ سکندری

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفصل سوانح حیات

سیرۃ النعمان (اردو)

مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پیرو ہے۔ لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس اعلیٰ عہد کی سوانح حیات سے واقف ہیں۔ "سیرۃ النعمان" اسی کی کو لیا کرتی ہے۔ اس میں آپ کی زندگی کے مفصل حالات اور منتخب ایمان افروز واقعات اور عبرت ناک و دلچسپ کوائف جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت غیر مجلد دو روپے (جلد تین روپے)

قرآن کی صداقت

بُزْرِيَانُ التَّنْبِيْلِ

دیگر صحائف مذہبی کے مقابلہ میں دو سواں دلیل ایک اجواب تصنیف جواب نایاب ہوتی جا رہی ہے۔ قیمت تین روپے (جلد تین روپے بارہ آنے)

عملیات کی کنہی

جواہر خم کہ اصلی

جواہر خم کہ اصلی اردو عرصہ سے نایاب تھی، اتفاق سے کوئٹہ ہاتھ آگئے ہیں۔ تو یہ عملیات اجناس اشیائیں اس قدر نکالتے کہ ستن عجیب غریب چیزوں سے یہ کتاب سر لو ہے، دنیا کی ہر جائز ضرورت کے لئے اس میں عجیب عملیات و تعویذات موجود ہیں۔ کوئی کتاب اس موضوع پر آج تک اتنی مفصل و دلنہیں لکھی گئی۔ اور لطف یہ ہے کہ غیر اسلامی مشرکانہ باتوں سے پاک صاف ہے۔

بدیغیر مجلد یا پھر دوپے
(جلد چہر روپے)

ترجمان السنۃ

نہیں

ارشاد اہل نبوی کا جامع اور مستند تفسیر اور ترمیم

جلد اول :- اردو میں آج تک اھا حدیث کے چند محقر اور ناقص تراجم کے سوا کوئی بہتم ہاشان کار نا ملہ نام نہیں پایا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ "ترجمان السنۃ" کے نام سے خدمت حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ حدیث کی اصل عیادت میں اعزاب اساتذہ میں مجلس عام ترمیم اور تشریح نوشتہ شریف میں ایک سلسلہ مقدمہ ہے۔ جس میں ارشاد اہل نبوی کی اہمیت اور اھا حدیث کے مزاج و مدارج پر بہترین بحث کے علاوہ ترمیم حدیث کی تاریخ اور نظام رسالت و نبوت اور دیگر اہم ترین موضوعات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ بعض مشہور ائمہ حدیث اور اکابرین اہل سنت کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔

بدیغ دو روپے (جلد بارہ روپے)

جلد دوم :- ضخامت بڑھ جانے کے باعث "ترجمان السنۃ" کو مجبوراً مختلف جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا، چنانچہ حدیثی کتب اللیگان والا اسلام کے تمام اہم ابواب پیش ہے۔ پہلی جلد کی سب خوبیاں اس میں موجود ہیں۔ بدیغ دو روپے (جلد گیارہ روپے)

علامات قیامت

مصنفہ :- حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ قیامت کب اور کس طرح آسکے گی۔ مفصل جواب قرآن اور حدیث کی روشنی میں۔ قیمت مر۔

آداب النبی

حجۃ الاسلام امام غزالی کا ایک ایمان افروز رسالہ جس میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، شمائل اور حدیث شریفہ و معجزات وغیرہ اختصار و سلاست کیساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ بدیغ صرف ار۔

المصالح العقلیہ

احکام اسلامی کی حکمتیں

کتا روحانی کیف حاصل ہرچنان لوگوں کو جو یہ جانتیں کہ اسلام کے فلاں حکم میں کیا حکمت ہے۔ فلاں حکم میں کیا بھید ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نے "المصالح العقلیہ" میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، نکاح، بیع و شرع اور دیگر مبادی امور دینی کی مفصلتوں اور باریکیوں پر عبادت منہم سلیس اردو میں روشنی ڈالی ہے۔ غیر منظر سے (جلد ہے)

حیات المسلمین (اردو)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی نے اس کتاب میں ایسی ام دینی چیزیں شامل کی ہیں جن کو اختیار کر کے مسلمانان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے۔ جو ہم اصول دعوتِ ابراہیم اور ایمان و عبادتِ عظمتِ مذہبی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان کو یکجا کر کے ہر شخص کے لئے نیکین عقائد و مکمل عبادت کی شکل راہ آسان کر دی گئی ہے۔ جلد مع خوبصورت ڈسکور۔ قیمت ۴۰

رہنمائے قرآن

اسلام اور پیغمبر اسلام صمیم کے پیغام کی تاباں صداقت کو سمجھنے کے لئے سچے انداز کی یہ بالکل جدید کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

التوحید

اسلام کی توحیدِ خاصہ میں پر ایمان افروز معلومات کا خزانہ ہے۔ جدید ایک روپیہ۔

رہنمائے عربی

بہ نسبت آسان عام فہم انداز میں عربی پڑھنے لکھنے اور بولنے کے قواعد پر مشتمل یہ کتاب عربی کے شائقین کے لئے بہترین استاد ہے، کم خرچ بالائیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

اصلاح الرسوم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے زندگی کے ہر شعبہ میں سب سے شمار رسمیں اور طریقے ایسے راجح ہو گئے ہیں کہ جو فی الحقیقت خیر اسلامی ہیں لیکن آلا علمی کے سبب انکی بُرائی سے واقف نہیں، ایسے رسم و رواج کی اصلاح کے لئے حضرت حکیم الامت کی یہ تصنیف بیش بہا تحفہ ہے زبان عام فہم سلیس، آخر میں رسالہ "معا فی معاملات" بھی شامل ہے کتاب جلد مع خوبصورت رنگین ٹائٹل۔ جدید ایک روپیہ چار آنے۔

تسلیم الدین (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دلنشین تشریحات، شرک و بدعت کی تفسیل، تصوف کے نکات پر معلومات انگیز گفتگو، بیعت تصویر کشی، سماع اور دیگر اہم مباحث، خوبصورت ٹائٹل مع جلد قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

تفسیر فیض الرحمن (حصہ اول)

مصنف۔ حضرت مولانا یعقوب الرحمن صاحب عثمانی نے عام فہم اور دلنشین اسلوب میں تفسیر قرآن کا ایمان افروز مسلسل حصہ اول سم، اللہ، العباد و رسولین کی تفسیر و توجیح پر مشتمل ہے، مفسر نے عروج پر موق حضرت شاہ ولی اللہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم اور دیگر بلند پایہ علماء کی آثار کا خلاصہ بھی شامل کیا ہے۔ قیمت ۴۰ (جلد ہے)

حکایات صحابہ

صحابی مردوں اور عورتوں پرچل کے وہ سبق آموز داستان افروز واقعات جنکے مطالعہ سے روح تازہ اور سیدہ کشادہ ہوتا ہے، تازہ ایڈیشن عمدہ کتابت و طباعت اور سفید کاغذ جلد مع خوبصورت گرد و پیش جو یہ ڈور روپے چار آنے۔

اردو و عربی لغت کی ایک عظیم کتاب مصباح اللغات

پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ کی اردو تشریح

یہ عظیم نشان عربی اردو لغت اپنی خصوصیتوں کے لحاظ سے بی مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے ترقی اور تشریح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی ڈکشنری وجود میں نہیں آئی۔ ساہبا سال کی عربی تہذیب اور کوششوں کے بعد بڑی قطعیت کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل۔ یہ عظیم القدر لغت اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

المختار جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے زیادہ جامع اور دل پذیر سمجھی جاتی ہے۔

مصباح اللغات میں نہ صرف اس کتاب کا پورا احاطہ کر لیا گیا ہے بلکہ اس کی ترتیب میں عربی لغت کی بہت سی دوسری بے شمار یا یہ افسوس کہ کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں کو کام میں کر دیا گیا ہے۔ جیسے قاسوس۔ تاج السوس۔ اقرب الموارد۔ مجمع اللغات۔ نہایہ ابن اثیر۔ مجمع البہار۔ مفردات امام راغب۔ کتاب الافعال۔ منہجی الارباب صراح وغیرہ۔

مصباح اللغات علماء۔ طلبہ عربی سے چھپی رکھنے والے۔ انگریزی ماں، اردو و خواں سب کے لئے بیحد مفید ہے۔ جلد خوبصورت اور مضبوط گروپیشن۔ قیمت سولہ روپے۔

اعجاز القسوس

تیس سال تک حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی مسرت آرا اردو تصنیف اہل علم جانتے ہیں کہ وہ جو صرف بحر العلوم ہونیکے ساتھ ساتھ قلم کے بھی بادشاہ تھے انہوں نے بیان عام، دلیلی اور پختہ لائن استلال کن غرض اپنی تحریریں رکھنے کے قابل ہیں، دشمنان اسلام کے قرآن مجید پر اعتراضات کرتے ہیں ان کے دشمنان کسی جوابات، اعجاز القسوس میں ملاحظہ فرمائیے۔ ہدیہ صرف ۱۳

اردو و عربی لغت کی ایک عظیم کتاب بیان اللسان عربی اردو ڈکشنری

پچاس ہزار سے زائد قدیم و جدید عربی لغات کا جامع دستہ ذخیرہ

چند خصوصیات (۱) تقریباً تیس ہزار قدیم و جدید عربی لغات و قواعد کا مجموعہ وغیرہ۔

(۲) تفسیر کریم کے تمام لغات و اصطلاحات کا مجموعہ۔

(۳) مصر و شام وغیرہ میں متعلق جدید الفاظ کی تشریح۔

(۴) ہر لفظ کی مادہ سے قطع نظر اپنی اصل صورت میں انگریزی ڈکشنری کے طرز پر ترتیب۔

(۵) ہر عربی لفظ یا عبارت۔

(۶) ہر لغت سے متعلق ضروری امور و حدت و جمعیت تکثیر تائید باب و وصلہ وغیرہ کی توضیح۔

(۷) بہ نظر اختصار اشارات و رموز کا استعمال۔

(۸) زبان سادہ۔ شگفتہ۔

(۹) شش رنگ میں قواعد عربی پر مشتمل جامع رسالہ۔

لیج سوم۔ کتابت و طباعت اعلیٰ کاغذ سفید چھپا مضبوط سادہ ورق رنگین صفحات صحت قیمت غیر جلد آٹھ روپے (جلد اعلیٰ دس روپے)

مولانا ابوالکلام آزاد کا سبق آموز آفاقی

قوسر بانی

مولانا آزاد نے ایک مشہور مغربی مصنف کے فلسفے کو تازہ کر دیا تھا لکھا ہے۔ کتاب میں مغربی مصنف کا فلسفہ بھی شامل ہے، قابل ملاحظہ ہے۔ قیمت ۱۰

مباحثہ شاہجہاںپور

یا غیر حضرات جانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تیسہ تیسہ پاروں سے مناظرے کئے اور ہمیشہ فتنہ ہوسے، ان کے ایک ایسے دوسرے غریب منظرے کی لکچھٹیل "مباحثہ شاہجہاںپور" میں ملاحظہ فرمائیے۔ دلائل اور انداز بحث پر آپ عین عین کو جانیں تو ہمارا ذمہ۔ قیمت صرف عمر۔

لطیف حاد

عوام یوں یا قاص۔ سب کی زندگی میں کچھ نہ کچھ لطیف پیش آتے رہتے ہیں بعض مشہور شخصیتوں کے دلچسپ لطیفے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اس کتب میں جن حضرات کی زندگی کے لطیفے درج ہیں ان میں چند کے نام یہ ہیں علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت الزین شاہ صاحب، قیودنقاں لون، مولانا محمد علی جوہر، جناب عظام اللہ شاہ بخاری، شاہ عبدالعزیز۔ مولانا حالی، مولانا محمد شرف علی تھانوی وغیرہم۔

کتاب جلد سے۔ مع ڈسٹ کور۔ قیمت ۱۲

شہید اعظم

حضرت امام حسینؑ

لے کر باریک خاکل میں حسان کو بہول سڑتی ہے تجھے لاش بجز گوشت نہ قبول
اثر فارغ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت امام حسینؑ
اور واقعات کر بلا کے متعلق تاریخی تحقیق اور معروضات کا مجموعہ، قیمت عمر

اسلام کے اہم عقیدے

کتاب فی الوصیت (اردو)

از۔ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔
بعض اہم اصول و عقائد کی تشریح، زبان عام فہم میں، صفحہ ۱۱۱ قیمت عمر
فقہ اگلی درجہ
از۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ اہم فقہی نکتوں، قیمت عمر

انسان کی حقیقت

از حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قرآن و حدیث کی روشنی میں
انسان کی حقیقت پر ایمان افروز کلام، صفحہ ۱۰۰ قیمت ۱۲

نصائح امام غزالیؒ

امام غزالی کی تحریر کردہ چند فاضل نصیحتیں، کوڑہ میں دیا قیمت ۱۲

بیان السنۃ والجماعت

امام ابوحنیفہ حضرت امام محمد اوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مختصر مگر
جامع تصنیف کا سلیس اردو ترجمہ۔۔۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس
کتاب میں اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقائد کا بیان ہے۔ قیمت ۱۰

الفاروق

مصنفہ مولانا شبلی علیہ الرحمۃ

حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت، حالات اور کارناموں پر مشتمل یہ کتاب اہل
علم میں جتنی مقبول مشہور ہوئی وہ محتاج بیان نہیں، حقیقت یہ ہے کہ
اسلام کے اس فتوح اعظم اور بطل جبین کی زندگی اور دو خلافت کی تفصیل
"الفاروق" سے زیادہ اور کبھی اردو کتاب میں نہیں ملتی، نہ صرف آپ کی
سیرت اور اخلاق و فضائل کا بیان ہے بلکہ آپ کے حکم گاتے ہوئے عہد
خلافت کے حیرت انگیز واقعات، آپ کے علمی، قانونی اور تمدنی کارنامے
اور جنگی مسرکوں کی صحیح تفصیل شامل کتاب ہیں۔

اسلامی تاریخ کے سب سے زبردور کی مستر تاریخ جاننے کیلئے "الفاروق"
اپنی قسم کی واحد تصنیف ہے۔ نازہ ایڈیشن جلد مع ڈسٹ کور، قیمت چھ روپے۔

مضامین لانا سید سلیمان ندوی

۳۹۲ صفحہ پر مشتمل مولانا سید سلیمان ندوی کے خاص و خاص
معارف، لانا مضامین کا مجموعہ، سہلی فرصت میں مطالعہ کی گنجینہ ہے۔
میشل اعلیٰ درجہ کے معلومات سے لبریز مضامین گویا بیسیں
قیمتی موتی ایک ڈھتے میں پروردہ کیے گئے ہیں۔
قیمت عیسر جلد چھ روپے (مجموعاً پانچ روپے)

خلفائے راشدین

مولف مولانا عبدالشکور صاحب دہلی

خلفائے راشدین کی میراث پر لکھی گئی تمام کتابوں میں اس تالیف کو ایک امتیازی شان اور خاص مقام حاصل ہے، مؤلف اور شہادت کے میدان میں بہت شہرت پائی ہے، "خلفائے راشدین" میں آپ نے اس بات کا خاص کا ذکر کیا ہے کہ جن روایات و واقعات سے اہل تشیع کو اپنے مسلک کی تاویل اور اہل سنت پر اعتراض کا موقع ملتا ہوا ان کی تشریح صحیح تاریخی روایات کی روشنی میں اس طرح کر دی جاتی ہے کہ حق پر باطل کی پوش کا مٹو نہ رہے اور اشتباہات کی بیخ کنی ہو جائے۔ قیمت ۵۰ قلم ہے۔

تاریخ دیوبند

اسلامی علوم و فنون کے ایک شاندار دور کی تاریخ

دیوبند اور دارالعلوم دیوبند کے علمی و تاریخی حالات کا دلکش مریخ اور اسلامی علوم و فنون کے ایک زترین اور شاندار دور کی تاریخ جو سماج کے قریب کچھ سماجی، مذہبی اور تاریخی عنوانات پر مشتمل ہے۔ چند عنوانات ہیں۔ دیوبند کی وجہ تسمیہ، قدامت اور اس کے دلچسپ تاریخی حالات، قدیم عمارتوں اور تاریخی مساجد کا تذکرہ، دارالعلوم کی ۹۰ سالہ زندگی اور اس کے نشوونما و ارتقاء کی حیرت انگیز تاریخ، پڑشکوہ عمارتوں کا تعارف، دارالعلوم کی تعلیمی اور انتظامی خصوصیات، داخلہ سے لیکر امتحان تک کے قواعد و ضوابط، دارالعلوم سے متعلق روایتی صادر قد و بشارت، اکابر علمائے دارالعلوم کے سوانح نامہ۔

قیمت مجلد ۵ روپے کور صرف دو روپے۔

منہاج مقبول

صحیح قسم بات عند اللہ و صلواتہ الرسول

یعنی: سادہ عیبہ، آئورہ و قرآنی دعائیں

جس میں تمام دعائیں قرآن شریف، ادعا ہادید شہید سے حضرت صالح مولانا شاہ محمد شرف علی صاحب مدظلہ سے جمع فرما کر مرتبہ کے

ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ سات منزلوں میں تقسیم فرمائیں، اور جس کا اردو میں منظوم ترجمہ بھی سات منزلوں میں کر دیا گیا ہے، یہ بھی ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ مخصوص ہے، دعائے حزب اللہ، شہری ہفت اجزائے شجرات، چشت مکمل، واسما، بلدیہ، اذعیض، دم فوائدا، فخر و ریبہ، کتابت دیدہ زیب، کاغذ سفید، ہرے غیر جلد پیر، جلد دو روپے۔

صحابہ کی کجاں نشاری

صحیح تاریخ سے چنے ہوئے غیر تک حیرت انگیز واقعات، رسول پاک کی محبت بڑھانے والے سچے قصے، انتہائی دلچسپ اور نصیحت آمیز۔ قیمت آنچھ آنے۔

محمد الخلفاء

خلفائے راشدین کے منتخب حالات و فضائل قیمت ایک روپیہ آنچھ آنے

فضائل نماز

قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز کی خوبیوں اور فضیلتوں کا جامع اور مفصل بیان قیمت ۱۵ روپے۔

فضائل تبلیغ

تبلیغ میں کیا فضیلتیں ہیں اور ہر شخص اپنی جگہ پر کس طرح اس دینی فریضہ کو ادا کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ۱۰ روپے۔

فضائل رمضان

رمضان کی عظمت اور روزے کی برکت، فضائل کا روح نواز تذکرہ قیمت ۱۰ روپے۔

تعلیم الاسلام

یہ شہور کتاب ہمیشہ کی طرح آج بھی آپ کے بچوں کی تعلیم کا بیکر ضروری جز ہے، وہ کسی بھی اسکول یا مدرسہ میں پڑھتے ہوں، آپ تعلیم الاسلام انھیں ضرور دیکھ کر لائیں، یہ اسلام کی بنیادی تعلیم اور سچی تاریخ کو دیکھ کر آپ بچوں کو فخر و کبریٰ اور ایمان کی ترویج کوئی اور صلاحیت کا عیش ہے، نہایت شوق سے پڑھتے ہیں، حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم، چارہم، کتب سیت، جلد دو روپے، ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

ایک معرکتہ الآرا نا در کتاب

البیان فی علوم القرآن

سائنس اور فلسفہ باطل کے مقابلہ میں اسلامی نظر یا اصول کی قوت و حقانیت قرآن کی روشنی میں

خدا کی ذات و صفات، تناسخ و ملائکہ، جزا و سزا، ثواب و عذاب، قبر و جنت، ووزخ، نبوت و الہام، نبی کی روحانی قوت و غیرہ کی تشریح و توضیح، شکوک اعتراضات کا ازالہ، اسلام ہی کے دین کا میل اور صراط مستقیم ہونے کے دلائل، فصاحت و بلاغت، استعارہ و کنایہ، ناسخ و منسوخ، قرآنی اصطلاحات، اختلاف قرآء و غیرہ پر محققانہ کلام۔

اس کتاب کے مصنف، تفسیر حقیقی کے مؤلف، عمدۃ المحدثین علامہ مولوی عبدالحق صاحب حقیقی مفسر دیوبند ہیں۔

علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے فاضل اہل کی رائے اس کتاب کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔ صفحات ۶۰۴

کاغذ نہایت عمدہ سفید، لکھنؤ کی چھپائی نفیس، ہدیہ چودہ روپے (جلد پنجمہ روپے)

داغیچ ہے کہ یہی وہ نایاب کتاب ہے کہ جس کی قیمت آج کل بعض نمبر ستوں میں پچیس روپے ملے گی، تمہارے نسخے دستیاب ہوتے ہیں جلد طلب فرمائیے۔

رہے

حضرت العلام مولانا انور شاہ صاحب کشمیری علیہ السلام

حضرات علماء عوام اہل اسلام کی عالی قدرت میں معروف ہے کہ احقر نے تفسیر حقیقی اور اس کے دونوں مقدموں کا مطالعہ کیا اور گرتا رہا ہے، مقدمہ میں جناب مفسر مرحوم نے علوم قرآنیہ و عقائد فرقانیاہ و ملائکہ کا زور قصامت و بلاغت اور طبقات نظم و عبارت اور عقائد اسلامیہ اور انواع دلائل اور قواعد باطنیہ و علوم ہر روز و شہر و نشر و قیامت، تحلیل و ترکیب کیا تو عظیم اور باری کی سچا جسکی نظیر اگرچہ ممکن ہے مگر واقع نہیں، پھر تفسیر میں علاوہ تفسیر قرآن حکیم کے ہر ہی طرح کے معارف مثلاً علم اروج و مسائل تکلیف، تقدیر و ثواب، عنایت، تحقیق مسائل شرعیہ در و شبہات، مخالفین ذکر کئے ہیں، اور تاریخ و جغرافیہ وغیرہ حاجت نہایت تحقیق سے دستے لگتے ہیں، اہل علم کے لئے تفسیر خاصے دونوں جہاں اور حاجت و جاری ہے۔ محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

پٹنہ کاپیٹر۔ مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہا بر پور یو۔ پی

DUPP. E. NAJAF

دُرِّ نَجَفِ



دھات کا سرمہ مضبوط خول
اس میں مضبوط شیشی
اوپر اس میں سرسوں کا بادشاہ

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکیٹنگ مضبوط اور تازہ
- نوٹ:- خالص جستی کیسیائی سلانی ۲ میں طلب کیجئے۔

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج
- دھند، موتیا، جالاج، رتوند، پڑبال اور سرخی وغیرہ کے لئے پیغام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

یہ رائے دو گنا کہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔
ساہو جوالا سرن صاحب علم مراد آباد دیر کو نسل
 ہیں نے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔
خانہ بہادر مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں صاحب
 عرف کہ میاں رئیس اعظم
 سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے میں نے بہت سے شخصوں
 کو دیا۔ انہوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔

میں پہنچا ہوں۔
ڈاکٹر ظفر یار خاں صاحب ایم بی ایم اے
 زمرا نولہری سوچی لکھنؤ
 سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے
 میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے
 استعمال سے آنکھوں کی کوکشی تھرتی ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
 صدر تہذیبی علماء ہند
 ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس درجہ مفید ہے کہ
 اس کی توصیف میں آپ جو چیزیں میری طرف سے لکھیں
 ہیں اس کی تصدیق کروں گا۔

ایک تولہ پانچ روپے۔ ہا ماشہ تین روپے
 ایک ساتھ تین شیشیاں رنگانے پڑھو لنگاں
 ایک یا دو شیشیوں پر ایک ہی محصل مفید ہے
 یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔

حکیم کنہیا لال صاحب وید سہارنپور
 سرمہ نجف کلکٹر یونیورسٹی کو دیا گیا اور اس کے استعمال
 سے ان کو فائدہ پہنچا سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے
 واسطے نہایت مفید ہے۔ میں بیلنگ سے سفارش کرتا ہوں
 کہ اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

مولانا شمشیر احمد صاحب عثمانی رح فرماتے ہیں
 میں نے سرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو
 استعمال کرایا قبل اسکے بہت سے سرمے میں نے استعمال
 کئے سب سے اچھا اور بہتر سے پایا۔ مجھے امید ہے کہ شخص
 اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف
 زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایم بی ایم اے
 ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ رئیس مارہرہ
 میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا
 آنکھوں کے امراض میں مفید پایا۔ میں ہمیشہ ہر شخص کو

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دیوبند فرماتے ہیں
 میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو کفایت اور چلائیے
 میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا
 سرمہ کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پہنچیں گے جس پر یوہ توجہ کرے

ہندوستان کا پتہ:- دار الفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارنپور۔ یو پی

پاکستان کا پتہ:- شیخ سلیم اللہ صاحب جٹ لینڈ لائسنز۔ کراچی پاکستانی حضرت اس پتہ پر قیمت سرمہ مع وصول لنگاں کے سہارنپور آرڈر میں بھیجیں